

اسلام کی حقانیت اور اہل سنت کی صداقت پر دلائل کا مرجع
لاجواب علمی تحقیق مقبول عام اور کثیر الاشاعت رسائل

اسلام اور شیعیت

کا تقابلی جائزہ

مؤلفہ

پاسبان صحابہ مولانا مہر محمد اعلی اللہ مقامہ

مجموعہ رسائل

- ۱۔ شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات
- ۲۔ شیعہ کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب
- ۳۔ عقائد الشیعہ (۱۰۰ عجیب نظریات)
- ۴۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

۵۔ تاریخ شیعہ

ناشر

مکتبہ عثمانیہ
ڈاک خانہ ڈھوک مستال
(میانوالی) پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

یہ کتاب، عقیدہ لا بیری

(www.aqeedeh.com)

سے ڈائلوڈ کی گئی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا أَلَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ

اسلام کی حقانیت اور اہل السنّت کی صداقت پر دلائل کا مرقع
لاجواب علمی تحقیقی مقبول عام اور کثیر الاشاعت رسائل

اسلام اور شیعیت

کا

تقابلی جائزہ

مؤلف: پاسبان صحابہ مولانا مہر محمد اعلی اللہ مقامہ

مجموعہ رسائل

۱۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت (سبائی کر توت)

۲۔ تاریخ شیعہ (داستان مظالم)

۳۔ عقائد الشیعہ (۱۰۰ عجیب نظریات)

۴۔ شیعہ کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب

۵۔ شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات

ناشر

مکتبہ عثمانیہ ڈاک خانہ ڈھوک مستال (میانوالی)

مولانا مہر محمد مدظلہ اور آپ کی تصانیف پر علماء کرام کی آراء گرامی

۱۔ مولانا کو علمی مقالات پر مضامین لکھنے اور تصنیف و تالیف کا خاص ذوق حاصل ہے۔ نہایت مفسر اور صلح پسند عالم ہیں تقریر و تحریر دونوں پر اچھی دسترس حاصل ہے۔ (علامہ محمد یوسف بنوریؒ کراچی) ۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

۲۔ مولانا موصوف کے علمی استدلالات حوالہ جات اور معتدل طرز بیان سے پوری طرح مطمئن ہوں (علامہ مفتی محمود ملتان ۹ رمضان ۱۳۹۱ء)

۳۔ بہر حال کتاب (عدالت حضرات صحابہ کرامؓ) مفید اور اپنے موضوع میں کامیاب ہے (علامہ شمس الحق افغانی جامعہ بہاولپور)

۴۔ صحابہ کرامؓ کی جانب سے دفاع اور ان کی عظمت کا اظہار دین کی بہت بڑی خدمت ہے اللہ تعالیٰ نے مولوی مہر محمد صاحب کو اس کی توفیق عنایت فرمائی (مولانا محمد اسحاق صدیقی لکھنؤ)

۵۔ ہمارے بڑے بڑے علماء نے اب تک یہی سمجھا کہ شیعہ مسئلہ معمولی مسئلہ ہے اب ساری عمر جو تفسیر و حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ان کو شیعہ مذہب سے واقفیت نہیں حالانکہ شیعہ مذہب ہی اسلام کے نام پر اسلام کے مقابل میں مذہب کفر و الخاد ہے وکیل سخا مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم عالیہ چکوال ۱۸ رجب ۱۳۹۹ء

۶۔ علماء کرام اور طلبہ عظام کے لئے یہ (کتابیں) ایک بیش بہا نادر تحفہ اور انمول موتی ہیں ان میں بہت زیادہ علمی سرمایہ موجود ہے (امام اہلسنت علامہ سر فراز خان صفدر مدظلہ)

۷۔ آپ بڑے عمدہ لائق نوجوان ہیں اور اس میدان مدح صحابہ میں خوب کام کر رہے ہیں اور بڑی قیمتی تصانیف کے آپ مصنف ہیں (مولانا محمد نافع جامعہ محمدی جھنگ ۸۲/۶/۲۰۱۷ء)

فہرست مجموعہ رسائل

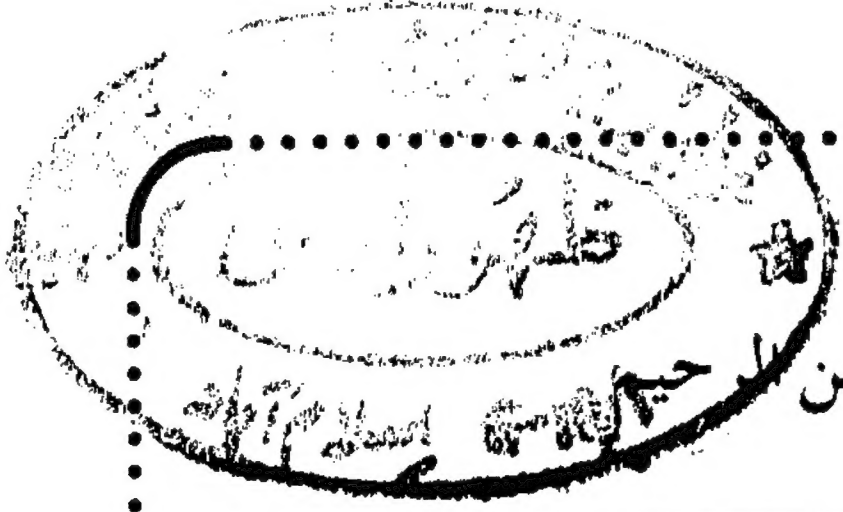
۱۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت صفحہ ۳۲ تا ۱

۲۔ تاریخ شیعہ اور مسلمانوں پر مظالم صفحہ ۶۳ تا ۳۳

۳۔ عقائد الشیعہ (۱۰۰ اکفریات) صفحہ ۱۷۶ تا ۶۵

۴۔ شیعہ کے تمام اعتراضات کے جوابات صفحہ ۱۷۷ تا ۲۲۴

۵۔ شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات صفحہ ۲۲۵ تا ۲۷۲



بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اور سبائیوں کے کرتوت

مؤلفہ مولانا حافظ مہر محمد مدظلہ

فہرست مضامین

حضرت علیؓ کے فضائل	۱	حضرت علیؓ کے فضائل	۱۷
حضرت علیؓ کے فضائل	۲	تاریخ کی بحرمانہ خاموشی	۱۸
عمارؓ کے قاتل سبائی باغی ہیں	۳	جنگ صفین کے اسباب و نتائج	۱۹
حضرت عثمانؓ کے فضائل	۴	بلوایوں نے عمارؓ کو قاتل عثمان کہا	۲۰
حضرت علیؓ نے بھی ان کو باغی کہا	۵	کیا بیعت امیر شام سے امن ہو جاتا	۲۱
تاریخ بھی ان کو باغی بتاتی ہے	۵	حضورؐ اور صحابہؓ کے تاثرات	۲۲
حضرت عائشہؓ طلحہ وزیر کی	۷	حضرت علیؓ کی مزید مشکلات	۲۳
حضرت علیؓ سے محبت		بلوائی ہی قاتل عمار ہیں	۲۵
سبائیوں کی چیرہ دستی	۹	مولانا صفدر مدظلہ کی تحقیق	۲۶
جنگ جمل کے اسباب و نتائج	۹	تدعوہم الی الجنة کی تشریح	۲۸
سبائی درپردہ منافق ہی تھے	۱۱	عقیدہ اہل سنت اور	۲۹
بلوایوں نے خفیہ جنگ بھڑکادی	۱۲	حضرت علیؓ کے ذکر خیر پر اختتام	
طلحہ وزیرؓ کی شہادت اور	۱۶		

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اے عمار! تجھے میرے اصحاب قتل نہ کریں گے تجھے تو صرف باغی ٹولہ قتل کرے گا فرمان نبوی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما جلیل القدر قدیم الاسلام اکابر مہاجرین صحابہ کرامؓ سے ہیں۔ راہ خدا میں آپ کے سب گھرانہ نے سخت تکالیف اٹھائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان تکالیف کو دیکھتے تو فرماتے صبر ایسا آل یاسر موعود کم الجنتہ صبر کرو ایذا برداشت کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے پہلے آپ کے والد ماجد شہید ہوئے۔ پھر آپ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہما کو ابو جہل نے نازک مقام پر نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ غریب فیملی تھی صحابہ کرامؓ قلیل اور کمزور تھے دفاع کوئی نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن کفار نے آپ کو بھی گھیر لیا۔ قتل کی دھمکی دے کر کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ آپ نے وہ کہہ کر جان تو بچالی مگر پھر روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دل میں تو ایمان پکا ہے مگر مجبوراً کلمہ کفر کہہ چکا ہوں میرا کیا بنے گا اسی وقت آیت نازل ہوئی من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان۔ جو بھی ایمان لانے کے بعد کافر ہوگا (بڑی سزا پائیگا) ہاں جب اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کلمہ کفر پر کوئی مواخذہ نہیں) (پ ۱۴ ع ۲۰ سورت نحل)

فضائل :-

۱۔ حضور علیہ السلام نے اسی موقع پر فرمایا اے عمار! مبارک ہو تیرے جیسوں کے لئے اللہ نے آسانی پیدا فرمادی۔

۲۔ آپ کو عمارؓ سے خوب پیار تھا۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ حضرت عمارؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اس طیب و مطیب (خود پاکیزہ اور ستھرے اعمال والے کو خوش آمدید کہہ کر اجازت دو) (ترمذی)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جن دو باتوں میں سے حضرت عمارؓ کو چناؤ کا اختیار دیا گیا آپ نے سب سے بہتر۔ آسان یا سخت کا انتخاب فرمایا (ترمذی باختلاف الروایات)

۴۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک عراقی بزرگ سے کہا۔ جو آپ سے مسئلہ پوچھنے شام میں آیا تھا۔ کیا تم میں ابن ام عبد (خادم خاص) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نہیں اور کیا تم میں وہ عمارؓ نہیں جسے اللہ نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کی شہادت سے شیطان سے پناہ دی ہے کیا تم میں حذیفہؓ نہیں کہ ان کے سوا حضور علیہ السلام کے راز جاننے والا کوئی نہ تھا۔ (بخاری)

۵۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ بڑے بھاری پتھر اور بلاک صحابہ کرامؓ ایک ایک اٹھا کر لا رہے تھے۔ دل لگی کے طور پر حضرت عمارؓ کو دو اٹھوا دیتے تھے، حضرت عمارؓ نے حضورؐ سے کہا قد قتلنی اصحابک یا رسول اللہ۔ کہ آپ کے ساتھیوں نے مجھے مار ڈالا تب آپ نے فرمایا ابن سمیہ!

لا یقتلک اصحابی وانما تقتلک الفتنۃ الباغیۃ

اے سمیہ کے بیٹے عمار! تجھے میرے صحابی قتل نہ کریں گے تجھے تو ایک باغی ٹولہ قتل کرے گا (پیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۹۷ واللفظ لہ العقد الفرید لابن عبد ربہ التونی ۳۲۸ھ وفاء الوفا للسمہودی ج ۱ ص ۲۳۵ التونی ۹۱۱ھ)

یہ حدیث صحاح ستہ کی ہے مگر بعض راویوں نے تعمیر مسجد اور لا یقتلک اصحابی ذکر نہیں کیا اور یدعوہم الی الجنتہ ویدعونہ الی النار ذکر کر دیا۔

حضرت علیؓ کے فضائل :-

چونکہ عمارؓ کو حضرت علیؓ سے کمال محبت تھی۔

۱۔ آپؐ کا ارشاد ہے جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ (پیارے دوست) ہیں ترمذی۔

- ۲۔ نیز فرمایا اے علیؑ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں (رشتہ و مواخات ایک ہے)
- ۳۔ علیؑ فرماتے ہیں جب میں پوچھتا حضورؐ بتا دیتے جب چپ رہتا تو از خود بتاتے۔
- ۴۔ نیز فرمایا خدا۔ ابو بکر عمر عثمانؓ کی طرح علیؑ پر بھی رحم فرمائے اے اللہ حق ان کے ساتھ کر دے جدھر وہ جائیں (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳)
- ۵۔ نیز فرمایا آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔
- ۶۔ ارشاد ہے کہ اللہ نے مجھے چار صحابہؓ سے محبت کا حکم دیا اور وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ ابوذر مقداد سلمان علی رضی اللہ عنہم۔
- ۷۔ ایک دفعہ حضرت علیؑ فاطمہ حسن حسینؓ کو بلایا اور فرمایا یہ میرے گھر کے لوگ ہیں اے اللہ جو مجھ سے ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ سے محبت (شریعت کے مطابق) رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ اس لئے صفین کی اجتادی جنگ میں عمارؓ نے آپؑ کا ساتھ دیا اور شہید ہوئے تو بہت سے لوگوں نے اسے حضرت معاویہؓ اور آپؑ کی جماعت پر فٹ کر دیا وہ علیؑ کی محبت اس میں سمجھتے ہیں حالانکہ آپؑ سے محبت آپؑ کے کمالات کی وجہ سے ہے خواہ دشمن ہو یا نہ ہو ”چونکہ وہ ہمارے دشمن کے دشمن ہیں اس لئے وہ ہمارے محبوب ہیں“ یہ خود غرضی کی محبت سبائیوں کی پیداوار ہے یہی حقیقہ آپؑ کے دشمن ہیں۔ اب آپؑ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ راوی کی غفلت اور ناتمام روایت سے اور محل و موقع نہ بتانے سے کتنا الٹا اثر پڑتا ہے۔ مجرم چھپ جاتے ہیں اور ناکردہ گناہ دھر لیئے جاتے ہیں۔

عمار کے قاتل سبائی باغی ہیں :-

ہم نے اس مضمون میں حضرت عثمان عمار اور علیؑ کے قاتلوں کو تاریخ سے ظاہر کرنا ہے اور اس صحیح حدیث کے مصداق میں ہمیں یہ بتانا ہے کہ حضرت عمار کے قاتل جنگ صفین کے دو گروہوں میں سے صحابہ کرامؓ ہر گز نہیں بلکہ باغی ٹولہ ہے

کیونکہ نحوی اصول میں الباغیہ الفتنہ کی صفت ہے۔ یہ صفت موصوف تفتلک کا فاعل ہے فاعل کا وجود فعل سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ یہ گروہ پہلے سے ہی باغی ہے۔ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی وجہ سے باغی نہیں ٹھہرا۔ اور اس گروہ کی پہلی بغاوت امام برحق حضرت عثمان ذوالنورین کے خلاف ہوئی جو لغت و شرع کے مطابق ہے۔ مصباح اللغات ص ۶۷۷ بنی کے تحت ہے فتنہ باغیہ امام عادل کی اطاعت سے نکلنے والی جماعت اور اس سبائی جماعت نے آپؑ کو شہید کر کے بغاوت کی پہلی لعنت حاصل کی۔ چند ارشادات نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل :-

- ۱۔ مہر بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپؐ نے جلدی آنے والے فتنوں کا ذکر کیا ایک صاحب کپڑا لٹوڑھے گذرے آپؐ نے فرمایا یہ اس دن ہدایت اور حق پر ہوں گے میں ان کی طرف لپکا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے منہ کی طرف سے آکر حضورؐ سے پوچھا یہ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اور قاتل بلوائیوں کو گمراہ اور باطل فرمادیا۔
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور علیہ السلام سے سن کر فرمایا تمہیں جلدی ایک اختلاف اور فتنہ سے واسطہ پڑے گا لوگوں میں سے ایک صاحب نے پوچھا۔ ہمارا رہبر کون ہو گا یا آپؑ کس کی پیروی کا حکم دیتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا۔

علیکم بالامیر وهو یشیر الی عثمان بذالک بیہقی دلائل النبوة (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

عثمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم اس امیر کی ضرور اطاعت کرنا۔

- جب امیر عثمانؓ کی اطاعت واجب تھی۔ تو نافرمان قاتل بلوائی یقیناً باغی ہوئے۔
- ۳۔ ایک مرتبہ آپؑ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تجھے قمیص (خلافت) پہنائیگا منافقین اتروانا چاہیں گے تو ہر گز نہ اتارنا تو ہر گز نہ اتارنا۔
- ۴۔ ابن عمرؓ مر فوعاروی ہیں کہ ایک فتنہ میں عثمانؓ مظلوماً شہید کیا جائے گا (ترمذی)

تو پتہ چلا کہ بلوائی قاتل عثمان ظالم بھی تھے منافق بھی۔ باغی ہونا واضح ہے کہ وہ خلافت چھینتے ہیں جو حضورؐ نہیں اتارنے دیتے۔

حضرت علیؑ نے بھی ان کو باغی اور جاہلی کفار سا کہا :-

تاریخ طبری ج ۳ ص ۵۰۷ جمل اور تاریخ الخلفاء الخضری ص ۷۸ وغیرہ

کتب میں ہے۔

”حضرت علیؑ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ کہ خدا نے جاہلیت کی بدبختی کے بعد اسلام کی سعادت بخشی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یکے بعد دیگرے تینوں خلفاء پر امت کو متفق رکھا۔ آج جس حادثے سے ہم دوچار ہیں امت پر اس گروہ نے اسے مسلط کیا ہے جس نے دنیا ہی کو طلب کیا ہے اس امت پر جو خدائی انعامات ہیں ان پر اس گروہ نے حسد کیا اور اسلام کو ختم کرنے کی ٹھانی یہ لوگ زمانہ جاہلیت کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ سنو میں کل مدینہ واپس جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ کوچ کرو وہ لوگ میرے ساتھ ہر گز نہ چلیں جنہوں نے حضرت عثمان پر طعن کرنے یا قتل کرنے میں کسی قسم کی اعانت کی ایسے بیوقوف اپنی جانوں پر لعنت کریں علباء بن ہشتم سالم بن ثعلبہ عیسیٰ اشتر ثعلبی وغیرہ عبد اللہ بن سبا کی پارٹی نے یہ اعلان سنا تو ان کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ صلح ان کے قتل پر منبج ہوگی چنانچہ رات کو خفیہ جنگ بھڑکادی“ (ابن خلدون)

تاریخ بھی قاتلین عثمان کو باغی اور ابن سبا یہودی کا پروردہ بتاتی ہے :-

”عبد اللہ بن سبا یمن کا یہودی تھا۔ جس کی طرف روافض کا غالی فرقہ سبائیہ منسوب ہے۔ اس کی ماں کالی تھی اس نے ظاہر اپنے کو مسلمان کہا اسلامی صوبوں کے دورے کئے تاکہ انہیں ائمہ دین کی اطاعت سے ہٹا دے اور ان میں شر پھیلا دے اس نے افتتاح تو صوبہ حجاز سے کیا پھر بصرہ اور کوفہ میں پھر تاربا پھر عثمان بن عفان کے آخر دور میں دمشق گیا اہل شام میں وہ اپنا فتنہ نہ پھیلا سکا اور انہوں نے اسے نکال دیا حتیٰ کہ مصر آ گیا وہاں ایک انجمن بنالی اور اپنا پروگرام و عقیدہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہتا تھا۔ مجھے ان مسلمانوں پر تعجب ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا لوٹنا (قرب قیامت میں) تو

مانتے ہیں مگر حضرت محمد کا لوٹنا نہیں مانتے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس خدا نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو معاد (قیامت) کی طرف لوٹائیگا (یہ یہودی معاد سے مراد قیامت سے پہلے لوٹنا بتاتا تھا) تو محمد حضرت عیسیٰ سے زیادہ لوٹنے کا حق رکھتے ہیں اس کی یہ بات (مصریوں نے) مان لی اور اس نے عقیدہ رجعت ایسے گھڑا کہ لوگ بخشش کرنے لگے۔ اس کے بعد پھر کہنے لگا۔ ہزار نبی آئے جن کی وصی بھی تھے پھر کہنے لگا محمد خاتم النبیین ہیں۔ اور علی خاتم الاوصیاء ہیں۔

پھر کہنے لگا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کے رسول کی وصیت جاری نہ کرے اور رسول اللہ کے وصی علیؑ کے حق پر قبضہ کر لے اور امت کا انتظام خود سنبھال دے۔ اس کے بعد کہنے لگا عثمان نے بہت سے اموال جمع کر لئے ہیں جو ناحق لیے ہیں اور یہ رسول اللہ کے وحی (اقتدار سے محروم) ہیں تم ان کو اقتدار دلانے کے لئے اٹھو تحریک چلاؤ اور اپنے حاکموں افسروں پر اعتراض سے آغاز کرو بظاہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عادت اپناؤ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو۔ انقلاب کی دعوت دو چنانچہ اس نے اپنے ایجنٹ پھیلا دیئے اور مختلف شہروں کے فساد یوں سے خط و کتابت شروع کر دی۔ لوگوں کو خفیہ اپنی طرف دعوت دیتے تھے اور اچھی باتوں کا حکم ظاہر کرتے تھے اور گورنروں کے عیوب بنا کر ہر شہر میں اپنی برادریوں کی طرف لکھتے رہتے تھے حتیٰ کہ یہ جھوٹی افواہیں اور خبریں ہر سر زمین میں پھیل گئیں لوگ ہر جگہ ان کو پڑھتے سنا تے تھے اور کہتے تھے۔ کہ شکر ہے ہم تو صحیح سلامت ہیں۔ باقی صوبے اپنے افسروں گورنروں سے کتنے تنگ ہیں یہ فساد جو ظاہر کرتے نیت اس کے خلاف ہوئی جو کچھ وہ چھپاتے۔ بظاہر اس کے خلاف کہتے الخ تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۳۱۳ تاریخ طبری ج ۳ ص ۷۸-۷۹ ابن خلدون رجال کشی تنقیح المقال وغیرہ۔

شیعہ مذہب کا یہی بیج اور نطفہ تھا۔ جس نے ایام حج میں دو ڈھائی ہزار غنڈے جمع کر کے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جن کا مقابلہ مدنی صحابہ کرامؓ نہ کر سکے کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان کو حکم روک دیا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے شام سے فوج بھیجا چاہی حضرت عثمانؓ نے فرمایا ضرورت نہیں۔ اہل مدینہ اور بیت المال پر بوجھ ہوگا۔

حضرت علیؑ نے بھی ڈانٹا کہ فوج ہر گز نہ بھیجیں۔

حضرت عائشہؓ طلحہؓ زبیرؓ کی علیؑ سے محبت :-

اب یہ بلوائی مختلف الحیال تھے۔ مصری۔ جن کے اکثر غنڈے۔ کنانہ بن بشر عمرو بن حمق۔ عمیر بن ضالی سودان بن حمران۔ اسود تجیبی خالد بن ملجم۔ (قاتل علیؑ بن ملجم کے بھائی) وغیرہم۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے۔ حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور بصری طلحہؓ کو کوئی زبیرؓ کو۔ یہ دونوں بزرگ حضرت علیؑ کے آغاز اسلام سے جگری دوست تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت تیسرے دن تب کی جب علیؑ نے کرلی زبیرؓ نے بیعت عثمانؓ کے وقت اپنا حق علیؑ کو دیدیا تھا۔ مسجد نبوی کے بھرے مجمع میں احنف بن قیس نے پوچھا میں قتل عثمانؓ کے بعد کس کی بیعت کروں تو طلحہؓ زبیرؓ نے فرمایا علیؑ کی فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۴۔ اب بھی بلوائی وغیرہ بیعت کرنے آئے تو انہوں نے انکار کر دیا کہ تم گھروں کو واپس جاؤ ہم تو علیؑ کی بیعت کریں گے ام المومنین عائشہؓ سے عبد اللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے پوچھا تھا کہ میں قتل عثمانؓ کے بعد کس کی بیعت کروں تو آپ نے فرمایا الزم علیا۔ علیؑ سے وابستہ ہو جاؤ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۴ مطبعہ دار الفکر احادیث فتن)

اب آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ یہ مایہ ناز اسلام کی عظیم الشان ہستیاں حضرت علیؑ کی حیدار تھیں ان کو ہی خلیفہ برحق اور اپنا پیشوا جانتی تھیں۔ مناقب علیؑ میں ان کی زبان رطب اللسان رہتی تھی۔ کتب حدیث پڑھ دیکھئے۔ ان تینوں (طلحہؓ زبیرؓ ام المومنین عائشہؓ) کو حضرت علیؑ کا مخالف باغی اور بدخواہ بتانا بناوٹی تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ جو حضرت عثمانؓ کے قاتل ”فتنہ باغیہ“ نے اس لئے مشہور کر کے تاریخ کا جز بنادیا کہ وہ خدائی حکم۔ ”کتب علیکم القصاص فی القتلی“ مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض ہے، ”اے عقلمندو! تمہارے لئے زندگی بدلہ لینے میں ہے“ (بقرہ پ ۶۲) حکومت مر تضوی سے جاری کرانا چاہتے تھے۔ مگر حکومت بے بس تھی سبائی فتنہ باغیہ بن کو سب کچھ کرنے کے اختیارات تھے وہ حضرت علیؑ کی ہر گز نہ مانتے تھے۔ ہاں علیؑ

سے اپنی منواتے تھے۔ اسی اجراء قصاص کے جواب اور اپنی مجبوری میں حضرت علیؑ نے اپنے جگری یاروں۔ طلحہؓ زبیرؓ سے یوں معذرت کی ”امے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے انتہائی زور اور اثر پر ہیں وہ (اس وقت) ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں (یملکوننا ولا نملکھم) (سج البلاغہ ص ۲۵۶ مترجم مفتی جعفر حسین، طبری ج ۳ ص ۲۵۸) اب ایک سنی عالم کا بیان بھی جگر تھام کر سنئے۔

داؤد بن ابی ہند امام شعبیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ جبکہ آپ مدینہ کے بازار میں بیٹھے تھے۔ اور کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔

فقال حتی يتشاور الناس فقال بعضهم لن رجع الناس الى مسارهم بقتل عثمان ولم يقم بعده قائم لم يؤمن الاختلاف و فساد الامة فاخذ الاشر بيده فبايعوه (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۴ ج ۵ ص ۲۵۵)

تو حضرت علیؑ نے فرمایا (ٹھہرو) میں لوگوں سے مشورہ تو کر لوں۔ تو کچھ لوگ کہنے لگے۔ عثمانؓ کو قتل کر کے یہ لوگ اگر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور عثمانؓ کے بعد کوئی خلیفہ کھڑا نہ ہوا تو امت میں فساد اور بگاڑ سے اطمینان نہ ہوگا تو اشر نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور سب بلوائیوں نے بیعت کر لی۔

کیا بات آپ کو سمجھ آئی؟۔ حضرت علیؑ تو عام اہل مدینہ مہاجرین و انصارؓ سے بیعت کا مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ مگر سبائی مصر ہیں کہ ہم پہل کر کے اپنی جانیں بھی محفوظ کر لیں اور وزیر مشیر کمانڈر انچیف بن کر اہل مدینہ پر اپنی دہشت برقرار رکھیں کتنی دور کی سوچ اور گہری سازش ہے کہ اگر ہم خلیفہ بنائے چلے جاتے ہیں تو اہل مدینہ میں کوئی ہمت اور سکت نہیں کہ وہ اپنا خلیفہ جن کر امت کو فتنہ و فساد سے بچا سکیں۔ گویا ہم بلوائی ہی ان کے سیاہ و سفید کے مالک اور امن و صلح کے ذمہ دار ہیں۔

سبائیوں کی چیرہ دستی :-

افسوس کہ تاریخ انہیں کے سیاہ کارناموں اور ۹۰ ہزار مسلمانوں کے خون سے لبریز ہے ان کی چیرہ دستی ملاحظہ ہو۔ کہ اہل مدینہ کو دھمکی دے کر کہتے ہیں دودن کی مہلت ہے ورنہ ہم طلحہ زبیر علیؓ کو قتل کر دیں گے تب یہ لوگ علیؓ پر چھا گئے کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں (طبری ج ۳ ص ۴۵۶)

مولانا معین الدین ندوی سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۱ حضرت زبیرؓ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی مسند نشینی کے بعد بھی مدینہ میں امن و امان قائم نہ ہو سکا۔ سبائی فرقہ جو اس انقلاب کا بانی تھا اور فتنہ و فساد کے نئے نئے کرشمے دکھاتا رہتا تھا جاہل بدوی جو ہمیشہ ایسے لوٹ مار کے موقعوں میں شریک ہو جاتے سبائیوں کے ساتھ ہو گئے حضرت علیؓ نے کوشش کی کہ یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ جائیں اور بدویوں کو بھی شہر سے نکال دیا جائے لیکن سبائیوں کے انکار اور ضد کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی (حوالہ تاریخ طبری ص ۳۰۸)

یہی وہ چوک اور جنگشن تھا کہ گاڑیوں کو اپنے الگ الگ رخ پر چلانا تھا۔ مگر سبائیوں نے کا۔ نئے غلط سمتوں پر بدلا دیئے اور گاڑیاں ٹکرائے سے امت مسلمہ تباہ ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائیوں کی انہی سازشوں کی وجہ سے مسلمانوں میں دو بڑے ہولناک تصادم ہوئے مجبوراً ان کی تفصیلات تاریخ سے نقل کی جاتی ہیں۔

جنگ جمل کے اسباب و نتائج :-

جنگ جمل اور اسی طرح صفین جو بلوایوں کی سازش اور صحابہ و تابعین میں محض اجتہاد اور اختلاف رائے کے سبب ہوئی تھیں ان کے نقصانات اور فرقہ وارانہ فسادات سے آج تک دنیا دکھ کے چر کے رہی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے ساتھی قیس بن عباد کے پوچھنے پر فرمایا کہ ”مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق کچھ نہ فرمایا بلکہ یہ میری اپنی رائے تھی (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۴) وجہ یہ ہوئی

کہ آپ طالبین قصاص سے بیعت لینا چاہتے تھے اگرچہ بلوایوں کے علاوہ عام مہاجرین و انصار اہل مدینہ نے حضرت طلحہ و زبیر سمیت بیعت کر لی تھی صرف حضرت امیر معاویہ اور اہل شام نے نہ کی تھی مگر یہ سب مصر تھے ”کہ بلوائی آپ کے لشکری ہیں ان سے بدلہ لے لیں پھر ہم بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہی افضل اور حقدار ہیں“ اگر بلوائی آپ کے مخلص اور حکومت کے خیر خواہ ہوتے تو درجن بھر قاتلین عثمان حضرت علیؓ کے سپرد کر دیتے آپ بدلہ لے کر سب رعایا کو خوش کر کے اپنا ہمنوا بنا لیتے اور خانہ جنگی کی بجائے اسلامی لشکر خلفاء ثلاثہ کی طرح کفار پر ہی یلغار کرتے تو تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ تاریخ کا حضرت معاویہؓ پر ہی یہ الزام ہے کہ وہ سامنے کیوں آگیا اس لشکر کو شام میں کیوں گھسنے نہ دیا جیسے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے سبائی تحریک کو شام سے نکال دیا تھا اور انہوں نے دھمکی دی تھی کہ ہماری حکومت آنے والی ہے تم سے نمٹیں گے“ (طبری)

اگر معاویہؓ رکاوٹ نہ بنتے تو وہ بلوائی پورے ملک میں قتل و غارت کرتے جیسے حضرت علیؓ ان باغی خارجیوں کے ساتھ جنگ لڑنے میں مسلمانوں کو ابھارتے ہیں ”کیا تم معاویہ اور اہل شام سے لڑنے تو جاتے ہو اور ان کو آزاد چھوڑتے ہو جو تمہاری اولادوں اور مالوں کے مالک بن جائیں گے انہوں نے ناحق خون بہائے اور لوگوں میں خوب قتل و غارت کی اللہ کا نام لے کر ان سے لڑو (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۹) یہ خارجی بلوائی زیادہ تر مصر کے اور بصرہ کوفہ وغیرہ کے ڈاکو بدوؤں پر مشتمل تھے۔ مدینہ میں ان کے تشدد تسلط اور قتل کے خوف سے سینکڑوں اموی حضرت عثمانؓ کے در ثاء اور رشتہ دار شام کو بھاگ گئے جن میں حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبید اللہ بھی تھے کیوں کہ ان مجوسی سبائیوں نے سب سے پہلا آرڈر یہ دیا کہ اسے قتل کر دو کیونکہ اس نے ۱۲ سال پہلے اپنے والد کے بالواسطہ قاتل ایرانی ذمی شہزادہ ہرمزان کو گواہ مل جانے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا جس کی دیت تمام مہاجرین و انصار کے اتفاق سے حضرت عثمانؓ نے ادا کر دی تھی۔

دور درجن کے قریب اکابر صحابہ۔ سعد بن ابی وقاص سعید بن زید بن عمرو بن نفیل۔ جس کے موحد والد کو آپ نے ایک امت اور جنتی قرار دیا تھا عبد اللہ بن عمر محمد

بن مسلمہ ابو بکرہ نفع بن الحارث قدامہ بن مظعون اسامہ بن زید سلمہ بن سلامہ صہیب
مہاجرین میں سے اور حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید نعمان بن
بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیجہ، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ انصار میں سے وغیرہ
رضی اللہ عنہم بروایت جریر از مدائنی حوالہ (البدایہ و النہایہ ج ۷ ص ۲۲ طبریوت)
نے بیعت نہ کی ان حضرات کو معاذ اللہ حضرت علیؑ سے کوئی کدودت نہ تھی صرف اس
لئے بیعت نہ کی اور گھروں میں تنہا بیٹھ رہے کہ جب تک بلوائی گھروں میں واپس نہ
جائیں دربار مرتضوی میں ہماری کوئی شنوائی نہیں جانوں کا خوف الگ ہے۔ کاش کہ یہ
اکابر بہادر صحابہ حضرت علیؑ کے دربار میں خود ہی پہنچ جاتے یا علیؑ ان کو گھروں سے بلا کر
اپنی کابینہ اور مشوروں میں شامل کر لیتے کہ، وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ پ ۲۵ پر عمل ہو
جاتا اور امت محمدیہ قتل و غارت سے بچ جاتی۔

سبائی در پردہ منافق ہی تھے :-

مگر حضرت علیؑ تو مجبور تھے آئندہ کے حالات اور ان کی منافقانہ چالوں سے
آگاہ نہ تھے۔ جیسے خود حضور علیہ السلام سے خدا فرماتے ہیں۔ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ
نَعْلَمُهُمْ ان کو آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

جاننے والا خدا ان کے کرتوت یہ سناتا ہے۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خدا و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز مومن
نہیں خدا اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں (بقرہ پ ۱)

۲۔ جب یہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں جب اپنے شیطانوں
(عبداللہ بن سبا یہودی جیسوں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے
ہی ہیں مسلمانوں سے ٹھٹھا مذاق (اور دھوکہ) کرتے ہیں۔ پ ۱

۳۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں (اخفس بن شریق اور اشتر نخعی جیسے) جن کی بات دنیا میں
آپ کو پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو اپنے دل سے اخلاص کا گواہ بناتے ہیں حالانکہ
وہ بدترین جھگڑالو ہیں (پ ۹۷)

۴۔ اور اگر وہ منافق بات کریں تو آپ ان کی بات سنیں گے گویا وہ جئے ہوئے
لکڑی کے ستون ہیں وہ (مسلمانوں کے مشورہ کی) ہر آواز اپنے خلاف سمجھتے
ہیں یہی تو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہئے اللہ ان کو برباد کرے
کدھر بھٹک گئے ہیں۔ (منافقون پ ۲۸ ع ۱۳)

۵۔ اللہ آپ کو معاف کرے ان کو چھٹی کیوں دیدی (نہ دیتے) تو آپ پر واضح ہو
جاتا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان لیتے (توبہ ع ۷ پ ۱۰)

ہمارے خیال میں حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے حضرت علیؑ کی بیعت برضاء و
رغبت اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے کی تھی ۲۰ ذی الحجہ سے جمادی الاولیٰ تک ۵ ماہ بھر پور
کوشش کی کہ سبائی گھر چلے جائیں پھر درجن بھر قاتلوں سے بدلہ لیا جائے کوفہ اور
بصرہ کی گورنری بھی مانگی تاکہ بلوائیوں کو وہیں کنٹرول کر لیں۔ عرب کے مشہور
سیاستدان حضرت مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن عباس حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ
عنہم نے یہی مشورہ دیا کہ ان کو عمدے دو صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاؤ مدینہ سے نہ نکلنے دو
(البدایہ ج ۷ ص ۲۳۵) ابن عباسؓ نے کہا معاویہ کو ابھی معزول نہ کرو طبری ج ۳
ص ۱۴۶ ابھی تک سب کچھ آپ کے قبضے میں ہے مفسدوں سے خود نمونہ سب لوگ آپ
کے ہو جائیں گے۔

چونکہ ان مشوروں میں سبائیوں کی موت تھی رد کر دیئے گئے حضرت حسنؓ
نے چیخ کر کہا لاجی آپ پر فلاں فلاں (اپنی منوانے میں) غالب آگئے۔ (طبری)
مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں۔ ”ابن عباس نے حضرت علیؑ کو کھامیری بات
ماننے، گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے یا اپنی جاگیر بیع میں چلے جائے لوگ تمام دنیا
کی خاک چھان ماریں گے لیکن آپ کے سوا کسی کو خلافت کے لائق نہ پائیں گے خدا کی
قسم اگر آپ ان مصریوں (قاتلان عثمان خارجی زیادہ تر انہیں سے بنے) کا ساتھ دیں
گے تو کل آپ پر ضرور عثمان کے خون کا اتھام لگ جائے گا“

حضرت علیؑ! اب کنارہ کش ہونا میرے امکان سے باہر ہے۔

ابن عباس! معاویہ کو برقرار رکھ کر اپنا طرفدار بنا لیجئے (کیونکہ ان کو اپنا

مفتوحہ علاقہ پسند ہے آپ کا معاون بنارہے گا تاریخ)
حضرت علی! غصہ سے برہم ہو کر ابن عباس کو سختی سے کہتے ہیں ”خدا کی قسم
یہ کبھی نہیں ہو سکتا طبری ص ۸۵ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۰)

یہی وجہ ہے کہ مصری باغیوں کا مداح فرقہ خاصہ آج تک ان علوی خیر خواہ
۳ مشیروں کو اچھا نہیں سمجھتا۔

حضرت طلحہ وزیر مایوس ہو کر مکہ آگئے حضرت عائشہؓ اور اہل مکہ کو مدینہ کے
یوں دردناک حال سنائے۔

”ہم اعراب کے شوروشہ کے خوف سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں اور ہم نے
وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے اور نہ باطل سے احتراز کرتی ہے اور
نہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے۔ (طبری ج ۳ ص ۶۹ سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۲)

چنانچہ حالات کی اصلاح۔ دراصل حضرت علیؓ کی امداد۔ اور بلواییوں کو آپ
سے ہٹانے کے لئے اہل مکہ نے طلحہ و زبیر کو ایک ہزار کا لشکر فراہم کیا طبری ج ۳ ص
۴۷۲ اور صنعاء پر حضرت عثمان کے گورنر یعلیٰ بن امیہ نے ۴ لاکھ درہم ۷۰ قریشی
نوجوان اور حضرت عائشہؓ کو عسکر نامی اونٹ ۸۰ دینار میں خرید کر دیا۔ اس پر حضرت
علیؓ نے اپنے حامیوں کے سامنے تبصرہ یوں فرمایا۔

”تمہیں پتہ ہے مجھے کن سے واسطہ پڑا۔ سب لوگ حضرت عائشہؓ کے زیادہ
فرمانبردار ہیں۔ حضرت زبیرؓ سب سے زیادہ طاقتور ہیں طلحہ سب لوگوں سے زیادہ
ہوشیار ہیں۔ یعلیٰ بن امیہ سب لوگوں سے زیادہ خوشحال ہیں (البدایہ والنہایہ فتح الباری
ج ۱۳ ص ۵۵)

یہ دونوں حضرات مزید کمک لینے کیلئے اپنے مقبول شہر بصرہ آگئے گورنر سے
معمولی جھڑپ کے بعد بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ ان کا معقول و فدیہ ناماندہ
مدینہ میں حضرت علیؓ کو جا کر بتاتا کہ حالات ہمارے قابو میں ہیں آپ تشریف لائیں
تاکہ باہمی مشورہ سے بلواییوں سے نمٹیں۔ بلوائی فوراً مدینہ پہنچے آپ کو ابھارا کہ اب
بصرہ کے بعد مدینہ پر بھی چڑھائی ہونے والی ہے لشکر لے کر پہنچیں آپ تیار ہو گئے۔

اہل مدینہ نے بہت منت سماجت کی کہ لشکر لے کر وہاں نہ جائیں عبد اللہ بن
سلامؓ نے کہا کہ ”پھر سلطان المسلمین مدینہ لوٹ کر نہ آسکے گا از خود ملیں مفاہمت کی
شکل نکل آئیگی۔“ مگر بے سود۔ پھر اہل مدینہ نے چنداں ساتھ نہ دیا آپ ۹۰۰ افراد لے
کر مدینہ سے بصرہ پہنچے صحابہ بہت کم تھے بقول امام شعبی ۶ بدری آپ کے ساتھ
ہوئے (عمار کے علاوہ) ابو الہیثم بن تیمان ابو قتادہ انصاری زیاد بن حظلہ۔ خزیمہ بن ثابت
(البدایہ ج ۷ ص ۲۳۴) افسوس کہ یہ اکابر اس وقت بھی باہم نہ مل سکے ورنہ معاملہ
بہت آسان تھا۔ مزید امداد کے لئے اشتر نخعی کو فہ پہنچایا تو زبیر کا شہر تھا اس کے ساتھ
کوئی نہ چلا گورنر کو فہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے خالی واپس کر دیا اب حضرت علیؓ نے
ایسی دو ہستیوں کو بھیجا جن کے ایمان و کردار پر سب مسلمانوں کو ناز ہے یعنی عمار بن یاسرؓ
اور ریحانہ رسول دلبند بتول حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمار نے
جامع مسجد میں فرمایا ”لوگو! معاملہ بہت نازک ہو چکا ہے ایک طرف ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ ہیں جو تمہارے نبی کی اس جہان میں بھی زوجہ ہیں اور آخرت میں بھی زوجہ
ہیں۔ دوسری طرف آپ کے چچا زاد امیر المومنین علیؓ ہیں اب تم کس کی مانو گے زوجہ نبی
کی یا علیؓ کی؟ ہائے دنیا حیران تھی کہ کیا ہو گیا کس کی مانیں اور کسے رد کریں؟ تقریر ناکام
رہی۔ اب سبط پیغمبر تشریف لائے جو شکل و اعمال میں حضورؐ کے مشابہ تھے عقل و خطابت
کا جوہر خاص ملا تھا بڑی تہذیب اور شائستگی سے ایک ہی تقریر میں لوگوں کا دل موہ لیا
گورنر نے مخالفت کی اس کو مسجد سے نکال دیا اور ۹۶۵۰ کا لشکر لے کر بصرہ پہنچ گئے۔

بلواییوں نے خفیہ جنگ بھڑکا دی :-

اب حضرت علیؓ طلحہ و زبیرؓ باہم تنہا ملے تو پتہ چلا کہ کوئی کسی کا مخالف نہیں
سب اللہ کے قانون کے علمبردار اور صرف سبائیوں کے دشمن ہیں جو لگائی بھائی سے
مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔ طبری تاریخ الخلفاء للبخاری سے ابھی آپ پڑھ
چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نے صلح کا اعلان کر کے سبائیوں سے کہا ”مفسدو! میرے لشکر
سے نکل جاؤ“ اپنی بے وقوفی پر ماتم کرو اب ہر تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان مفسدوں نے خفیہ

رات کو میٹنگ کی، کہ رات فریقین میں سو کر خفیہ جنگ چھیڑ دو“ چند اقتباسات یہ ہیں۔
۱۔ لشکر علوی کے کمانڈر انچیف مالک بن ابراہیم اشتر ثقی نے کہا خدا کی قسم ان کا مشورہ ہمارے بارے ایک ہی ہے کہ ان کی صلح ہمارے خون پر ہوگی آؤ طلحہ کو تو عثمان کے ساتھ ملا دیں تاکہ ہم پر خاموشی سے راضی ہو جائے (معلوم ہوا مروان کا طلحہ پر تیر چلانے کی روایت جھوٹ ہے) ان کے قائد ابن سبا یہودی نے کہا کہ طلحہ اور اس کے ساتھی تو ۵ ہزار ہیں اور تم اڑھائی ہزار ہو تم ایسا نہیں کر سکتے (اندازہ لگائیے کہ پروپیگنڈہ کتنی بڑی طاقت یا لعنت ہے کہ ان ۲۵۰۰ نے یہاں ۱۰ ہزار کا خون بہایا۔ پھر ۵-۱۰-۲۰ ہزار بن کر صفین پہنچے اور ۷۰ ہزار شہید کروائے) طبری ج ۳ ص ۵۰ طبع بروت نے مزید یہاں لکھا ہے کہ اشتر ثقی نے کہا۔ طلحہ اور زبیر کی پالیسی تو واضح ہے مگر علی کی پالیسی کو ہم آج تک نہ سمجھ سکے۔

فہلموا فلتنوا اب علیؑ فذلحقہ بعثمان فتعود فتنة

یروضیٰ منا فیہا بالسکون

آؤ علی پر بھی (معاذ اللہ) بھر پور حملہ کریں اسے عثمان سے ملا دیں

ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ علی ہم سے پرسکون خوش ہوگا۔

ابن سوداء نے اسے خوب ڈانٹا دفع ہو جا پھر تو ہم بے نقاب بالکل ننگے (مسلمانوں کے دشمن) ہو جائیں گے (آئندہ اور جنگیں بھی تو لڑانی ہیں)

۲۔ علباء بن میثم نے کہا فریقین سے الگ تھلگ رہو جب تک تمہارا کوئی سردار مقرر نہ ہو ابن سوداء نے کہا خدا کی قسم لوگ پسند کرتے ہیں کہ تم الگ ہو تو تمہیں پرندوں کی طرح اچک لیں۔

۳۔ سالم بن ثعلبہ اور سوید بن ابی ادنی سے کہا اپنا فیصلہ پختہ کر لو۔

۵۔ تو ابن سوداء نے کہا اسے میری قوم (یعنی سبائی مسلمان نہیں) تمہاری کامیابی اسی صورت میں ہے کہ لوگوں میں گھل مل کر رہو اور کل جب لوگ ملیں تو دونوں میں گھس کر نعرہ ”مخالف نے غداری کی“ لگا کر جنگ شروع کر دو کہ لوگ لڑائی سے بچ نہ سکیں گے اور اللہ طلحہ زبیر اور علی کو باہم الجھاد دے گا“ اس عہد و پیمان پر وہ

دونوں لشکروں میں جا کر سو گئے سحری کو جنگ بھڑکا دی (ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۷)
طلحہ و زبیر کی شہادت اور حضرت علیؑ کے تاثرات :-

افسوس کہ اعلان صلح سن کر سوئے ہوئے بے فکر لوگ اپنا تحفظ نہ کر سکے اس غیر ارادی اچانک جنگ میں بقول ابن حجر ۳ ہزار افراد کام آئے حضرت علیؑ نے طلحہ و زبیر کو ایک حدیث یاد دلائی۔ جو قابل تحقیق ہے۔ دونوں جنگ سے علیحدہ ہو گئے نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جریر موز و غیرہ نے ان کو شہید کر دیا افسوس کہ حضرت علیؑ اپنے فوجیوں سے ان کی حفاظت نہ کر سکے اگرچہ آپ نے طلحہ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا کاش میں ۲۰ سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا پھر آپ کے شل ہاتھ کو چوم کر فرمایا احد میں اس ہاتھ نے رسول اللہ کو شہید ہونے سے بچایا تھا پھر آپ اور آپ کے مخلص ساتھی طلحہ و زبیرؓ پر رونے لگے۔ ایک شخص نے حضرت علیؑ کو آکر کہا طلحہ کا قاتل آپ سے ملنا چاہتا ہے (جو مردان نہیں سبائی حیدر تھا) تو فرمایا اسے دوزخ کی بشارت دو پھر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے اے اللہ میں عثمان کے قاتلوں سے بری ہوں (تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۹) آپ نے اپنے پھوپھی زاد حضرت زبیرؓ کے قاتل عمرو بن جر موز کو بھی ارشاد نبوی کے مطابق جب جہنم کی بشارت سنائی تو وہ بولا قاتل اعداء کم و تبشر و نبال النار (الاخبار الطوال) ہم تو تمہارے دشمن قتل کریں تم ہمیں دوزخ کی بشارت دو (عجیب انصاف ہے!) پھر اس نے آپ کے سامنے خود کشی کر لی تو آپ نے فرمایا حضور نے سچ فرمایا تھا کہ یہ (اور آج کے بھی اس کے مداح) دوزخی ہیں اس جنگ میں حضرت علیؑ بھی۔ حضرت عائشہ کی طرح۔ حضرت عثمان کے قاتلوں اور ان کے حیداروں پر لعنت بھیجتے تھے اللہم العن قتلة عثمان و اشیاعہم (ص ۸۹ ج ۷) تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۸ اور دونوں کے متعلق یہ آیت پڑھتے تھے ہم نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا جنت میں وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ (پ ۱۴ ع ۴)

جمل عائشہ کے ارد گرد آپ کی حفاظت کے لئے آنے والے بوضہ وغیرہ کے ۵ ہزار مسلمان بے رحم اشتر ثقی نے شہید کئے حضرت علیؑ اس یکطرفہ مسلم کشی

سے بہت پریشان ہوئے اشتر سفاکی تو آپ کے کہنے سے نہ رک سکتا تھا البتہ آپ نے کوئیں کٹوا کر اونٹ کو گر لیا اہل بصرہ کی شکست کا اعلان کیا حضرت عائشہ کو شہید ہونے سے بچا لیا اور با عزت مدینہ کی طرف رخصت کیا اور اعلان فرمایا لوگو! یہ تمہارے نبی کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بیوی ہیں ولہا حرمتہا الاولى۔ ان کی وہی پہلی عزت برقرار ہے سوائے اس کے کہ ان سے عورتوں جیسی غلطی ہوئی اور مقابلہ پر آگئیں (حالا کہ لڑنے نہیں صلح کرانے آئی تھیں) پھر حضرت عائشہ نے بھی علیؑ کی تعریف کی کہ میری ان سے شکر رنجی ایسی ہے جیسے دیور سے ہو جاتی ہے رضی اللہ عنہا باہر دو سبائیوں نے حضرت عائشہ کو اماں کہہ کر بھی تنقید کی تو حضرت علیؑ نے اپنے ایس پی قحطاع بن عمرو سے ان کو ۱۰۰/۱۰۰ ادرے لگوائے۔

اگر پاکستان میں حضرت علیؑ کا یہ قانون سزا لاگو ہو جائے تو فرقہ وارانہ جھگڑے بہت کم ہو جائیں۔

تاریخ کی مجرمانہ خاموشی :-

ہم اب نہایت افسوس سے تاریخ کا یہ سقم اور خلا ذکر کرتے ہیں کہ فتح بصرہ کے بعد ۵۰ لاکھ درہم کا شاہی خزانہ ۱۰ ہزار سبائی لشکر نے فی کس پورا ۵۰۰/۵۰۰ درہم بانٹ لیا مسلم کشی کی اجرت مل گئی۔ ایک لڑکی نے اپنے والد سے پوچھا آپ انعام کیوں نہیں لائے اس نے کہا وہ ثابت قدموں کو ملا میں تو بھاگ آیا ہوں۔ جبکہ یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ ۱۰ ہزار ہی لڑنے گئے ۱۰ ہزار ہی واپس آئے کیا ایک بھی نہیں مرا؟ مگر جو۔ ۱۰/۱۲ ہزار بصری شہید ہوئے اتنی عورتیں بیوہ ہوئیں ہزاروں بچے یتیم ہوئے کنواروں کے غریب والدین مصیبت میں گرفتار ہوئے لیڈر تو ان کے واصل حق ہو گئے تھے جن کے بارے حضور کا ارشاد تھا "أحد ٹھہر جاتیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید (طلحہ و زبیر) ہیں (بخاری و مسلم) کیا اسلامی حکومت نے ایسے یتامی اور زخمیوں کو بھی کچھ دیا تاریخ خاموش ہے۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت یہ تحقیقات کرتی کہ اعلان صلح کے بعد

جنگ کیوں ہو گئی کس نے کی تحقیقاتی کمیشن قائم ہوتا وہ باقاعدہ رپورٹ مرتب کر کے مجرموں کو سنگین سزائیں دیتا۔ انصاف کون کرے کس سے کرائے حضرت علیؑ کے قتل کا مشورہ دینے والا اشتر تھی ہی امیر اور کمانڈر تھا مصری غنڈے جرنیل تھے سوئے ہوئے بصریوں عراقیوں کو خوب کاٹا ان پر یہ شعر کہا گیا ہے۔

اچنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

عباسی دور میں اموی دشمنی نشہ کے تحت ابو مسلم خراسانی سفاح کے مداح تاریخ مرتب کرنے والے قلم کار اس خلاء کو بھی اپنی نکتہ آفرینیوں سے کچھ پر کرتے تو اصحاب رسول کی کردار کشی کرنے والی تاریخ کچھ تو ہمارا غم دور کرتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جنگ صفین کے اسباب و نتائج :-

چونکہ حضرت عثمان کے چچا زاد بھائی حضرت امیر معاویہ۔ جن کے پاس آپ کے صاحبزادے پناہ گزین تھے نے یہ شرط لگا دی تھی "کہ پہلے عثمان کا بلوایوں سے بدلہ لو پھر ہم سے بیعت لو" اس لئے شام پر چڑھائی کی تیاریاں تو جنگ جمل سے پہلے ہو رہی تھیں مگر یہ حادثہ پیش آگیا۔ اب بلوایوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے خود فرمائیں یا تو اشتر تھی کوفہ سے ناکام گیا پھر حضرت حسنؑ نے اپنے ایمانی زور اور رشتہ نبوت کی وجہ سے صرف ساڑھے نو ہزار کا لشکر فراہم کیا اب ایک دو ماہ کے اندر تقریباً نوے ہزار کا لشکر فراہم ہو گیا مفتی جعفر حسین لکھتا ہے "چنانچہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں پر جوق در جوق آنے شروع ہو گئے اور بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد اسی ہزار سے تجاوز کر گئی" نہج البلاغہ ص ۳۵۶۔ یہ لشکر شام کے شہر حلب کے مشرقی کنارے دریائے فرات کے پاس میدان میں خیمہ زن ہوا تا کہ بیعت نہ کرنے اور معزولی امارت ہ خیمہ نہ مانے اور قصاص کا مطالبہ کرنے والے امیر شام کو اطاعت کا سبق سکھایا جائے۔ بُری کابینہ ہے کہ عدی بن حاتم یزید بن قیس ار جبی شبث بن ربیع زیاد بن حصہ معاویہ سے پاس کئے آپ کے فضائل بیان کئے اور جماعت سے ملنے کی دعوت دی پھر دھمکی دی۔

یا معاویہ لا یصلک اللہ واصحابک بیوم مثل یوم الجمل
فقال معاویہ کانک انما جنت متهددا لم تات مصلحا الخ
اے معاویہ خدا تجھے وہی عذاب نہ دے جو جمل والوں کو ملا معاویہ
نے کہا تم تو دھمکی دینے آئے ہو صلح کرانے نہیں تم ہی تو عثمان پر
حملہ آور تھے۔

کاش کہ یہ سفارتی دعوت خود بلوائی نہ دیتے۔ حضرت ابن عباس ابو یوب
انصاری جیسے معتدل اکابر صحابہ دیتے تو معاویہ کو رام کر لیتے اب حضرت معاویہ کو خدا
کی تعریف کے بعد جواب میں کہنا پڑا۔ تم اطاعت و جماعت کی دعوت دینے آئے ہو۔
جماعت تو ہمارے پاس بھی ہے۔ رہی تمہارے ساتھی کی اطاعت تو ہم نہیں کرتے
کیونکہ اس نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا (غلط فہمی ہے حضرت علیؑ نے بیخ بلاغہ میں
تردید کی ہے و نحن منہ برآء) ہماری جماعت (مسلمین) کو متفرق کیا ہم پر حملہ آوروں اور
عثمان کے قاتلوں کو پناہ دی اگر اس کا خیال ہے کہ وہ قاتل نہیں تو ہم آپ کو قاتل
نہیں کہتے مگر یہ تو بتاؤ قاتلان عثمان تم جیسے لوگ ہیں تم ان کو جانتے ہو کہ وہی تمہارے
ساتھی کے لشکر میں ہیں وہ قاتل ہمارے حوالے کر دے کہ ان کو ہم بدلہ میں قتل کریں
پھر ہم تمہاری اطاعت کر کے جماعت میں مل جائیں شبن کہنے لگا اے معاویہ کیا تجھے
پسند ہے تو موقع پائے تو عمار کو بھی بدلہ میں قتل کرے۔ (الخ طبری ج ۴ ص ۲-۳)

بلوائیوں نے عمار کو قاتل عثمان کہا :-

اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صحابہ اور مسلمانوں کے دشمن، حضرت عمار بن
یاسر کو بھی قاتل عثمان اور مجرم بتا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں ورنہ عمار قاتل عثمان سے بری
ہیں۔ ان کے قاتل یہی سبائی ہیں کوئی اور نہیں۔ مطالبہ قصاص میں بلوائیوں کی صاف
موت تھی اس لئے حضرت علیؑ اور آپ کا لشکر اسے ہرگز نہ مان سکتا تھا۔ معاویہ اپنے
موقف سے اس لئے نہ ہٹ سکتے تھے کہ قاتل عثمان۔ سے چند ماہ پہلے بلوائیوں نے آپ کو
دھمکی دی تھی ”تم نے اپنے صوبہ شام میں ہمیں اپنا مشن (بغاوت عثمان) نہ چلانے دیا

ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے (طبری حالات ص ۳۵)
حضرت معاویہ پر آیت بغاوت پڑھنے والے حضرات ان سبائیوں پر بھی پڑھ
دیا کریں کیونکہ پہل انہوں نے کی اب خدا کا قانون وہ نہیں چلنے دیتے۔

فان بغت احدهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی
تفنی الی امر اللہ الخ (پ ۲۶ حجرات ع ۱)

اگر ایک گروہ دوسرے پر چڑھائی کرے۔ تو چڑھائی کرنے والے سے
لڑو جب تک وہ اللہ کے قانون کی طرف لوٹ نہ آئے۔ اگر لوٹ آئے
تو انصاف سے صلح کرو واللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضرت معاویہؓ پر آیت اس لئے فٹ نہیں کہ وہ کسی پر چڑھائی کرنے نہیں
گئے اپنے گھر میں تحفظ کر کے بیٹھے ہیں اطاعت امیر پہلے ان سے تو کرالو جو عثمان کو قتل
کر کے دندناتے پھرتے ہیں اور اب شام پر چڑھائی کر دی ہے۔

حضرت معاویہ کو ان کی یہ دھمکی بھولی نہ تھی اب حضرت علیؑ کے ہاتھ میں
بیعت تو بعد میں ہوتی مگر بلوائی معاویہؓ کا سراپہ ہی گھر میں پہلے قلم کر دیتے حضرت
طلحہ زبیر اور ۱۲ ہزار بصریوں کا حشر آپ کے سامنے تھا۔ بلوائیوں کے آگے سر جھکانے
کی معاویہؓ نے غلطی نہیں کی۔ بس! یہی وہ جرم ہے کہ بلوائی نمایا بلوائی نواز مورخ آپ کو
باغی لکھتا آرہا ہے اور اسے ہمارے بعض مورخین ومؤلفین اپنی کتابوں میں درج کرتے
آ رہے ہیں۔

کیا بیعت امیر شام سے امن ہو جاتا؟ :-

ذرا غور فرمائیے کہ اگر معزول ہو کر حضرت امیر معاویہؓ آپ کی بیعت کر کے
مسلمانوں سے مل بھی جاتے تو کیا بلوائی خوش ہو جاتے؟ اور قاتل حضرت علیؑ کے
حوالے کر دیتے اور آپ بدلہ لے کر مسلمانوں کو ایک امت بنا لیتے؟

یا خود آپ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جاتی جیسے تحکیم کے وقت پڑی؟ کیا یہ
حقیقت نہیں کہ بیعت ہو یا انکار ان بلوائیوں کا مقصد صرف مسلمانوں کو باہم لڑانا تھا۔؟
تاریخ بتاتی ہے کہ عراق سے جو سفیر بھی شام میں صلح کے لئے بھیجا گیا وہ

معقول طریقہ سے بات نہ کرتا بس صرف برا بھلا کہتا تلوار دکھاتا معاویہ بھی اسے تلوار دکھا کر باعزت و امن واپس کر دیتے اور کوئی صحابی بزرگ معقول بات کرتے تو معاویہ یہی کہتے ”کہ میں بیعت کرتا ہوں آپ ان سے بدلہ دلوائیں“ چنانچہ حضرت ابو الدرداء۔ ابو امامہ باہلی۔ جریر بن عبد اللہ مجلی رضی اللہ عنہم جب بھی پیغام لے کر آئے تو ۱۰ ہزار ۲۰ ہزار آپ کے لشکر کے یہ نعرے لگا کر کھڑے ہو جاتے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے“ اس لئے یہ صحابہ کسی کے ساتھ شریک نہ ہوئے (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۴) طبری ابن اثیر ابن خلدون سیر الصحابہ وغیرہا پر اشتراک کا حضرت جریر مجلی کو بار بار ڈانٹنا بے عزتی کرنا حتیٰ کہ حضرت علیؑ کے اس محسن گورنر کا آپ سے الگ ہو جانا لکھا ہے۔

ان متضاد نظریات اور بلوائیوں کی سازش سے صلح صفائی نہ ہو سکنے کی وجہ سے جنگ ناگزیر ہو گئی۔ ۵ ماہ تک مسلمان ایک دوسرے کے خون کا بہت احترام کرتے معمولی جھڑپیں ہوتیں خاص بہادر مبارزت کے جوہر دکھاتے جنازے اکٹھے پڑھتے ایک دوسرے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے پھر محرم ۳ھ میں جنگ ہند کر دی پھر صفر میں آغاز ہوا تو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے اپنا سب لشکر جمع کر کے جہاد پر خوب تقریر فرمائی اور اس لیلۃ الہریر میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ شامی بھریوں کی طرح بے فکر سوئے ہوئے نہ تھے حملہ کے منتظر اور جواب پر تیار تھے۔ ہائے افسوس کشتوں کے پشتے لگ گئے جگہ جگہ خون کے سیلاب لاشوں کو بہا لے جا رہے تھے منی میں قربانیوں کا سا منظر تھا تقریباً ستر ہزار نفوس کام آئے انا للہ وانا الیہ راجعون

بقول مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ ”صحابہ کو نظر لگ گئی“ اگرچہ فریقین میں ان کی تعداد بہت کم تھی۔ علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۲ پر لکھتے ہیں امام احمد بن حنبل امام محمد بن سیرین سے ناقل ہیں کہ (خلافت علوی میں) فتنے اٹھے اور آنحضرت ﷺ کے دسیوں ہزار صحابہ زندہ تھے مگر ان جنگوں میں ایک سو بھی شریک نہ ہو بلکہ تیس تک بھی ان کی تعداد نہیں پہنچی۔

بروایت ابن بطہ از بکیر بن الانشج کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بدری صحابہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد گھروں سے چٹ بیٹھے پھر (چند کے سوا) قبروں کی طرف ہی نکلے البدایہ ج ۷ ص ۲۵۴ تاریخ بتاتی ہے کہ شامی لشکر ۴۰ ہزار تھا مرکزی عراقی ۹۰ ہزار تھا دونوں آدھے آدھے کٹ گئے کسی کی فتح واضح نہ ہو سکی بروایت بیہقی البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۴ پر ہے کہ شامی ۶۰ ہزار تھے عراقی ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھے۔ عراقی ۴۰ ہزار اور شامی ۲۰ ہزار شہید ہوئے۔

حضورؐ اور صحابہ کے تاثرات :-

اس جنگ میں اتنے عظیم نقصان کو صحابہؓ اپنے دین کے خلاف جانے لگے بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضرت علیؑ کے گورنر سہل بن حنیف نے واپس آکر کہا۔ اتموا الراکی اے لوگو دین میں اپنی رائے پر تمہمت لگاؤ (یعنی اس مسلم کشی کو کار ثواب نہ جانو) میں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ابو جندل کو (بیڑھیوں) میں دیکھا اگر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کو واپس کرتا۔ اللہ کی قسم جب سے ہم مسلمان ہوئے جس کام کے لئے بھی اپنی گردنوں پر تلواریں اٹھائیں اسے آسان کر دیا سوائے اس جنگ کے کہ ایک جانب سے ہم سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسری سمت کھل جاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کا کیا علاج کریں؟ (بخاری ج ۲ ص ۶۰۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جنگ نہردان میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی یقاتلہم اولہم بالحق۔ کہ ان خارجیوں (علیؑ کی جماعت سے نکل کر خود آپ پر حملہ آور عثمان کے قاتلوں مصری عراقی بلوائیوں) سے جنگ وہ لڑے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا (بخاری) مگر جمل و صفین لڑنے کی کسی حدیث مرفوع میں تعریف نہیں ہے۔ تمام محدثین نے ان کو کتاب الفتن میں درج کر کے۔ محمد بن مسلمہ جیسے جنگ سے بچنے والوں کی خوب تعریف روایت کی ہے اور فرمایا کہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکر آپس میں لڑیں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (اتباع امام اور اجراء قانون الہی) اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہوگا

(یعنی قتل مسلمان سے بچنا ہی سب سے بڑی نیکی ہے) اسی لئے اپنے ریحانہ حسن المجتبیٰ کو سردار کہا کہ اللہ اس کے ذریعے دو بڑے لشکروں میں صلح کرائے گا (بخاری و مسلم) (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۳ کتاب القن)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھی حسن کے ساتھ گود میں بٹھا کر اسی لئے فرمایا تھا اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے اور ان کی محبت (و اتباع) کرنے والوں سے محبت کر (تسکین) جبکہ اسامہ نے کہا تھا۔ اگر آپ مجھے چیتے کے منہ میں دیدیں منظور ہے مگر مسلمان کے خلاف تلوار نہیں اٹھاؤں گا۔

حضرت علیؓ کے لئے مزید مشکلات :-

قاضی نور اللہ شوستری نے۔ جس کو ہمایوں دور میں ہندوستان میں رخص پھیلانے کے لئے صفوی حکمرانوں نے ایران سے بھیجا تھا۔ مجالس المؤمنین میں لکھا ہے۔
گر علی در صفین فتح نیافت پیغمبر ہم در حنین فتح نیافت

اگر علیؓ نے صفین میں فتح نہ پائی تو حنین میں پیغمبر علیہ السلام نے بھی فتح نہ پائی (معاذ اللہ) رخص نما مورخ لکھتے ہیں کہ شامی شکست کے قریب تھے مگر انہوں نے نیزوں پر قرآن اٹھا کر جنگ بند کرادی اور عراقیوں میں پھوٹ پڑ گئی حقیقت یہ ہے کہ شکست قریب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ قتل عام روکنے کے لئے نیلے پر چڑھ کر معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا کون کس پر حکومت کرے گا عمرو! جنگ بند کر او ان کی تدبیر سے جنگ بند ہو گئی حضرت علیؓ نے عراقیوں کو ہزار سمجھایا کہ یہ جنگی چال ہے تم فتح پانے تک لڑتے رہو۔

مگر آپ کا فرمانبردار لشکر تو تقریباً ۵۰ ہزار شہید ہو چکا تھا۔ اب نیکوں کو جنگ کی آگ میں مسلیوں کی طرح آگے پھینکنے والے سبائی لیڈروں کو اپنی موت صاف نظر آرہی تھی۔ ”ایسے ۲۰ ہزار مومن بولے اے علی ہمیں جنگ پر آمادہ نہ کر..... ہم آپ کا وہی حشر کریں گے جو عثمان کا کیا تھا آپ فوراً جنگ ختم کریں..... اگر مالک (اشتر فحی) نے آنے میں تاخیر کی تو پھر اپنی جان سے ہاتھ دھولیں (ترجمہ نہج البلاغہ از جعفر حسین

(طبری) ج ۴ ص ۳۴ پر ہے اور نفع فعل کما فعلنا بابن عفان یا ہم تجھے اسی طرح قتل کریں گے جیسے عثمان بن عفان کو کیا (معاذ اللہ)

اب پورے ۱۴ ماہ بعد حضرت علیؓ کو اپنے دوست نمد شمنوں (عثمان کے قاتل باغیوں) کا حال معلوم ہوا تو بار بار یوں بد دعائیں دیں تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو..... کاش تمہیں (نہ دیکھا ہوتا) چھوڑ کر کہیں چلا جاتا جب تک شمالی جنوبی ہوائیں چلتی رہتیں تمہیں کبھی طلب نہ کرتا (نہج البلاغہ خطبہ ۷۱)

ذرا غور فرمائیں یہ جنگ سے منہ موڑ کر عثمان کی طرح آپ کے قتل پر آمادہ وہی ۲۰ ہزار تو نہیں جو بار بار کہتے تھے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے۔ کیا ان کا ایک بھی نہ مرا؟ کیسے خناس ہیں سوئے ہوئے ۱۲ ہزار بھریوں کو کاٹا اب لاکھ بھر لشکر بڑے طمطراق سے لائے۔ ۵۰ ہزار نیک تابعدار ان علیؓ ایک ہی جنگ میں شامیوں کے آگے سلا دیئے۔ خدا ہی جنگ کے پانسے بدلاتا ہے۔ اب علیؓ کی جان کے درپے ہیں معاذ اللہ۔

اب نہج البلاغہ عام تاریخ اور کتب سیاسہ یہی رونا روتی ہیں کہ آپ نے جو قدم بھی اٹھایا الٹا پڑا بڑا نقصان ہوا سب مقبوضہ علاقے آپ کے ہاتھ سے نکلتے چلے گئے۔ ان بلوائیوں کی نکتہ چینی اور چغلیوری سے قیس بن سعد بن عبادہؓ جیسے بہترین مدبر (اللہ کی اس پر ہزار ہزار ہزار رحمتیں ہوں) کو ہٹانے سے مصر گیا پھر حجاز و یمن بھی گئے۔ آپ کے بہترین مدبر و جرنیل دست بازو چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ کی گورنری سے علیحدہ ہو گئے ایک صاع ۳ کلو گندم بیت المال سے مانگنے کا الزام لگا کر آپ کے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کو معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا (نوا اسفا) (کیونکہ یہ مومن دربار مر تضوی میں کسی کو نہیں ٹکنے دیتے) چونکہ ان کے اصرار پر آپ نے تحکیم قبول کی کہ حکم مجھے اور معاویہ کو حکومت پر برقرار رکھیں یا معزول کریں سب منظور ہے تو ۱۰ ہزار جنگجو سپاہی آپ سے الگ ہو گئے اور خارجی کہلائے کہ آپ تو (ہمارے عقیدہ میں) منصوص من اللہ امام ہیں۔ جواب بھی فرقہ خاصہ کا عقیدہ ہے۔ آپ کو خدا نے حکومت دی ہے حکم آپ کو معزول نہیں کر سکتے۔“

ان الحکم الا اللہ (حکومت صرف خدا کے دینے سے ملتی ہے) کا یہی مطلب ہے جو ان سب نے آپ کے اس لشکر کو سکھایا تھا۔ آپ نے ان سے کامیاب جنگ نہروان میں لڑی۔ جس کی حضور علیہ السلام سے تعریف ہم نقل کر چکے ہیں۔ مفتی جعفر بھی صفین میں فتح نہ پانے پر حضرت علیؑ کے لشکر کے ایمان و کردار پر یوں حملہ کرتے ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ جنگ کی طولانی مدت سے اکتا کر جی چھوڑ بیٹھے تھے۔ اب ان کو جنگ۔ رکوانے کا حیلہ مل گیا۔

۲۔ کچھ لوگ حضرت کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے مگر دل سے ان کے ہموانہ تھے آپ کی فتح و کامرانی نہ چاہتے تھے۔

۳۔ کچھ وہ تھے کہ ان کی توقعات معاویہ سے وابستہ تھیں۔

۴۔ کچھ پہلے سے اس سے ساز باز کئے ہوئے تھے ترجمہ نہج البلاغہ ص ۵۸۴ (۳-۴) بالکل جھوٹ ہے ورنہ وہ معاویہ سے پہلے مل جاتے کیا یہی قاتل عمار تو نہیں)

یہ ہے وہ سبائی باغی ٹولہ جو عثمان کا قاتل طلحہ و زبیر کا قاتل۔ اب علی کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت عمار کا قاتل اور باغی کیوں نہیں ہو سکتا؟

یہ مفاد پرست رافضی ٹولہ اپنے نام نہاد مومن جباروں کی مٹی خود پلید کریں تو اچھا کام ہو ہم ان دشمنان صحابہ کو برا ثابت کریں تو کیوں غلط ہو۔

بلوائی ہی قاتل عمار ہیں :-

اب ایک نظر میں ان کے کرتوت ملاحظہ فرمائیں۔ جنگ جمل سے پہلے خفیہ میٹنگ میں اشتراقی کا حضرت طلحہ و علیؑ کو قتل کرنے کا مشورہ دینا۔ صلح کے بعد دھوکہ سے جنگ بھڑکانا صفین میں باہمی مصالحت اور مذاکرات بالکل نہ ہونے دینا امیر شام کے مطالبہ پر بار بار یہ اعلان کرنا کہ ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے پھر علیؑ کو دھمکی دینا کہ صفین کی جنگ بند کرو ورنہ ہم تجھے بھی قتل کر کے عثمان سے ملادیں گے (مناقب شہر بن آشوب ج ۳ ص ۲۸۲) پھر خارجی بن کر آپ سے لڑنا

حتیٰ کہ ایک بد نخت عبدالرحمن بن ملجم کا آپ کو مسجد میں شہید کرنا۔ طبری کی ایک روایت کے مطابق۔ جب آپ نے خود تفتیش کرنا چاہی اور قاتلین عثمان ان سے مانگے۔ تو ان کا فوراً آپ کو قتل کی دھمکی دینا وغیرہ ایسے لاتعداد واقعات ہیں جو ان قاتلان عثمان ہی کو فتنہ باغیہ حضرت علیؑ کا بھی قاتل اور مسلمانوں کا دشمن بتاتے ہیں۔ تو یہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ارشاد نبوی کے مطابق قاتل قرار پائیں تو عقلی نفلی نفسیاتی کونس دلیل ان کو قتل عمار سے بچاتی ہے؟ ذرا سنجیدہ ہو کر غور فرمائیے۔

ہمارے ہاں قوی قرینہ یہ ہے کہ صفین کی ہولناک جنگ طول پکڑ گئی مفتی جعفر مترجم نہج البلاغہ ص ۵۸۴ اردو کے بیان کے مطابق کچھ لوگ اب جی چھوڑ بیٹھے تھے انہوں نے ہی جنگ روکنے اور اپنی حقانیت اور فتح کا اعلان کرنے کے لئے حضرت عمارؓ کو شہید کر کے غوغا مچا دیا ہو گا کہ معاویہ کا لشکر باغی ہے اور ہم برحق ہیں کیونکہ فتنہ باغیہ کی حدیث مشہور ہے۔

حضرت مولانا صفدر مدظلہ کی تحقیق :-

ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کا اس حدیث بخاری کے مصداق میں خاص ریمارکس یہ ہے۔

۱۔ عبد اللہ بن سبا یہودی یمنی اور اس کی سبائی پارٹی کی یہ کارستانی ہے جس نے بڑھ چڑھ کر اسلام کو نقصان پہنچایا۔

۲۔ اس نے حضرت عمرؓ کے دور میں سر اٹھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی (ہاں حضرت عمرؓ کو شہید کر اگر فتن سے حفاظت کی دیوار گرا دی)

۳۔ شرح مسلم نودی ج ۲ ص ۲۷۲ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۹ میں صراحت ہے کہ قتل عثمان میں کوئی صحابی شریک نہ تھا۔

۴۔ اس زمانہ کی لڑائیوں میں جانچ پڑتال سے دفتروں رجسٹروں میں باضابطہ فوجیوں کے نام درج نہ ہوتے تھے نہ فوجی ٹریننگ ہوتی تھی جو چاہتا اپنے جوش و جذبہ سے کسی فریق میں شامل ہو جاتا تھا یہ منافق اسی طرز سے

حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل ہو کر مسلم کشی کرتے تھے۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ اگرچہ بہت دور اندیش زیرک و محتاط جرنیل تھے مگر صفین کی طویل لڑائی کی ۷۰ جھڑپوں میں بہت ممکن ہے کہ یہ منافق امیر معاویہؓ کے لشکر میں داخل ہو گئے ہوں اور موقعہ پا کر انہی فسادی لوگوں نے جو الفتنۃ الباغیۃ اور یدعون الی النار تھے حضرت عمارؓ کو شہید کر دیا تھا آپ کے قاتلین میں کوئی بھی صحابی اور داعی الی الجنة کا مصداق شامل نہ تھا اور نہ وہ حضرت معاویہ کے حکم اور رضا سے قتل ہوئے۔ کیونکہ بردایت عثمان اور ام سلمہؓ حضور علیہ السلام نے عمارؓ کے قاتل کو دوزخی بتایا ہے (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۵) حضرت عمرو بن العاصؓ سے بھی مشہور روایت یہی ہے قاتل عمار و سائبہ فی النار (عمار کا قاتل اور سامان لینے والا دوزخی ہے) مستدرک ج ۳ ص ۸۷ (۳) تو اس حدیث کے راوی خود عمروؓ ہیں وہ اور حضرت معاویہؓ بمع دیگر اصحاب رسول کیسے قاتل اور دوزخی بن سکتے ہیں؟

مخلص بتغییر یسیر از رسالہ مخاری شریف کی چند ضروری مباحث ص ۷، ۸، تحقیقی اور اصلی جواب یہی ہے۔ بالفرض قرآن کی طرح تاریخ پر ہی ایمان رکھنے والے کسی بھائی کا اصرار ہو کہ لشکر معاویہؓ ہی آپ کا قاتل تھا تو قتل بالسبب کا درجہ دے کر اپنا اطمینان کریں جیسے جھوٹے گواہ یا راشی قاضی کسی کو سولی پر لٹکوا دیتے ہیں اگرچہ قتل بالسبب میں بھی لشکر معاویہ کے اصحاب رسول یہ جرم نہیں کر سکتے یہ صرف جاہلوں سبائیوں کا کام ہے۔ جنہوں نے قاتل جتلا کر شہید کروادیا تو اصل قاتل لانے والے ہی ہوئے کیونکہ حدیث میں جس چیز کی نفی صحابہ سے ہے اسی کا ثبوت فتنۃ باغیہ کے لئے ہے۔ بالفرض حضرت عمارؓ پتھروں کے بوجھ سے گرتے اور دب کر فوت ہو جاتے تو پتھروں کی طرف نسبت مجازی ہوتی اور حقیقی نسبت پتھر! دینے والوں کی طرف ہوتی تو اب چونکہ فتنۃ باغیہ ہی آپ کو قاتل بتلا کر جنگ میں لایا تو وہی قاتل ٹھہرے یہی حضرت معاویہؓ نے کہا کہ عمار کے قاتل آپ کو لانے والے ہی ہیں ہم نہیں (طبری ج ۴ ص ۲۹) اگرچہ اس کا برجستہ جواب حضرت شیر خدا نے یہ دیا کہ پھر حمزہؓ کے قاتل مسلمان ٹھہرے مگر یہ بر محل اور مطابقتی نہیں کیونکہ احد میں ۷۰۰

خالص مسلمان ہی رہ گئے تھے۔ ابن ابی ریس امنافین اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو واپس لے گیا۔ مسلمان ہرگز حضرت حمزہؓ کو شہید نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ صفین میں آپ کے لشکر میں منافقوں بلوائیوں کا وجود متفق علیہ ہے تو ان کے سوا براہ راست یا واسطہ کسی اور کا یہ جرم نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمارؓ کو قاتل عثمان بتانے والا شبث بن ربعی ہے طبری ج ۴ ص ۱۳ اس متلون مزاج قاتل عثمان و عمار کا حال ابن حجر سے سنئے۔

”شبث بن ربعی تمیمی کو فی محضرم ہے (یعنی عمد جاہلیت میں پیدا ہوا مگر اسلام آپ کی وفات کے بعد لایا) سباح (جھوٹی نبوت کی دعویٰ دار عورت) کا موزن تھا۔ پھر مسلمان ہوا ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمان کے قتل میں امداد دی پھر علی کے ساتھ ہو گیا (جواب سفیر علیؑ بن کر حضرت عمارؓ کو بھی قاتل عثمان بتانے آیا ہے) پھر خارجی بن گیا پھر تابعی ہوا تو امام حسینؓ کو بلا کر آپ کے قتل میں شریک ہوا پھر مختار نفقی کے ساتھ ہو کر قصاص حسین کی جنگ لڑی پھر کوفہ میں پولیس افسر تھا اور مختار کے قتل میں شریک ہوا ۸۰ھ میں کوفہ ہی میں مرا تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۱۱ افسوس کہ حضرت علی اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی زبان دراز بہادر مگر مفسد و منافق ملتے رہے جو جاہلیت سمیت مسلم کشی کرتے کرتے رہے (معاذ اللہ) تدعوہم الی الجنة و یدعونک الی النار کی تشریح :-

حضرت عمارؓ ہرگز قاتل عثمان اور بلوائیوں کے معاون نہیں ہیں۔ شہادت کے سال ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ نے خفیہ سبائی تحریک کی پڑتال کے لئے جو اپنے خاص معتمد احباب مختلف صوبوں میں بھیجے تو حضرت عمارؓ کو مصر میں بھیجا جو عبداللہ بن سبا یہودی کامرکز اور ہیڈ کوارٹر تھا باقی تو صحیح رپوٹ لے کر واپس آگئے مگر عمار کو سبائیوں نے روک لیا۔ حضرت عثمانؓ نے مصری گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو گورنر نے لکھا کہ عمار کو مصریوں نے جھکا دیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے جن میں عبداللہ بن سبا خالد بن مسلم (قاتل علی عبدالرحمن بن مسلم کا بھائی) سودان بن حمدان کنانہ بن بشر (تاریخ کے اتفاق سے عثمان کے قاتل تھے۔ اور کنانہ بن بشر بڑا بہادر

مر تفضوی جرنیل تھا مصر کی جنگ میں کافی شامیوں کو قتل کیلئے آخر معاویہ بن خدیج نے آکر پانسہ پلٹایا یہیں محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوئے) ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ عمار بھی ان کی بات مان لے ان کا خیال ہے کہ حضرت محمد دنیا میں پھر آئیں گے اور وہ اسے (عمار کو) عثمان سے بیزاری کی دعوت دیتے ہیں اور یہ بھی ملتاتے ہیں (بالکل جھوٹ) کہ اہل مدینہ کی رائے بھی یہی ہے (تاریخ دمشق لکن عساکر ج ۷ ص ۳۳۳ قصہ ابن سبا) گورنر نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا ان بد عقیدہ سبائیوں کو قتل کروں؟ فرمایا ہرگز نہیں خدا ان سے خود بدلہ لے گا (ایضاً)

بس یہ مسلم نما کافر حضرت عثمانؓ یا علیؓ کی اسی نرمی اور حیاء و شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر امت کے سر پر سوار ہو گئے اور خوب خونریزیاں کرائیں اب پتہ چلا کہ ان سبائیوں نے حضرت عمارؓ کی بزرگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کو روک لیا اور عثمان سے بغاوت اور قتل کی دعوت دی یعنی ان کو دوزخ کی طرف بلایا مگر عمار اگرچہ ان منافقوں کی چرب زبانی سے وقتی طور پر متاثر ہوئے جسے خدا فرماتا ہے۔

”کچھ لوگوں کی بات آپ کو پسند آتی ہے اور وہ دل کی سچائی پر خدا کو گواہ مانتے ہیں حالانکہ وہ بدترین فساد ہیں“ پ ۹۷۲ یہ ایمان کے منافی نہیں لیکن آپ ان کے خبیث فعل اور عقائد میں ہرگز شریک نہ ہوئے بلکہ منع فرمایا اور قتل عثمان کے بعد ان کی مذمت کر کے ان کو جنت کی دعوت دی ”حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت عثمان کے مخالفوں سے کہتے تھے کہ ہم نے ابن عفان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اور ان سے راضی تھے تم لوگوں نے ان کو شہید کیوں کیا۔ (تاریخ اسلام ندوی ج ۲ ص ۲۳۳)

عقیدہ اہل سنت اور حضرت علیؓ کے ذکر خیر پر اختتام :-

اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو تھے خلیفہ برحق اور امیر المومنین ہیں اہل مدینہ کے اکثر صحابہ اور تابعین نے بیعت کی جیسے تمام صحابہ نے حضرت ابو بکر و عمرو عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی۔ آپ نے اپنی حقانیت کی یہی دلیل امیر شام کو بھی سنائی (نبج البلاغہ) آپ کے فضائل میں لا تعداد

احادیث و آثار ہیں۔ مثلاً (۱) آپ کا رشتہ حضور علیہ السلام سے ایسا تھا جیسے بغیر نبوت ہارون کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا (۲) خیبر کے فاتح کے متعلق فرمایا۔ وہ خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ خدا اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں (۳) آپ کو اپنے اہل بیت اور دامادی کا شرف بخشا (۴) نیز فرمایا اگر اسے خلیفہ بناؤ گے تو وہ تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔ (۵) فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں اسے اللہ جو علی سے محبت (شرعی) رکھے تو بھی اس سے محبت کر اور جو علی سے دشمن رکھے تو اس سے دشمنی رکھے (ترمذی) (۶) مرض وفات میں فرمایا اے اللہ مجھے موت نہ آئے جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔

اس لئے کوئی بھی مسلمان نہ علیؓ کا دشمن ہے نہ خلافت کا منکر ہے۔ آپ کے دور میں نہ کسی نے دعویٰ خلافت کیا نہ آپ کا منکر تھا۔ مجلسی جیسا مصعب بھی لکھتا ہے۔ ”کہ آپ کے فضائل کا معاویہؓ بھی منکر نہ تھا“ وہ صرف یہ چاہتا تھا۔ کہ علیؓ سے شام پر امیر برقرار رکھیں اور وہ آپ کی بیعت کر لے (شامیوں سے بھی کروالے) (حق الیقین) اگر آپ کہیں کہ متواتر تاریخ کی آپ نے یہ دل خراش داستان کیا سنادی۔ تو گذارش ہے۔ کہ یہی آپ کے فرمان یملکوننا ولا نملکھم (نبج البلاغہ طبری ج ۳ ص ۴۵۸) کہ ہمارے مالک قاتلان عثمان سبائی ہیں ہم ان کے مالک نہیں۔ یعنی وہ اپنی پالیسی ہم سے منواتے ہیں ہم ان سے اپنی نہیں منوا سکتے۔ کی واقعاتی تشریح ہے۔ جو نبج البلاغہ کے شارحین سبائیہ ہرگز نہیں کر سکتے ہم مسلمان تو ادب سے خاموش ہیں۔ تو وہ پس پردہ تقیہ میں بیٹھ کر اکثر صحابہ و تابعین کو باغی باور کراتے آرہے ہیں۔ ساتویں صدی میں تاتاریوں سے بغداد تباہ کر لیا مصر پر چھا کر شرکیہ بدعات میں مسلمانوں کو الجھا دیا تو علم کلام اور فقہی احکام بھی متاثر ہوئے ورنہ اس سے پہلے کسی پر کوئی یہ فتویٰ نہ لگاتا تھا۔ راقم کی عدالت حضرات صحابہ کرامؓ میں سینکڑوں دلائل پڑھئے کہ سب صحابہ عادل ہیں کوئی فاسق نہیں سب رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدلہم جنات کا مصداق ہیں ذکر خیر کے بغیر کسی کا تذکرہ عیب و مذمت سے نہ کیا جائے امام بخاریؒ نے فرمایا جو شخص بھی حضرت معاویہ اور عمرو بن العاص (اکابر صحابہ حضرت علیؓ طلحہ زبیر

عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ کا تو درجہ بہت بڑا ہے) پر طعن کرے وہ بد باطن اور رافضی ہے البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ان سبائیوں کا حضرت علیؓ کو تحکیم پر مجبور کرنا اور ابن عباس کو حکم نہ بنانے دینا کہ وہ تو علیؓ کا بھائی ہے دونوں ایک ہیں آپ کو معلوم ہے تو پھر طلحہ و زبیر سے مقابلہ کے لئے مدینہ سے نکالنا پھر شام پر چڑھائی کرنا اور ۸ ماہ میں ۱۲+۷۰ ہزار مسلمانوں کا کٹ جانا بھی انہی کا کارنامہ مانئے علیؓ کو مجبور اور بے قصور مانئے مدینہ میں ان کے غلط پروپیگنڈہ اور آپ پر تسلط کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگائیے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اہل مدینہ کا ساتھ دیا۔ بصرہ میں آپ کے ساتھ نہ چلے جان کے خوف سے عمرہ کرنے مکہ جانا چاہا آپ نے ضامن مانگا ابن عمر ضمانت کے لئے سوتیلی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کے پاس رات آٹھ گھنٹے بلوائیوں نے مشہور کر دیا کہ وہ لشکر لینے شام جا رہے ہیں آپ نے سچ جان کر ہر طرف کارندے بھیج دیئے ام کلثوم کو جب والد کا یہ غصہ معلوم ہوا تو وفد لے کر سفارش کرنے آئیں کہ باجی اس پر غصہ نہ نکالو آپ کو غلط خبر دی گئی وہ میرے پاس پناہ گزین ہیں میں اس کی ضامن ہوں تب حضرت علیؓ کو اطمینان ہوا اور کہا لوگو واپس جاؤ نہ اس نے جھوٹ بولا نہ ابن عمر نے وہ میرے ہاں ثقہ ہیں تب لوگ واپس ہوئے طبری ج ۳ ص ۶۶ (طبع بیروت) قصاص کو شرعاً ضروری جانتے تھے تبھی تو عبداللہ بن خبابؓ کو اور ایک اور صاحب کو خار جیوں نے قتل کیا تو فوراً بدلہ لے کر چھوڑا (طبری) اتمام الوفا ۱۹۳-۱۹۵

طالبان قصاص عثمان کو معذور جانتے تھے فرمایا ”لوگو ان کو برا نہ کہو“ ہم نے سمجھا وہ غلطی پر ہیں انہوں نے ہمیں غلطی پر جانا (تاریخ) آخر میں ہم سب اپنی غلطیوں خطاؤں سے معافی چاہتے ہیں۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل

في قلوبنا غلا للذين آمنوا

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وخلفاء

الرشدين اجمعين

نایخ شیعہ

اور

مُسلِمَانوں پر مظالم

شہرہ آفاق کتاب

سَیْفِ اِسْلَام

(شیعہ کے ہزار سوال کا جواب)

مفت کا

دین اسلام دینِ فطرت ہے۔ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے خود خالق کائنات نے اسے اتارا ہے اور واجب العمل دستور اور عالمی منشور قرار دیا ہے۔ یہ دین دُنیا و آخرت دونوں جہانوں سے مربوط ہے۔ انسان کی تمام مادی اور روحانی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے یہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ زندگی کی روح اور اس کی قوت محرکہ ہے۔ صحیح و غلط کئے امتیاز کی کسوٹی ہے۔ اسی نے انسان کو جنگلوں اور غاروں سے نکال کر شہر کا نوگر بنایا۔ جانوروں اور درندوں کی صفات سے مبرا کر کے ہندیب و تمدن کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ ظلم پر بریت، اشقاوت و جہالت کی ہیمانہ صفات سے اسے نجات دے کر معزز انسان کے اورج شرافت پر پہنچایا۔

یہ دین اسلام ایک محنت مند معاشرہ تشکیل کرتا ہے۔ حقوق و فرائض کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ ماں باپ، اہل و عیال، حاکم و محکوم، کاشت کار و زمین دار، مزدور و کارخانہ دار، غریب اور سرمایہ دار وغیرہ طبقات میں حقوق العباد کی وضاحت کر کے ایک ایسا لافانی اخلاقی نصب العین اور طریق زندگی متعین کرتا ہے کہ سلم اور انسانی معاشرے کے تمام افراد بشر طویل شیر و شکر بن کر رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنا بھروسہ اور بھائی تصور کرتے ہیں۔ اپنے فرائض کی بجا آوری اس طرح کرتے ہیں کہ دوسروں کو حقوق لینے کے لیے مطالبات یا ایجنڈیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ اسلامی معاشرہ کے افراد کی تمام مساعی، خواہ وہ میدانوں میں ہوں یا پہاڑوں میں، متمدن شہروں میں، ہول یا دور افتادہ قصبات و دیہات میں۔ ایک مرکز کی طرف رجوع کرتی ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا و آخرت دونوں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں اور ایک سفر کے دو مرحلے ہیں :

پہلا مرحلہ عمل اور کوشش کا ہے جو دفتر دنیا کی ایک ڈیوٹی ہے دوسرا مرحلہ نتائج و ثمرات کا ہے جو مالک یوم الدین اور شہنشاہ حکم الجاکین بروز قیامت اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے جیسا عمل اس دنیا میں کیا جائے گا ویسا ہی بدلہ اور نتیجہ اسے آخرت میں ملے گا۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

”جیسی کرنی ویسی بھرنی“ دونوں جہانوں کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور دین اسلام ہی اس مرحلے میں کامیابی کا ضامن ہے۔ یہ دین تقریباً سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام نے پیش فرمایا ان کے اصحاب و پیروکاروں نے اسے ”عمل تبلیغ“ سے جلا بخشی۔ سب سے آخر میں خاتم النبیین والمعصومین محبوب رب العالمین، سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین نے اسے نہایت مکمل اور منظم شکل میں چلا کر دکھایا وہی صفت آپ کے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ عظام نے اپنے ملکوتی کردار، حسن عمل اور فتوحات و تعلیمات کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ کروڑوں انسانوں کو بت پرستی اور معظّم انسانوں کی پوجا سے چھڑا کر خدا کے وحدہ لا شریک کے آگے جھکا دیا۔ ظلم کے شکنجے میں گرفتار

انسانیت کو نجات دلائی اور نظام عدل و انصاف کے دامن میں ان کو پناہ دی۔ انھوں نے علامتہ ثابت کر دکھایا کہ سچا دین اسلام وہی ہے جو قرآن و سنت کے اصول اور خلفاء راشدینؓ کے نظام حکومت کے مطابق ہو ان کے فتاویٰ جات، تشریحات، سکیمیں اور تدبیریں اسلام کی صداقت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ بنی نوع انسان کی تعمیر و ترقی اور فلاح داریں کی ضامن ہیں۔ سنت اللہ، سنت رسولؐ اور تدبیر کا ایک ایک ورق اس پر گواہ ہے۔ حق و باطل کی آویزش روزِ اول سے چلی آرہی ہے۔ دل کی بیماریوں میں سے ”حسد“ ایسی خطرناک بیماری ہے کہ تمام اعمالِ صالحہ کو ایسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو انگارے بنا دیتی ہے۔ اسی حسد نے بڑے بڑے مشاہیر کو کفر و ظلمت کی وادی میں دھکیلا۔ دشمنی نے حسد سے جنم لیا اور سب سے پہلا قتل ناحق حسد کی بدولت ہوا۔ حسد کی وجہ سے رؤساء قریش صادق دامن اور رؤف و رحیم پیغمبرِ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔ اسی جلنے کڑھنے کے رد عمل میں مدینہ طیبہ کا معزز سردار عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین سے ملقب ہوا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ کی صفات مہانے پھانے کے باوجود حسد میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

اسلام جب اپنے محنین تلامذہ نبوت، خلفاء راشدینؓ کی وجہ سے بام عروج پر پہنچا معلوم کر کے ارضی کے چپے چپے

مذہب شیعہ کا آغاز و تعارف

پر چھا گیا۔ بڑی بڑی متمدن فارس و روم کی حکومتیں پیوند خاک ہو گئیں تو یہود و مجوس منافقت اسلام میں داخل ہوئے اور حسد و نفاق کی وجہ سے اسلام سے انتقام کی ٹھانی۔ ان کا سرغنہ صنعائین کا عبداللہ بن سبار یہودی عالم تھا۔ جو صحابہ دشمنی، تعلیم نبوت سے بیزاری، خلفاء

عسہ شیعہ کتاب رجال کشی ص ۱۷۷ مطبوعہ بیروت ابن سبار کے حالات میں لکھا ہے۔ ”اہل علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبار یہودی تھا۔ پھر اسلام قبول کیا اور حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کیا۔ وہ یہودیت کے زمانے میں غلو کے حضرت یوش بن نون کو موسیٰ علیہ السلام کا وصی کہتا تھا تو سلمان ہو کر اس نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا عقیدہ نکالا یہ سید شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کا فرض ہونا مشہور کیا اور سب سے پہلے اس نے آپ کے دشمنوں سے کہا اور اسی نے ان کی مخالفت کی اور ان (خلفاء ثلاثہ) کو کافر قرار دیا۔ اسی لیے مخالفین شیعوں کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ کی اصل

و فاتحین اسلام کی کردار کشی اور ملی منافست پھیلانے میں "ابن ابی رئیس المنافقین کا پورا وارث و جانشین تھا۔ اسی نے "حب اہل بیت" کے پرفریب نعرہ سے حضرت عثمانؓ کو شہید کرایا۔ دور مرفضوئی میں شدید غوریزیاں کرائیں۔ اسی کے پیروکار ابن ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا اتحاد ملت کے دشمن اسی کے حواریوں نے سبط پیغمبر حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت و بیعت کر لینے کی وجہ سے مثل المومنین، مسود المسلمین، مومنوں کو روسیہ کرنے والے اور ان کی ناک کٹوانے والے القابات سے نوازا۔ (ہذا العیون) اسی بد بخت گروہ نے ریحانہ بتولؓ حضرت حسینؓ مظلوم کو بٹا کر فداری سے شہید کیا اور قافلہ اہل بیتؓ سے بد دعائیں لے کر رونا پیٹنا اپنا مذہب بنالیا۔ عبد اللہ بن سبار اور اس کی پیروکار ذریت کے یہ اسلام سوز مسلم کش کارنامے تاریخ کی سب سے مہتر کتابوں کے علاوہ شیعہ کی علم اسرار اربعہ کی کتابوں میں صراحت سے موجود ہیں۔ اس نے اپنی پرتقیہ، خفیہ تحریک سے صحابہ و اہل بیتؓ کے قتل کا ہی کام نہ لیا بلکہ اسلام کے اساسی عقائد پر تیشہ چلایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو رب باور کرایا۔ یا علی مشکل کشا اور یا علی مدد کے نعرے اسی کا نتیجہ ہیں۔ امامت کا عقیدہ ایجاد کر کے ختم نبوت کا صفایا کیا۔ قرآن میں تحریف اور کمی و بیشی کا نظریہ ایجاد کر کے اسلام کی جڑ کاٹ دی سرمایہ نبوت، تمام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ منافق، غاصب اور بے ایمان کہہ کر پیغمبرؐ کی ناکامی اور اسلام کے جھٹلانے کا برملا اعلان کیا۔ امہات المومنینؓ، ازواج پیغمبرؐ اور بنات طاہراتؓ اور آپ کے سب سسرالی اور فاندانی رشتوں کی غفلت کا انکار کر کے "مقام اہل بیتؓ" کے نظریہ کو بھی تہس نہس کر دیا۔

عالم اسلام کے مشہور مفکر حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ مظلوم "اسلام میں شیعیت کا آغاز" کے عنوان میں عبد اللہ بن سبار کے تعارف میں فرماتے ہیں :-

اس خوبی فضا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے آپ بلاشبہ خلیفہ برحق تھے امت مسلمہ میں اس وقت کوئی دوسری شخصیت نہیں تھی جو اس عظیم منصب کے لیے قابل ترجیح ہوتی لیکن حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے نتیجہ میں امت مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور نبوت باہم جنگ و قتال کی بھی آئی۔ جمل اور صفین کی دو جنگیں

ہوئیں۔ عبد اللہ بن سبار کا پورا گروہ۔ جس کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی تھی، حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھا۔ اس زمانہ اور اس فضا میں اس کو پورا موقع ملا کہ لشکر کے بے علم اور کم فہم عوام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت اور عقیدت کے عنوان سے غلو کی گمراہی میں مبتلا کرے یہاں تک کہ اس نے کچھ سادہ لوحوں کو وہی سبق پڑھایا جو پولوس نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا اور ان کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں اور ان کے قالب میں خداوندی روح ہے اور گویا وہی خدا ہیں۔ کچھ احمقوں کے کان میں یہ پھونکا کہ اللہ نے نبوت اور رسالت کے لیے دراصل حضرت علی بن ابی طالب کو منتخب کیا تھا۔ وہی اس کے اہل اور مستحق تھے اور عامل وحی فرشتے جبریل امین کو ان ہی کے پاس بھیجا تھا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور وہ غلطی سے وحی لے کر حضرت محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچ گئے۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مورخین نے بھی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ کے علم میں کسی طرح یہ بات آئی کہ ان کے لشکر کے کچھ لوگ ان کے بارے میں اس طرح کی باتیں چلا رہے ہیں تو آپ نے ان شیاطین کو قتل کراہینے اور لوگوں کی عبرت کے لیے آگ میں ڈلوا دینے کا ارادہ فرمایا، لیکن اپنے چچا زاد بھائی اور خاص رفیق و مشیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے اور لوگوں

لے یہ بات بلغا اور من و من تو ہمیں معلوم نہیں شیعہ کی کس کتاب میں ہے تاہم قاضی نور اللہ ثوسری نے مجالس المومنین میں بعض شیعوں کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے۔ غلط الامین فجاوذا عن حیدر۔ کہ جبریل امین نے غلطی کی کہ وحی و شریعت حیدر کے بجائے محمدؐ تک پہنچا دی۔ اغلب یہ ہے کہ بطور تفسیر اس کفریہ قول کو چھپا دیا گیا ہے۔ برملا کہتے اور کہتے نہیں ورنہ عقیدہ ہر امامی اثنا عشری شیعہ کا یہی ہے کیونکہ وہ صحابہ رسولؐ کو منافق اور شیعہ علیؓ کو مومن کہتے ہیں معجزہ رسولؐ قرآن کو محرف بلا امام ناقابل عمل اور بے حجت کہتے ہیں۔ صحیفہ نوح البلاغہ کو مقدس اور واجب اہل جانتے ہیں۔ خاص رسول اللہ کی طرف منسوب تمام چیزوں سے نفرت و تبرک کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی نسبت تمام چیزوں سے تولا اور محبت کرتے ہیں رسول پاکؐ کی تعلیم و ہدایت سے ہر صحابہ کو بھی مومن و جنتی نہیں مانتے۔ علیؓ کی نسبت لاکھ لاکھ لوگوں کو مومن و جنتی کہتے ہیں۔ یہی نبوت و ہدایت کو حضورؐ سے کاٹ کر حضرت علیؓ کو نبی و ہادی ماننا ہے۔

مشرورہ پر اس وقت کے خاص حالات میں اس کارروائی کو دوسرے مناسب وقت کے لیے ملتوی کر دیا۔

بحر حال جبل و صفین کی جنگوں میں عبداللہ بن سبار اور اس کے چیلوں کو اس وقت کی خاص فضا سے فائدہ اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ان کے بارے میں غلو کی گمراہی پھیلانے کا پورا پورا موقع ملا اور اس کے بعد جب آپ نے عراق کے علاقہ میں کوذ کو اپنا دار الحکومت بنالیا تو یہ علاقہ اس گردہ کی سرگرمیوں کا خاص مرکز بن گیا اور چونکہ مختلف اہل اوروہ کی بنار پر جن کو مورخین نے بیان کیا ہے اس علاقہ کے لوگوں میں ایسے غالبانہ اور گمراہانہ افکار و نظریات کے قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس لیے یہاں اس گردہ کو اپنے مشن میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ (گویا یہ علاقہ شیعیت کا گڑھ بن گیا۔) ایرانی انقلاب ۱۰۸، ۱۰۹۔

گو ابن سبائہم ہو گیا لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں اس کا سبائی گردہ اور کفریہ نظریات چلتے رہے۔ خارجی اور شیعہ کے نام سے یہ دو گردہ بن گئے اور اسلام اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ ان کا اصلی مذہب تو سیاست اور امت مسلمہ کو تباہ کرنا تھا۔ جیسے ہم عنقریب بیان کریں گے لیکن ایک روپ مذہب کا بھی دھارا اور عقائد، اعمال، اخلاقیات میں افراط و غلو اختیار کیا۔ م اصول اور فروع دین میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے فضول مباحث اور کلامی مجادلات کا دروازہ کھل دیا۔ اسی اختلاف و شقاق سے وہ اپنے مذہبی وجود کا بھرم باقی رکھے ہوئے ہیں عبدالکریم مشتاق رافضی کا یہ رسالہ فروع دین میں نے سنی مذہب کیوں چھوڑا، مع مذہب سنیہ پر ہزار سوال، اسی کفریہ پالیسی کا مظہر ہے۔ جس کا تحقیقی الزامی، تشیع کش کامیاب

لے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے ان مشرک سابیوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جیسے بخاری اور ابن تیمیہ کی مناجات السنۃ میں مرحمت ہے شیعہ کی رجال کشی میں امام جعفر صادقؑ نے ۷۰ آدمیوں کے جلانے کا ذکر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ اے علیؑ تیرے رب ہونے کا ہمیں یقین ہو گیا کہ آگ کا عذاب خدا کے سوا کوئی نہیں دیتا یا خود ابن سبائہ مردود کو ابن عباسؓ کے مشورہ سے جلا یا نہیں ورنہ سب سبائی لشکر آپ سے بغاوت کر دیتا۔ اسے بد دعا دے کر جنگ میں ہانک دیا وہ بنی اسرائیل کے سامری کی طرح لا محاسن مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ کہ کر باطل ہو گیا اور درندوں کا قہر بن گیا۔ لعنتہ اللہ علیہ وعلیٰ شیعہ واتباعہ اجمعین۔ مؤلف۔

جواب ہم نے اپنی اس کتاب میں دے دیا ہے ہم مناسب جانتے ہیں کہ اس گردہ کا سیاسی چہرہ بھی بے نقاب کر دیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے شر سے حتی الامکان بچایا جائے۔ "فہر الاسلام" میں علامہ احمد ابن مصری نے لکھا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں جو شخص یا گردہ اسلام پر حملہ آور ہوتا وہ اہل تشیع کے کیمپ میں آجاتا اور تقد و حب اہل بیت کی آڑ میں اسلام کی جڑوں کو کاٹتا۔ اسی کی تائید پروفیسر محمد منور نے کی ہے۔ اقتباس ۲۳ ب ملاحظہ فرمائیں۔ مست شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ شیعہ روز اقل سے مسلمانوں کے دشمن چلے آ رہے ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دے اہل اسلام سے جنگ لڑی ہے۔ ان کی ساری تاریخ سیاہ اور ظلمت ظلم سے معمور ہے۔

نیز فرماتے ہیں شیعہ نقلی دلائل پیش کرنے میں کذب انہاس میں اور عقلی دلائل کے ذکر و بیان میں اہل الناس۔ یہی وجہ ہے کہ علماء انھیں اہل الطوائف کہتے چلے آئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصان کا علم صرف رب العالمین کو ہے۔ ہماہلیہ، باطنیہ اور نصیریہ ایسے گمراہ فرقے اسلام میں شیعہ ہی کے دروازہ سے داخل ہوئے کفار و مرتدین بھی شیعہ کی راہ پر گامزن ہو کر اسلامی دیار و بلاد پر چھا گئے۔ مسلم خواتین کی آبروریزی کی اور ناحق خون بہایا۔ شیعہ جنت باطن اور ہوائے نفس میں بیود سے ملتے جلتے اور غلو و جبل میں نصاریٰ کے ہمنوا ہیں۔ (المنتقى من المناجیح اردو ص ۲۵ مطبوعہ گوجرانوالہ)

اس کی تازہ مثال پاکستان میں شریعت بل ۱۹۸۶ء کی مخالفت ہے۔ آل شیعہ پارٹیز فیڈریشن نے ۶ اپریل اور ۱۹ اپریل کے اخبارات جنگ وغیرہ میں یہ پریس کانفرنس شائع کرائی ہے "اگر شریعت بل نافذ کیا گیا تو شیعہ اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ قربانی دیں گے اور اسلام کے شیعہ الٹی سوشلزم اپنانے پر مجبور ہوں گے" یعنی قرآن و سنت اجماع امت اور قانون شرع پر مبنی مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام مرکز گوارا نہیں ہے۔ اس کے آنے پر مرثا منظور ہے مگر تائید نہیں کریں گے۔ سوشلزم کا، خدا و مذہب کے انکار پر مبنی نظام قبول ہے۔ اس چہ بولہ عجیبیت؟ انگریز کے قانون میں ایک صدی عیش و عشرت سے بسر کی نہ اس کے خلاف آواز اٹھائی نہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ جب سینیٹیس سال بعد پاکستان میں صدر محمد ضیاء الحق نے نفاذ

اسلام کی بات کی تو کھلے مخالف ہو گئے۔ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا۔ فقہ جعفریہ کا مطالبہ لے آئے۔ عترو زکوٰۃ کا انکار کیا۔ حدود شرعیہ سے خود کو مستثنیٰ کر لیا۔ اب نفاذ شریعت سے مخالف ہیں اور ملک میں مروجی نظام سوشلزم اور کمیونزم سے مخالف کر رہے ہیں۔ کوئی کیسے باور کرے کہ یہ مسلمان ہیں؟ تو کیسے مسلمان ہیں؟

شیعہ کی سیاسی تاریخ | اب ذرا مختصراً ان کی اسلام سے غداری، مسلم کشی اور کفار سے دوستی اور موالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ابو لؤلؤ مجوسی ایرانی نے شہزادہ ہرمزان کی سازش سے مراد نبوت، فاتح اسلام، خیر رسولؐ اور دامادِ نفعی حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کیا۔ شیعہ اس دن عید مناتے ہیں اور قاتل عمر فیروز کو بابا شجاع کہہ کر فیروزہ نامی انگوٹھی کو متبرک جانتے ہیں۔

۲۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو جن سبائی بلوائیوں نے شہید کیا ان کو اپنا پہلا شیعہ گروہ اور متقی و صالح جانتے ہیں حالانکہ اسلام کا بڑا مادہ شہیہ ہے۔

۳۔ جنگ جمل وصفین میں طلحہ و زبیر اور، ہذا صحابہ و تابعین کا قاتل ہی گروہ ہے۔ ان اہم حادثات پر غور میں کبھی ماتی مجلس قائم نہیں کی ہے۔

۴۔ نہروان میں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے خارجی اسی گروہ سے تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے شوریائی فیصلہ کے برخلاف۔ ان الحکم الا للہ حکومت صرف خدا کے مقرر کرنے سے ملتی ہے، کا نعروں لگایا۔ آج بھی شیعہ کا یہ نعرہ ہے کہ امامت و خلافت خدا کی نفس اور مقرر کرنے سے ملتی ہے۔ شوری اور سمانوا کے اصحاب، جسے نہیں ملتی۔ شیعہ حضرت امیر معاویہؓ کی تو خوب مذمت کرتے ہیں مگر ان محاربانِ اہلِ خارجیوں کی نہیں کرتے۔ آخر مذہبی برادری کے سوا اور کیا راز ہو سکتا ہے؟

۵۔ قاتل علی ابنِ مجسم کٹر شیعہ اور مصری بلوائی تھا۔ اس کے پسے کسی عمل کی شیعہ مذمت نہیں کرتے۔ اب نمازوں کے بعد اس پر لعنت نہیں کرتے جیسے ماذا للہ خلفاء ثلاثہ اکمیر معاویہؓ پر کرتے ہیں۔ اس کاراز اس کا شیعہ بھائی ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟

۶۔ اہل بیتؑ پر مظالم | متحاج طبری، منتہی الآمال، ہمدان العیون وغیرہ کتب شیعہ میں صراحت

ہے کہ جب حضرت حسن المجتبیؑ نے اپنے نانا کی پیشین گوئی اور رضا کے مطابق حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت و مصالحت کر لی۔ سب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے وہ سال عام الجماعۃ کہلایا۔ تو اتحاد ملی کے دشمن شیعہ حضرت حسنؑ سے ناراض ہو گئے۔ آپ کو بہت کوسا اور ملعون کیا۔ اس کی صدائے بازگشت آج بھی شیعہ ایوانوں میں آ رہی ہے کہ حسنؑ صرف امامت در اولاد سے ہی محروم نہ ہوئے بلکہ ان کے کسی مخصوص کمال اور بزرگی پر نہ تو کوئی تقریب و مجلس منعقد ہوتی ہے نہ کوئی نام نہاد خطیب آلِ محمدؐ اس عظیم کارنامہ اتحاد پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ بس بعد از وفات جنازہ پر ایک تھوڑا واقعہ مشہور کر کے غیروں کو خوب گالیاں دیتے ہیں مگر جن شیعوں نے حضرت حسنؑ پر قاتلانہ حملہ کیا، ان کا ٹی، مال و اسباب لوٹا ان کی مذمت میں مجلس عزائم نہیں کھتے؟

۷۔ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ اس سبائی ٹولے کا سلوک شہرہ آفاق ہے دہرانے کی جلالت نہیں۔

۸۔ قتل حسینؑ کے بعد یہ لوگ نام ادا تائب ہوئے تاریخ میں ان کا لقب تو ابین مشہور ہے۔

قاضی نور اللہ شومتری لکھتے ہیں (قاتلانِ حسین) شیعہ ایک مدت کے بعد بیدار ہوئے۔ افسوس کھایا۔ اپنے اوپر لعنت کی کہ دنیا و آخرت کا گھانا ہمارے نصیب ہوا۔ کیونکہ ہم نے امیر المومنین حسین علیہ السلام کو بلایا پھر ان پر ہم نے تلوار کھینچی اور ہماری بے وفائی سے ہوا جو کچھ ہوا۔ اس جماعت کے سردار ۵ اشخاص تھے۔ سلیمان بن صرد، فزاعی، مسیب بن نجہ، فزاری، عبداللہ بن سعد ازدی، عبداللہ بن دال، تیمی، رفاعہ بن شداد۔ اور یہ پانچوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اور معروف شیعہ تھے۔ (مجالس المومنین ص ۲۲۳ مجلس ہشتم در ذکر ملوک نامدار)

۹۔ ان تو ابین نے پھر جو ظلم و بربریت پھیلائی اور عامۃ الناس کا قتل عام کیا ایک طویل بحث اسی مجالس المومنین میں موجود ہے۔

۱۰۔ چند سالوں کے بعد انتقام حسینؑ کے بہانے بدترین ظالم مختار بن عبید ثقفی اٹھا۔ ستر ہزار مسلمانوں کا قتل عام کر کے کوفہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شرح دیوان تغویٰ میں حسن عسکری کی روایت سے مقتولین کی تعداد ۸۰۳۰۱ ہے۔ (مجالس المومنین ص ۲۵۱)۔ آج بھی شیعہ اسے ناصر آلِ حسینؑ کہہ کر قومی ہیرو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حسن المجتبیؑ کو گرفتار کر کے دشمنوں کے پردہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چچانے اسے ڈانٹ دیا۔ حضرت حسینؑ کے ساتھ غداری کی۔ پھر نبوت کا

دعویٰ دار ہوا۔ محمد بن الحنفیہ کو اپنا امام بتایا۔ (حالانکہ مذہب شیعہ میں غیر امام کو امام کہنا بڑا کفر و شرک ہے) ان کے نام سے دولت جمع کی۔ حضرت زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ نے اس پر ٹھپکار کی اور اسے بے دین بتایا۔ (سب حوالہ جات ہم سنی کیوں ہیں؟ میں دیکھئے) لیکن شیعہ کو ہر سفاک سے پیلا ہے خواہ وہ بد عقیدہ اور ملعون ہو۔ یہ فتنہ حضرت مصعب بن زبیرؓ نے ختم کیا تھا۔

۱۱۔ حضرت زید شہید بن علی زین العابدینؑ جو فاضل سادات میں سے تھے۔ ظالم حکام کے خلاف اٹھے۔ چالیس ہزار کا لشکر تیار کیا۔ عین موقع پر ان کو فنی شیعوں نے غداری کی اور کہا کہ تم سب ساتھ دیں گے جب حضرت ابوبکر و عمرؓ سے تبرا کرو گے۔ حضرت زیدؑ نے فرمایا وہ تو میرے بزرگ آبا رہے تھے میں ان سے کیسے تبرا کروں؟ تو یہ سب ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا: یَقُومُ رَفِضَتُمُونِی "اے میری قوم تم نے میری بیعت کر کے مجھے چھوڑ دیا" اسی وجہ سے شیعوں کا لقب رافضی مشہور ہوا۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۵۶)۔ حضرت زیدؑ چند افراد کے ساتھ تنہا رہے اور شہید ہو گئے۔ اٹاوشی اور صفری شیعوں کو آج بھی حضرت زیدؑ سے نفرت و دشمنی ہے اور مختار سفاک سے محبت ہے۔ بے دینوں کا ساتھ دے کر قتل عام کرتے ہیں اور اہل بیتؑ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر قتل کراتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ کے تبرائیں لعنتی بن جلتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بالکل برحق ہے کہ شیعہ اسلام اور اہل بیت کے غدار و دشمن ہیں۔ مختار اور عینی جیسے ظالموں کے طرف دار ہیں۔

۱۲۔ بنو امیہ کے خلاف جو ایرانیوں نے بنو عباس کے ساتھ مل کر تحریک چلائی اور پھر فونی انقلاب آیا۔ لاکھوں مسلمان تہ تیغ ہوئے اور بعض عباسی بادشاہوں کا لقب بھی۔ سفلح "بہت خون ریز" پڑ گیا۔ ان سب کا مشیر و وزیر اور درپردہ قاتل ابوسلم خراسانی تھا جو کٹر شیعہ تھا اور بنو عباس سے اسی نے سب ظلم کرائے۔ شیعہ آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں بشو ستری نے اسے سلاطین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

۱۳۔ مفاد کی دوستی اور وقتی انتہائی اتفاق و اتحاد کو بھی پائیدار نہیں ہوتا۔ بنو امیہ دشمنی میں تو یہ علوی عباسی اتحاد رہا مگر جب بنو عباس کو اقتدار مل گیا اور علویہ مجروح رہے تو یہی مفاد کا کاروائی علویوں نے بنو عباس کے ساتھ شروع کر دیں۔ بشو ستری لکھتے ہیں "علویوں نے کوفہ میں عباسیوں کے تمام گھروں کو لوٹ لیا۔ ان کا تمام مال و اسباب اور مکانات برباد کر دیئے اور بہت سے

بچے کچھے (جو بھاگ نہ سکے) عباسیوں کو علویوں نے مار ڈالا۔ خانہ کعبہ کے خزانہ کو بنو عباس اور ان کے طرف داروں کے مالوں سمیت، اپنے قبضے میں لیا اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ جعفر صادق کے پوتے موسیٰ کاظم کے بیٹے زید نے عباسیوں اور بصریوں کے گھروں کو اتنی آگ لگائی کہ اس کا لقب "زید ناز" پڑ گیا۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۴۴) ذرا دیانت سے غور فرمائیے۔ سادات کے سے یہ مظالم کسی اموی حاکم نے بھی کیے؟

۱۴۔ ابوسلم خراسانی عباسی دور میں تقریباً سیاح و سفید کا مالک ہو گیا۔ عباسی حکمران کچھ پتلی بن کر رہ گئے اور بنو بویہ کا شہمی خاندان حملہ

برسر اقتدار لگایا۔ بحیرہ افرات کے ساحل پر یہ پھیرے تھے۔ بویہ کے تین بیٹے فوجی تربیت پا کر عباسی کے دشمن ہو گئے۔ غزوہ گردی اور قتل و غارت سے جنوبی ایران، شیراز پھر سب ایران پر قبضہ کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ خلیفہ مستغنی باللہ نے دُب کر اسے بغداد کا گورنر بنا دیا اور معز الدولہ کا لقب دیا۔ انھوں نے بغداد میں اپنا راج اتنا چلایا کہ خلیفہ کو برسر عام ڈنڈے مار مار کر قید کر لیا۔ ۷ سال بعد وہ قید میں مر گیا اور پھر برائے نام ایک شہزادے مطیع الدین اللہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اپنی من مانی کارروائیوں پر اس سے دستخط کرا لیتے اور قتل عام کرتے۔ ان کا احمد معز الدولہ ظلم و سفاکی میں سب کومات کر گیا۔ اس نے تبرائیں اور پھر مجرم کی جھڑپ کر لی۔ اہل سنت کی زبانیں برباد کر کے تمام شیعہ مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس پہن کر دعویٰ پیش اور ماتم کریں۔ بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر حضرت امیر معاویہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لعنتیں اور تبرائیں لکھوا دیئے۔ اہل سنت مٹا دیتے تھے، شیعہ پھر کھ دیتے تھے چنانچہ سنی شیعہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہزاروں مسلمانان اہل سنت شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ۳۵۲ھ کا ہے۔

شوشتری لکھتے ہیں: کہ یہ فتنہ اتنا بڑھ گیا کہ معز الدولہ دارالسلام بغداد کے تمام سنی مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تو محمد بن مہلبی وزیر نے درخواست کی کہ معاویہؓ کے سوا لعنت کسی پر نہ کریں اور شخصی لعنتوں کے بجائے یہ کلمات لکھیں۔

لعن الله الظالمین لا اِلٰہَ اِلاَّ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ - ۲۱ سال معز الدولہ خلیفہ الخلفاء بنارہا اور عباسی خلیفہ معز الدولہ کا تابعدار بنارہا۔ (مجالس المؤمنین ص ۲۳۳)

۱۵۔ آل حمدان سے ایک شیعہ بادشاہ سیف الدولہ ہوا ہے۔ اس نے بھی شیعہ کے نشر میں شام کے شہر حلب میں ہی ظالمانہ کارروائی کی۔ (ایضاً ص ۳۲)۔ جواب حافظ الاسد رافضی کر رہا ہے۔

اسماعیلیوں کے مظالم ۱۶۔ حضرت جعفر صادقؑ کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل اور مگر قضا اللہی سے وہ باپ کے عہد حیات میں فوت ہو گیا تو شیعوں کا ایک گروہ اسماعیل اور ان کی اولاد میں امامت کا قائل ہوا۔ یہ آغا خانی اور اسماعیلیہ کہلاتے ہیں جن کا امام امام عبدالحکیم موجودہ آغا خاں ہے ان کا مذہب اسلام سے بالکل مختلف ہے حتیٰ کہ اثنا عشری شیعہ بھی ان کو کافر مانتے ہیں۔ باقی شیعوں نے موسیٰ کاظم کو امام مانا اور اثنا عشری جعفری کہلائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سچان اللہ۔ اسماعیلیوں نے بھی جب ذرا کچھ اقتدار پایا۔ مسلم کشی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ان کا محمد لیڈر حسن بن صباح ظلم و بربریت میں شہر آفاق ہے۔ شومتری لکھتے ہیں کہ اس شخص کے دور میں اس کی فدائی نامی جماعت کے ہاتھوں بہت سے اہل سنت و جماعت شہید کیے گئے۔ کیا بزرگ جو ایک اسماعیلی سردار تھا کے دور میں فدائیوں نے اہل سنت کی ایک بڑی جماعت کو شہید کیا۔ مقتولوں میں قاضی القضاۃ ابوسعید بھی تھے۔ ایک دوسرے اسماعیلی سردار دولت شاہ رئیس اصفہان نے مراغہ کے حاکم سنطور کو خلیفہ عباسی مسترشد کو تبریز کے رئیس کو، قرظین کے مشن کو اور شنی قوم کے خاص اکابر کی اکثریت کو فدائیوں کے ہاتھوں مروا ڈالا اور تیا محمد پسر کیا بزرگ کے دور میں خلیفہ عباسی کا بیٹا راشد مارا گیا اور بہت سے خاص خاص اہل سنت کے علماء، افسران، قاضی حضرت قتل کیے گئے۔ مقتولوں کے ناموں کی تفصیل بعض تواریخ میں مسطور ہے۔ مؤلف (شومتری) کہتے ہیں کہ اہل سنت کے ساتھ ان مظالم کا نتیجہ یہ ہے کہ سنی اسماعیلیوں کو ملحد و زندقہ کہتے ہیں۔

۱۷۔ شیعوں کا ایک دور اقتدار فاطمین مصر کی حکومت ہے یہ لوگ اصل میں غلام تھے۔ مگر ان کے مورث عبید اللہ مہدی مجوسی نے خود کو امام اسماعیل بن جعفر کا پڑپوتا ظاہر کر کے افریقہ کی بربری قوموں کو اپنا ہم نوا بنالیا اور بالآخر مصر کی حکومت پر قابض ہو گئے ان کا اقتدار دو سو برس تک رہا بظاہر علم دوست تھے۔ جامعہ الازہر ان کی یادگار ہے لیکن عام اسماعیلی باطنیہ اور ملاحد تھے شیعوں کا یہ گروہ فدائیوں کے نام سے مسلمان امرا کو قتل کرتا تھا اور عالم اسلام میں ایک تہلکہ عظیم برپا

کر رکھا تھا۔ ان فدائیوں سے لوگ بہت خوف و ترساں تھے ان ظالموں نے مسلمانوں کے عظیم فاتح و عادل سلطان صلاح الدین ایوبی کو بھی قتل کرنے کی سازش کی مگر وہ خدا کے فضل و کرم سے بچ گئے۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۳۳۶)

ہلاکوفوں کا بغداد پر حملہ ۱۸۔ شیعہ مظالم کا سب سے بڑا غونچاں حادثہ ہلاکوفوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی ہے جسے ہر مؤرخ روتے ہوئے قلم بند کرتا ہے۔ جب نعل تاتاری ہلاکوفوں ۶۵۴ھ میں مالک شرقیہ کی فتوحات کے لیے بڑھا تو شیعہ عالم نصیر الدین طوسی ملاحدہ (اسماعیلیہ) کی قید سے آزاد ہو کر ہلاکوفوں سے مل گیا۔ بغداد کے شیعہ وزیر ابن علقمی نے موقع غنیمت جان کر ہلاکوفوں کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی چنانچہ اس نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر زبردست حملہ کیا۔ عباسی خلیفہ مستعصم کو اور اس کے صاحبزادوں ابو بکر و عبد الرحمن کو قتل کر دید خواجہ نصیر الدین کے شور سے خلیفہ عباسی کو اتنی بے دردی سے شہید کیا کہ اس کے ایک ایک عضو کو الگ الگ کاٹا۔ شومتری کہتے ہیں شیعہ ابن علی امہ معصومین کے بدلہ لینے سے خوب خوش ہو گئے۔ (مجالس المؤمنین ص ۴۲۲) لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ دریائے دجلہ غنی مویں مارنے لگا۔ سارے بازار لاشوں سے لٹے پڑے تھے۔ گھوڑے خون میں دھنس کر چل نہیں سکتے تھے۔ بڑے بڑے کتب خانے دریا برد ہو گئے کہ ان کی سیاہی سے دریا پھر ایک مرتبہ سیاہ ہو گیا۔ یہ تباہی سقوط ڈھاکہ اور سقوط غرناطہ سے بہت بڑی تھی لیکن شیعہ وزیر اور طوسی عالم خوش ہیں کہ امہ معصومین کے خونی کا بدلہ ہو گیا غور کیجئے اماموں میں سے شہید تو ۸۸۰ ہلاکوفوں کو مقابلے میں مار کر ۲۰ ہلاکوفوں کے ہمراہ حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ تھے۔ خود قاتلوں (توابین و مختار ثقفی) نے ایک لاکھ مسلمان اسی بہانے سے ۷۰۰ تک مار ڈالے تھے۔ اب ساتویں صدی میں عباسیوں سے کون سا بدلہ امام لینا باقی تھا کہ کافروں سے عالم اسلام کو تباہ کرادیا؟

”عذر رنگ بدتر از گناہ، کا مصداق شومتری نے اس حملہ اور تباہی کی وجہ یہ لکھی ہے کہ کرخ کے حملہ سے خلیفہ نے سحری کے وقت تبرائشتمل ایک دُعائی۔ خلیفہ مشتعل ہو گیا اور محلہ کو تباہ کرادیا۔ پس ابن علقمی نے خلیفہ عباسی کو مروانے اور بغداد تباہ کرنے کی قسم کھالی۔ ذرا غور فرمائیں! یہ محلہ سازشوں اور تبرائی مجلسوں کا گڑھ تھا۔ حتیٰ کہ سحری کے وقت خلیفہ خود جا کر یہ

تبرے سنتا ہے تو انتہائی قدم اٹھاتا ہے اگر کوئی شیعوں کے گھر یا محلہ سے حضرت علیؑ و اہل بیتؑ پر کسی دشمن خارجی سے تباہی کھاتے سنے اور انتہائی قدم اٹھائے کیا شیعی دارالافتار اس کے خلاف ایسی کارروائی کی اجازت دے گا؟ اگر نہیں تو کیا ابن علقمی اور طوسی کے اور آج اس کے مداحوں کے دشمن اسلام ہونے کی یہ کھلی دلیل نہیں ہے؟ یا یفرقن مان لیا جائے کہ خلیفہ کے لشکر سے سو پچاس شیعہ گھرانے متاثر ہوئے، مگر کیا دنیا کا کوئی قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ غیر ملکی کا فرط طاقت سے ساز باز کر کے اپنے ملک اور مسلمان قوم کو تباہ و برباد کر دیا جائے؟

اگر مسلمان ملکوں میں ذرہ بھر قومی یا دینی غیرت ہوتی تو وہ اس حادثہ کے بعد ان بارہ آستین لوگوں سے ہوشیار رہتے نہ دخیل حکومت کرنے نہ کلیدی آسامیوں پر فائز کرتے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سقوط بغداد سے لے کر سقوط ڈھاکہ تک مسلمانوں نے ہمیشہ ان پر اعتماد کر کے تباہی کا ڈنگ کھا لیا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے، اور پاکستان، انہی تجربات سے گزر رہا ہے لیکن ہر بے ضمیر صحافی اور لامذہب سیاستدان ۹۵ ز اہل سنت کے مفادات کو داؤ پر لگا کر ۴-۵ ہزار کو راضی کرنے پر ہی تلا ہوا ہے۔ ایرانی انقلاب سے ۱۲-۱۳ لاکھ مسلمانوں کے قتل عام سے انھوں نے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔

۱۹۔ سقوط بغداد کی طرح خون کے آنسو رلانے والا، بارہ لاکھ مسلمانوں شاہ تیمور لنگ کے مظالم کے قاتل تیمو لنگ راضی کا وہ ظلم و بربریت ہے جو اس نے بلا وجہ یورپ کے فاتح سلطان بایزید یلدرم عثمانی کے ساتھ کیا اور ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت عثمانیہ کو تباہ کرنے کی ملعون کارروائی کی اور مفتوحہ یورپ پھر مسلمانوں کے قبضے سے نکل گیا۔ قیصر کے کئے پر تیمور اگر درپردہ انگریزوں کی حمایت میں یہ مسلم کش جنگ انکار نہ کرتا اور سلطان السلین کو شیر کی طرح لوہے کے جٹکے میں قید کر کے جگہ جگہ نمائش و تذلیل کی یہ انسانیت سوز حرکت نہ کرتا تو تمام یورپ پر آج اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔

تاریخ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ سلطان بایزید فاں نے نیکوپولس کے میدان میں عیسائیوں کے ایک ایسے زبردست اور ہر ایک اعتبار سے مکمل مضبوط لشکر کو شکست فاش دی کہ اس سے پہلے کسی میدان میں عیسائیوں کی اتنی زبردست طاقت جمع نہ ہو سکی تھی۔ سچہ شاہ ہنگری اپنی جان بچا کر لے گیا لیکن فرانس و

آسٹریا و اٹلی و ہنگری وغیرہ کے بڑے بڑے شہزادے نواب اور سپہ سالار قید ہوئے اور بعض میدان میں مارے گئے۔

۲۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لے کر یورپ میں پہنچا۔ ہنگری، آسٹریا، فرانس، جرمنی اور اٹلی فتح کرنے کے عزم کے ساتھ یونان کا رخ کیا۔ پھر تھرموپلی کے درے میں سے فاتحانہ گذرنا سوا اٹھنچر کی دیواروں کے نیچے جا پہنچا اور ۸۰۰ء میں اٹھنچس کو فتح کر کے تین ہزار یونانیوں کو ایشیائے کوچک میں آباد ہونے کے لیے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالاروں کو آسٹریا اور ہنگری کی طرف فوجیں دے کر روانہ کر دیا تھا جنھوں نے ان ملکوں کے اکثر حصوں کو فتح کر لیا تھا۔

۳۔ سلطان بایزید فاں یلدرم جب یونان اور اٹھنچس وغیرہ کو فتح کر چکا اور قیصر روم کا حال بہت پتلا ہونے لگا تو اس نے اپنی امداد کے لیے فوراً قاصد کو خط دے کر تیمور کی خدمت میں روانہ کیا۔ خط کے مضمون نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس کا دل ہندوستان سے اُچاٹ ہو گیا اور وہ اس نو مفتوحہ ملک کو بلا کسی معقول انتظام کے ویسے ہی چھوڑ کر ہر دوار سے پنجاب اور پھر سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ ہندوستان کے ایک لاکھ قیدی گراں بار سمجھ کر راستے میں قتل کر دیئے پھر سمرقند سے روانہ ہو کر اور ایشیائے کوچک کی مغربی سرحد پہنچ کر آذربائیجان اور آرمینیا میں قتل عام کے ذریعہ خون کے دریا بہائے اور اس علاقے پر اپنی ہیبت کے سکے بٹھائے اور خوب تیاری کر کے اس پر آمادہ ہو گیا کہ عثمانی سلطان سے اول دودو ہاتھ کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کو دنیا کا فاتح بننا چاہیے؟

۴۔ سلطان بایزید یلدرم تیمور سے جنگ کرنا یعنی خود اس پر حملہ آور ہونا ہندوستانی نہ جانتا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان بادشاہوں سے لڑنے کا شوق نہ رکھتا تھا اس کو تو ابھی یورپ کے سب سے ہوئے ملکوں کے فتح کرنے کا خیال تھا۔۔۔ مگر تیمور کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ بایزید سے لڑنے اور اس کو شکست دینے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ بایزید یلدرم عیسائی طاقت کو دنیا سے نابود کرنے پر تکا ہوا تھا اور تیمور بایزید کو نابود کرنے اور عیسائیوں کو بچانے پر آمادہ تھا۔ تیمور نے اپنے تمام سامانوں کو مکمل کر لینے کے بعد بایزید کے سرحدی شہر سیواس پر حملہ کر دیا۔ جہاں بایزید کا بیٹا قلعہ دار تھا۔ ایک خاص جال سے قلعہ کی چار دیواری کو آگ

لگا کر زمین میں دھنسا دیا اور چار ہزار فوجیوں کی مشکیں کسو کر ایک بڑی خندق میں زندہ درگور کر دیا۔
زندہ درگور کرنے کے اس ظالمانہ فعل سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۵۔ شاہ یدرم بیٹے کی مقتل گاہ دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو گیا۔ مگر تیمور لنگ جنگی جال سے یہاں سے فوراً اندرون ملک شہر انگورہ پر پانچ لاکھ سے زائد مسلح لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں بھا کر ایک لاکھ تھکے ماندے لشکر سے حملہ کیا۔ زبردست کشت و خون کے بعد سلطان نے شکست کھائی اور تیمور نے اسے لڑتے ہوئے ذلت کے ساتھ قید کیا، اور شہر بہ شہر تشریف لائے۔ تیمور رافضی تعزیر ساز نے اس ظلم سے اسلام کے غلبہ اور قتل کا فاتحہ کر دیا۔ تیمور کی تمام ترک و تازا اور فتح مندیوں سلطان سلاطین کو زیر کرنے اور مسلمانوں کے شہروں میں (موجودہ خمینی کی طرح) قتل عام کرانے میں محدود رہیں اور اس کو یہ توفیق میسر نہ آ سکی کہ غیر مسلموں پر جہاد کرتا یا غیر مسلم علاقوں میں اسلام پھیلاتا۔ (اقتباسات از تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی، ص ۲۹، ۳۰) ترک تیموری سے بہت پہلے ہے کہ تیمور عالم اسلام کی اس قباحت سے بچتا تھا۔ عامۃ المسلمین نے اسے حقیر مانا۔ اس نے تلافی میں پہلی مرتبہ غیر مسلم ملک بھارت پر چڑھائی کی مگر راستے میں ہی مر گیا۔ آرزو فنا ہو گئی۔ مفتوحہ ممالک بیٹوں کی فائدہ جنگی کی وجہ سے خود مختار ریاستوں میں تبدیل ہو گئے۔ اب صرف تیمور کا نام اس کے ظالم آباؤ چچکیز و ہلاکوں کے ساتھ یادگار ہے اور رہے گا۔ تعجب ہے کہ تعزیر پرست اس موجد تعزیر ظالم کو قومی ہیرو مانتے اور صاحب سیف و قرآن امیر تیمور باور کراتے ہیں۔ معاذ اللہ۔

۲۰۔ تباہ شدہ سلطنت عثمانیہ کو اللہ نے پھر زندہ کیا اور اسماعیل صفوی کے مظالم

سلطان محمد فاضل ثانی اور سلطان بایزید ثانی اور سلطان سلیم عثمانی جیسے کامیاب و مدبر حکمرانوں کے ذریعے پھر عالم اسلام کی متحدہ قوت بنادیا اور یورپ میں فتوحات زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ لیکن دسویں صدی کے آغاز میں شاہ اسماعیل صفوی شیعہ حکمران، برسر اقتدار آگیا۔ اس نے تمام ایرانی سنی اکثریت کے مسلمانوں کی مساجد اور مقابر شہید کر دیئے۔ بڑے بڑے علماء اور معززین کو سولی چڑھا دیا۔ خلفاء ثلاثہ پر تبراً جمع کے خطبہ میں لازم کر دیا جگہ جگہ سنی شیعہ فسادات کرائے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس

لاکھ سنی مسلمان شہید کرائے اور باقی ماندہ کو شیعہ بننے پر مجبور کر دیا۔ کلیات نفیسی مؤلف سید نفیسی پر دفسر تہران یونیورسٹی میں لکھتے ہیں: ”کران سے سوال کیا گیا ایران جو سنی اکثریت کا ملک تھا وہ شیعہ اکثریت (۶۰-۶۵ فیصد) میں کیسے تبدیل ہوا؟“ تو پر دفسر مذکور نے جواب دیا: ”عمد صفوی میں سنیوں کا قتل عام کر کے ان کو جبراً شیعہ بنایا گیا۔“

اسماعیل (صفوی) بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین بن شیخ صفی الدین بن جبریل کے آباء و اجداد سب سنی المذہب تھے۔ پیری مریدی کرتے تھے۔ شیخ صدر الدین نے سفارش کر کے تیمور کے ہاتھوں وہ تمام ترک قیدی آزاد کرادیئے جو اس نے سلطان یدرم سے جنگ انگورہ میں پکڑے تھے وہ ہزاروں قیدی شیخ کے باصفا مرید بن کر رہ گئے اور شاہ اسماعیل تک اس کی سب اولاد سے وفادار رہے اور اسماعیل کو اقتدار دلانے میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ اسماعیل نے صوبہ اہل بیت کے نعرہ سے سنی و شیعہ عوام کو ساتھ ملا کر اقتدار پالیا تو علانیہ شیعہ اور رافضی بن گیا۔ پھر اپنے ترک مریدوں کی قوم سے جنگ کا منصوبہ بنایا اور پڑوسی ملک ترکی سلطنت عثمانیہ میں اپنے داعی، جاسوس اور ایجنٹ بھیج دیئے تاکہ اندرونی و بیرونی حملہ سے اس ملک کو ختم کر کے شیعہ سٹیٹ بنالیا جائے مگر شاہ سلیم عثمانی کو اس سازش کا پتہ چل گیا اس نے اسماعیل صفوی کے سب ایجنٹوں کو ختم کر کے ایران پر دفاعی حملہ کیا۔ اسماعیل بھاگ گیا۔ سلطان نے اندرون ملک اس کے تعاقب کر کے خالدران کے مقام پر کامیاب جنگ لڑی اور نصف علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ شاہ سلیم اگر دوبارہ ایران جاتا یا پھر باقاعدہ شاہ صفوی جنگ لڑتا تو اس کا اقتدار ختم ہو جاتا۔ مگر شام و مصر کے سرحدی کشیدہ حالات کی وجہ سے شاہ دوبارہ ایران نہ جاسکا اور اسماعیل صفوی کے اس سازشی جال کی وجہ سے یورپ میں بھی شاہ سلیم اپنی فتوحات آگے نہ بڑھا سکا۔ اگر اسماعیل صفوی یہ حملے اور اندرون ملک سازشیں نہ کرتا تو شاہ سلیم کی مساعی سے آج براعظم یورپ اسلام کے زیر نگین ہوتا لیکن ظر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جناب ابوذر غفاریؓ ”وائے وقت“ میں لکھتے ہیں: ”اس کے علاوہ اگر ایران کے صفوی شیعہ اور ترکی کے عثمانی سنی آپس میں لڑ کر خون کے دریا نہ بہاتے تو آج سارا یورپ مسلمان ہوتا۔ مزید برآں اگر مغلیہ دور میں ہندوستان کے مسلمان سنی شیعہ جھگڑوں کی نذر نہ ہوتے تو آج سارے ہندوستان پر

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر نازک موقع پر شیعوں نے اہل اسلام کو خنجر گھونپ کر کافروں کو بچایا ہے۔ موجودہ خمینی انقلاب اور ایران و عراق جنگ ٹھیک اسی پالیسی کے تحت ہے جو شاہ اسماعیل صفوی نے وضع کی تھی اس وقت ترکوں کو مار کر عیسائیوں کو بچانا مقصود تھا اب فاس معاہدہ کے تحت امریکی اسلحہ اسرائیل جیسے دشمن اسلام سے لے کر عربوں کو ختم کرنا اور سامراجی طاقتوں کی مدد کرنا مقصود ہے۔ اسلام کا نعرہ۔ ایشیادولائند، مرگ بر اسرائیل، مرگ پر امریکہ۔ تو صرف باقی کے دانت دکھانے کے ہیں۔ جن سے بدھو صحافیوں کو اٹوٹنا ہے اور اقتدار کے بھوکے مستقبل سے مدد سے سیاستدانوں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو تفریق اور ڈپلومسی کے ذریعے اپنا ہم نوا بنانا مقصود ہے اللہ انہوں کو بینائی عطا فرمائے۔

۲۱۔ ایران کا عہد صفوی۔ ہند میں عہد مغلیہ کا معاشرہ ہے۔ سب سے پہلے ہمالیوں کے دور میں تیشیع کو ہند میں برآمد کیا گیا فاس معاہدے سے قاضی نور اللہ شوستری جیسے عالی شیعہ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ جس نے تیشیع کی اشاعت میں ہر حربہ استعمال کیا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ نے اپنی فدا داد ایمانی فراست اور دیانت سے اسے محدود کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی ہوا تبھی توشیعہ اور ان کے بے دین ہمنوا عالمگیر کی شکایت کھاتے ہیں۔ مگر شیعوں نے ایک اور چال چلی عالمگیر کے بیٹوں کو رشتے دے کر بعض کو مائل بہ تیشیع کر لیا۔ پھر وہ اقتدار کی رستہ کشی اور خانہ جنگی کا شکار ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت مغلیہ قریب الزوال ہو گئی۔ ادھر ہندو اور مرہٹے زور پکڑ گئے۔ جن کو شاہ ولی اللہ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں آکر بیٹل ہزار افغانی سپاہ کی کمک سے ختم کیا۔ ادھر اودھ، بکنور، دکن وغیرہ میں شیعہ راجوں نے آزاد ریاستیں قائم کر لیں۔ انگریزوں نے ایسے پاؤں پھیلانے کہ مسلمانوں کا اقتدار دہلی کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گیا۔

۲۲۔ اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے
نادر شاہ درانی کا دہلی پر حملہ

اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی نیت سے ہمارے
 جہد و جہدوسی ایران کا نادر شاہ درانی برے لشکر کے ساتھ آیا۔ ایک مدبر امیر الامراء محمد امین

خان کے مشورہ سے بہت سا خراج اور کروڑوں روپے نقد دینے پر صلح ہو گئی مگر اس کے شیعہ ہونے کے بعد ایک دوسرے غدار برہان الملک سعادت علی خان رافضی نے محض عہدہ بدلنے سے نادر شاہ کو غدار کرنے اور بادشاہ کو قتل کر کے دہلی کا خزانہ لوٹنے اور قتل عام کرنے کا پروگرام دے دیا۔ چنانچہ نادر شاہ نے لاکھوں مسلمانوں کو دہلی کی جامع مسجد میں شہید کیا۔ بادشاہ اور اس کے ترکوں کی لاشوں پر تخت بچھا کر ناستہ کیا اور دہلی کا سب خزانہ لوٹ کر لے گیا۔ اسی موقع پر ایک بڑے گناہ:

ثامب تب اعمال ماصورت نادر گرفت

نادر کے حملہ کو خنجر تیشیع عورتیں تک پیش کرتی ہیں۔ ایک مضمون خود راقم نے پڑھا ہے۔ نادر شاہ کو شاہی خزانہ سے ساڑھے تین کروڑ روپے کی نقدی، ڈیڑھ کروڑ کی سونے کی تختیاں پندرہ کروڑ کے جواہرات، گیارہ کروڑ کا تخت عاؤس، پانچ سو ہاتھی، ہزار ہا اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور شاہی خیمے قناتیں وغیرہ حاصل ہوئیں۔

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے گرد بھی شیعہ جمع ہو گئے۔ درپردہ انگریزوں سے ملے ہوئے تھے اور اصل حالات کو شاہ سے مخفی رکھ کر سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کر دیا۔ مغلیہ دور میں سید برادران کافتنہ مضمون میں محمد امجد علی قلبی آفری قسط میں لکھتے ہیں۔ بارہ کے بادشاہ گرافضیوں نے اپنی آٹھ دس برس کی سازشوں، ریشہ دوانیوں سے ایک عظیم الشان مغلیہ سلطنت کو نیم جان کر دیا اور ان کے بعد میرے رافضی برہان الملک سعادت علی خان نے اپنی غداری اور تک ہر امی سے اس نیم جان مغلیہ سلطنت کی پشت میں (نادر شاہ کے ہاتھوں) ایسا بھرپور خنجر مارا کہ وہ اٹھنے کے قابل ہی نہ رہی لیکن یہودیوں، نصرانیوں، زرتشتیوں، مجوسیوں اور عجیبوں نے تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ شہنشاہ کو محمد شاہ رنگیلا بنا دیا۔ انہوں نے کھا کر وہ عیاش تھا وہ ہنوز دلی دُور است کہتا تھا۔ اس لیے سلطنت مغلیہ برباد ہوئی۔ سبھی نے ان مکاروں، بددیانتوں کی پھیلائی ہوئی خرافات پر یقین کر لیا اور اپنے اکابر کی برائی پر تل گئے۔ اور یہ بھول گئے کہ یہ سب دشمن کی کالوائی ہے۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بمبئی اپریل ۱۹۸۶ء کو تاریخ فرشتہ)

۲۳۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد مسلمان انتہائی کمزور ہو گئے توشیعہ دے دے دین راجوں نے انگریز کی بالادستی تسلیم کر کے اپنی ریاستوں کو ان سے اپنے نام الاٹ کروالیا۔ آج بہت سی جاگیریں

نوابوں، خانوں اور ملکوں کے پاس انگریزی عطیات ہیں۔ لیکن غیور اور سلمان نوابوں اور سلاطین نے انگریزوں سے ٹکر بھی لی۔ ان میں سر فرسٹ میور کاراجہ سلطان ٹیپو شہید بن حیدر علی ہے جو شاہ ولی اللہی خاندان کا معتقد، اہل توحید و سنت سے وابستہ اور انگریزوں کا کٹر دشمن تھا۔ یہ جب انگریزوں سے خود جنگ لڑ رہا تھا تو شیعوں کا مذاق نہ کرنے کے سلطان کو شہید کر دیا۔ جیسے اسی طرح بنگال میں میر جعفر نے غداروں کے انگریزوں کو اقتدار دلادیا۔ اسی لیے یہ شہر زبان زدِ عام ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگِ دنیا، ننگِ دین، ننگِ وطن
جسٹس کیانی شیعہ کے خاص دوست پروفیسر محمد منور رزنامہ جنگ "۲۲، مارچ ۱۹۸۳ء
کی اشاعت میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ شیعوں کی فسادات کی تاریخ قدیم ہے مگر ہمیشہ یاد رہے کہ ان میں مخلص سنی اور شیعوں ہمیشہ فسادوں کی نشاندہی نہ ہونے کے باعث نقصان یا بھونے اگر ٹیپو اور حیدر علی کی سلطنت کسی شیعہ گروہ سے تعلق رکھنے والوں نے بیچ دی تو یہ ان افراد کی ذاتی بے ایمانی تھی۔

ب۔ فسادِ عنقریب شیعوں میں بھی گھس آتے ہیں اور سنیوں میں بھی، جب ابو مسلم خراسانی نے کالے جھنڈے اٹھائے تھے تو اس کے ساتھ محض بنو ہاشم نہ تھے۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر مجوسی اور مزدکی (اپنے زمانے کے کیونسٹ) اس کے لشکر میں (شیعہ بن کر) گھس گئے۔ بنو ہاشم نے تو بنو امیہ کے اکابر پر ہاتھ صاف کیا مگر مجوسیوں نے کہا جو عرب نظر آئے اڑادو۔ مزدکیوں کیونسٹوں نے ہر کلمہ گو مارا خواہ وہ ایرانی تھا خواہ عرب اور وہی مجوسی اور مزدکی دوسری جانب بنو امیہ کے آدمیوں کو ابھار کر مجبوری کرا کے بنو ہاشم اور ان کے ساتھیوں کو قتل کراتے رہے۔ مزدکیوں کیونسٹوں نے (شیعوں) کو بدل کر مختلف اسلامی فرقوں کو جنم دیا۔ نظام الملک طوسی کی سیاست اس پر گواہ عادل ہے۔ (پھر ان کا فائدہ کبہ میں قتل حجاج، حجر اسود کو اکھیر کر بیت الخلا میں لگانا جو قرآنی شیعوں کے سیاہ کام ہیں، نقل کیے ہیں۔)

ج۔ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے ہم ایران کا احترام کرتے ہیں۔ موجودہ انقلابی حکومت کو سب سے اول پاکستان نے تسلیم کیا۔۔۔۔۔ اسی طرح ایران کے صل و عقد کو بھی اس امر پر نظر رکھنی چاہیے کہ بعض شیعہ عناصر (جو خدا جانے شیعہ ہیں یا نہیں) اس خواہش ہر بار اظہار کرتے ہیں کہ انھیں پاکستان

کو شیعہ ریاست میں تبدیل کرنا ہے اور جلد از جلد ہماری دُعا ہے کہ ایران ایک اثنا عشری اسلامی رنگ میں ترقی کرے۔ اہل ایران کو اور ایران کے جو شیعیے (پاکستانی) پرستاروں کو بھی دُعا کرنی چاہیے کہ خدا پاکستان کو استحکام اور اسلامی سنی رنگ میں استحکام عطا کرے۔ اکثریت کی قوت ہی استحکام عطا کرتی ہے اقلیت کو بخلوس خاطر تعاون کرنا چاہیے۔

جناب ابو ذر غفاری صاحب "نوائے وقت" میں رقم طراز ہیں:

انگریز اور شیعہ
انگریز تو مسلمانوں کی اس کمزوری کا خوب فائدہ اٹھاتا تھا۔ ۱۷۹۹ء میں جب افغانستان نے سلطان ٹیپو کی مدد کا ارادہ کیا تو انگریزوں نے افغانستان پر ایران سے حملہ کر دیا اور اس نے انیسویں صدی میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ ایران کو مضبوط بنائے گا تا کہ وہ اپنے سنی ہمسایوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ (گویا میر صادق کی ٹیپو سے غداروں کی سازش تھی۔)

۲۵۔ انگریز شراٹنگز جب جنگِ آزادی، ۱۸۵۷ء کے بعد پورے برصغیر پر چھا گیا اور مسلمانوں نے اس کے خلاف تحریکِ آزادی جاری رکھی اور قتل، قید و بند اور جلا وطنی کی سزائیں مجاہدین کو ملتی رہیں۔ تاریخ سے ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ کسی شیعہ عالم لیڈر یا فوارے نے انگریزوں کے خلاف کام کیا ہو یا کوئی تکلیف پائی ہو۔ بلکہ یہ لوگ قادیانیوں کی طرح انگریزوں کو اپنے لیے رحمت کا سرمایہ سمجھتے تھے کیونکہ مذہبی آزادی کی آڑ میں انھوں نے جس بدعت اور شرکیہ کام کو چاہا اس کے لیے باقاعدہ رائسنس اور اجازت نامہ حاصل کر لیا تا کہ ٹوکنے والے علماء دین کا بھی منہ بند ہو جائے اور وہ ان شر سے بھرپور رسوم سے اپنے جعلی مذہب کو پھیل سکیں۔ یہ تعریفیے، ذوالجناح، دلدل وغیرہ کے جلوس، انگریزی دور کی پیداوار ہیں جو "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت اس نے اپنے وفاداروں کو عنایت کیے۔

چنانچہ لاہور کے شیعہ مجتہد علامہ حارثی اپنے کتابی سائز کے رسالہ

۱۳۳ پر یہ فرماتے ہیں: "انگریزی حکومت ہمارے لیے سایہ رحمت ہے کہ اس کی پناہ میں ہم اپنی

مذہبی رسومِ آزادی سے بچا لیتے ہیں۔"

اسی ۱۹۸۶ء میں شریعت بل کے خلاف شیعہ نے ایک دلیل یہ بھی دی کہ اس کے نفاذ سے

ہماری وہ رسوم اور حقوق ختم ہو جائیں گے جو انگریزوں نے دیئے تھے: جو اعمال و رسوم قرآن و سنت

فتویٰ اہل بیت سے ثابت نہ ہوں بلکہ خود ساختہ بدعت اور شرعاً ممنوع ہوں۔ ان کے جواز کی سند غیر مسلموں سے لینا اور پھر ان پر مسلمانوں سے لڑنا جھگڑنا، کفر کی حمایت نہیں تو کیا مسلمانوں سے وفاداری ہے؟

تاریخ پاکستان ۲۶۔ انگریزوں کے خلاف صدی بھر سے صرف سنی مسلمانوں کی جنگ آزادی جب کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی اور انگریزوں نے وطن چھوڑنا چاہا تو مسلمانوں کی غالب اکثریت نے فخر پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنی رولاداری اور بے تعصبی سے یہ سوال مہرگز نہیں اٹھایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کس خاندان اور مذہب کے والہ ہیں۔ چنانچہ معمار پاکستان، مفسر قرآن، خلیفہ ہند مولانا شبیر احمد عثمانی اور ہزار کتابوں کے مصنف حکیم الامت مولانا شرف علی تھانوی دیوبندی نے اہل سنت کے شیخ سے اپنے لاکھوں شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ چنانچہ تمام سنی پشاور تک طوفانی دوروں سے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں قائل کیا۔ تبھی تو ۱۹۴۷ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی پھر بریلوی مکتبہ فکر نے بھی بنارس کانفرنس کر کے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اگر علمائے دیوبند اور مذہبی گروہ کی تائید نہ ہوتی تو پاکستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ عام پردیگندہ یہ ہے کہ پاکستان کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم المتوفی ۱۹۳۷ء نے پیش کیا اور ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے بعد مسلم لیگ نے مطالبہ اور تحریک شروع کی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ تصور انگریزوں سے صد سالہ جنگ لڑنے والے گروہ کے بوریائشیں نے پیش کیا۔

تعمیر پاکستان اور علماء ربانی صلی اللہ علیہ وسلم پر منشی عبد الرحمن لکھتے ہیں: "جون ۱۹۲۸ء میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا عبد الماجد دریا آبادی تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ کی مدت میں حاضر ہوئے تو مولانا شرف علیؒ نے یہ فرمایا: "دل یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر اسلامی حکومت ہو سارے قوانین وغیرہ کا اجرا احکام شریعت کے مطابق ہو۔" پھر ۱۹۳۸ء میں فرمایا: "میان شریعت و ہوا کا رخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ ص ۶۴۔ میں نے جو اعلان کیا ہے اس میں مسلم لیگ کی حمایت کی ہے اور میں مسلم لیگ کا حامی ہوں۔

(اسعد الابرار ص ۱۲) از مولانا ابراہیم الحق حق، بحوالہ اظہار العیب ص ۲۴، مولانا سرفراز خان صفحہ ۵۴

انہی عدالت کے صدر میں کراچی میں مولانا عثمانی کو اور ڈھاکہ میں مولانا احمر سلمیٰ کو پاکستان کی پرچم کشائی کا اعزاز بخشا گیا اور یہ دونوں دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز سپوت تھے اور حکیم الامت مولانا شرف علی تھانوی کے خاص ساتھی اور معتقد تھے۔ اس لیے کسی بھی گروہ کا بار بار یہ طعنہ دینا کہ دیوبند مخالف پاکستان یا کانگریسی ہیں۔ ایک بددیانتی اور غلیظ جھوٹ ہے۔ جو طبقہ مخالف تھا وہ مسلمانوں کو پاکستان کا مخالف مہرگز نہ تھا وہ سب ملکِ ہند کو اپنا وطن جانتا تھا۔ وہ چاہتا تھا تقسیم ملک نہ ہو بلکہ دہلی ہی حسب سابق مسلمانوں کا دارالسلطنت ہو جن سے انگریز غاصب نے اقتدار چھینا تھا اور اب انہوں نے ہی غاصب کو جنگ کر کے نکالا تھا۔ یہ جذبہ ملک سے محبت کی دلیل تھی جیسے اب ہم تقسیم پاکستان کا تصور نہیں کر سکتے اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر افسوس کرتے ہیں۔ اس منفی تصور نے اگر کوڑا نڈین مسلمانوں کو وہاں تھخہ دیا ہے اور لوک سبھائیں وہی علما ان مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ورنہ ان کو وہاں کون رہنے دیتا۔ پاکستان تو ان کا تحفظ نہ کر سکتا تھا۔

اب اس فضول بحث کہ فلاں مخالف تھا فلاں موافق، کو ختم کرنا چاہیے۔ یہاں کے سبھی باشندے پاکستان کے وفادار شہری ہیں سب کو امن سے زندگی گزارنے کا حق ہے ورنہ ایکسکنے والا کہہ سکتا ہے کہ شیعہ تاریخ گواہ ہے انہوں نے کفر و اسلام کی ٹکڑیوں میں کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا برصغیر میں بھی انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور تحریک ریشمی رمال وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کوئی قربانی نہ دی بلکہ تقیہ و جاسوسی کا کردار ادا کرتے رہے تحریک پاکستان میں بعض شیعہ وکیلوں اور علماء نے اس لیے شرکت کی کہ حسن اتفاق سے وہ قائد کو اپنا ہم پیشہ اور ہم مذہب سمجھتے تھے۔ کامیابی پر انتظامی کلیدی آسامیوں پر پہنچنا مقصود تھا۔ پاکستان بننے پر ان کو وہ حاصل ہو گیا۔

لیکن سنی مسلمانوں کا مقصد صرف اسلامی حکومت کا قیام اور نفاذ شریعت مصطفیٰ علیہ السلام تھا قائد اعظم کو شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن وہ کٹر مذہبی اور فرقہ پرست نہ تھے۔ سیکولر ذہن رکھتے تھے۔ مولانا عثمانیؒ نے ترجمہ قرآن پڑھا کر ان کا ذہن اسلامی بنادیا تھا پھر وہ برابر مسلمانوں کو تفریق میں قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کے نظام کا حوالہ دے کر اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اب علماء اہل سنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا قانونی حق

ہے شیعہ کی مخالفت غیر قانونی اور نظریہ پاکستان کو ختم کرنے والی ناجائز حرکت ہے وہ شریعت کا قانون نافذ ہونے دیں اور بینک لار تمام بین الاقوامی دساتیر کے مطابق اکثریت کی فقہ کو بننے دیں۔ ہاں اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی بات ضرور کریں مگر اپنی ساخت اور جھگڑے انگریز کی نسبت نہیں۔ بلکہ خالص قرآن و سنت اور حضرت علیؑ و جعفر صادقؑ کی تعلیمات کے حوالہ سے۔ ہم علماء اہل سنت دیوبند ضمانت دیتے ہیں کہ شیعوں کو تعلیم اہل بیتؑ پر مبنی حقوق یقیناً مل کر رہیں گے۔

۲۷۔ میں اپنی ملکی بات میں دور چڑا گیا۔ مناسب نہیں جانتا کہ پاکستان میں شیعہ کو دار پر روشنی ڈالوں ورنہ ہر کسی کو پتہ ہے کہ سکندر مرزا راضی اپنی ایرانی بیوی کے ایما پر بلوچستان کی داؤ بھارت کہاں کر رہا تھا کہ صدر ایوب خان مرحوم نے بروقت ملک سنبھال لیا۔ ۱۹۷۱ء کے انتخابات کے بعد ”ادھر ہم ادھر تم“ کا نعروں لگا کر مشرقی پاکستان کو کس نے الگ کیا۔ پھر مے نوش یحییٰ خان راضی نے فوجی ایکشن کے ذریعے لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کر کے ہمیشہ کے لیے ہم سے الگ کر کے بنگلہ دیش کیسے بنا دیا؟ اور اب زکوٰۃ و عشر کا انکار کر کے نفاذ اسلام و شریعت بل کی ڈٹ کر مخالفت کون کر رہا ہے۔ روسی کمیونسٹ نظام اپنانے اور خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں کون دے رہا ہے؟ یہ صرف سبائی فرقہ ہے جو اپنے اس طویل تاریخی سفر میں ہر منزل پر مسلمانوں کا رہنما ثابت ہوا ہے۔

بمدرد اور عامی کبھی نہیں رہا۔ اس لیے ہمیں حالیہ ایرانی شیعہ انقلاب اور شدید کشت و خون پر اور اسے دیکھ کر ہمیں ہرگز ہراسہ نہ آئے۔ بلکہ وہاں پر کچھ تعجب نہیں۔ ہلاک و فساد اور تیمور کو اپنا ہیرو ماننے والے خمینی پرست مسلمانوں کی یہی خدمت کر سکتے ہیں۔ کاش بھلائی بھولی بھالی بھیڑیال مسلم قوم کو سمجھ بھتیجی ہو؟

انقلاب ایران پر ایک نظر | ایران کا انقلاب تاریخ کا ایک عجیب العقول واقعہ ہے ایک بورجوازی نے ایک شہنشاہ کا تختہ الٹ دیا اس

محافظ سے ایرانی عوام کی جدوجہد اور آیت اللہ خمینی اپنے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ اس پر اہل قلم نے مثبت و منفی بہت کچھ لکھا ہے اور جب تک ظلم سے خون کی ندیاں بہتی رہیں گی ان کی روشنائی سے یہ داستان کشت و خون مورخ لکھتا جائے گا۔

آیت اللہ خمینی ایک قد آور عالم تھے بے دین اور مغرب پرست شاہ ایران کی مخالفت کی وجہ سے ۷ سالہ جلاوطنی اور قوم سے بذریعہ کیسٹز پیام و رابطہ کی وجہ سے ان کی شخصیت اہم سیاسی بن گئی دہلیز

اقتدار پر لانے کے لیے سنی شیعہ سب ایرانی مسلمانوں نے زبردست قربانی دی بظاہر ان میں مذہب کا گڑ بیدار ہوا مغربیت بے پردگی اور لادینی کا سیلاب تھم گیا اسی وجہ سے دیندار مسلمان اس کی نشریاتی جکا چوند سے مرعوب ہو گئے اور اسلامی انقلاب کے عنوان سے دنیا کے ذرائع ابلاغ نے خوب تشہیر کی۔ حالانکہ یہ خالص شیعہ آمرانہ، درپردہ روسی مسلم کش ظالمانہ انقلاب ہے۔ ایران جا کر مشاہدہ کرنے والوں کے تاثرات اور عام اخباری بیانات کی روشنی میں مشیتِ مومنہ از ضرورے چند نقائص ہم عرض کرتے ہیں:-

۱۔ خمینی انتہا پسند اور جاہل ہیں۔ اقتدار پر اپنی ہم سفر کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ بنی صہبلاطینی پر مجبور ہوئے۔ صادق قطب زادہ قتل ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار کاظم کو کردار کشی کر کے نظر بند کر دیا۔ سات سال بعد ۱۹۸۶ء قید ہی میں وفات پا گئے عوام الناس کو ان کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ ملی حالانکہ وہ خمینی سے بڑھ کر شیعہ کے مذہبی راہنما تھے۔ اسی طرح امام خاقانی، محمد شاہی کے ۱۲ سالہ قیدی امام قمی، ۷ سالہ قیدی امام زنجانی بھی قید میں۔ حالانکہ یہ شاہ کے خلاف خمینی تحریک کے ہر بول و دست تھے محرم خمینی کے مقہور و مظلوم ہیں خراسانی خمینی سے اختلاف رکھنے والے لاتعداد علماء پس زندان اور درگور ہو گئے جس سے وہ ڈکٹیٹر بادشاہ ظالم بن چکے ہیں۔

۲۔ سیاسی مخالفت میں فوج کے بڑے بڑے افسروں، انتظامیہ کے عہدیداروں کو سینکڑوں کی تعداد میں شاہ نوازی کے الزام میں تیغ کرتا زبردست قہر میٹکی نقصان اور کاہنہ قدم ہے از روئے معاہدہ سرکاری ملازم و قہر حکومت کے وفادار ہوتے ہیں انٹرنیشنل قانون یہی ہے بعد کی انقلابی حکومت سب سرکاری ملازمین کو قتل و غارت کی سزا دے یہ کسی اسلامی، جمہوری اور شخصی حکومتوں کے ہاں بھی جائز نہیں رہی وجہ ہے کہ ایران کو اس کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اپنے سے ہر لحاظ سے بہتر صہبلاطینی سے طویل جنگ میں ایران غالب آسکا نہ پورے علاقے واپس لے سکا حالانکہ اسرائیل بھی پشت پناہ ہے۔

۳۔ سفاکی اور بے رحمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ عورتوں، بچوں کے جلوسوں پر اندھا دھند فائرنگ سے سینکڑوں ہنس مکھ چہرے لاشوں میں تبدیل کر دیئے جائیں خمینی کے قدیم قید و جلاوطنی کے ساتھی ڈاکٹر موسوی موسوی اصفہانی الشوریۃ البائتہ ۱۸۲ پر لکھتے ہیں: ”ہن کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ خمینی رحم و کرم سے بہت دور اور شر سے نزدیک ہیں اور قتل و غارت میں انھیں مزہ آتا ہے کہ نو عمر نوجوانوں کو بھی ان کی تلوار نہیں بخشی۔ چنانچہ تین ماہ کے اندر تین ہزار مسلمان نوجوان مرد و عورتیں مرگ برخمی ہو گئے۔ جرم میں تیغ کیسے گئے۔“

۴۔ تین لاکھ پاسداران انقلاب کو کرفیو آرڈر کی طرح یہ اجازت دینا کہ جو کوئی انقلاب پر ذرا تنقید کرے اسے وہیں ڈھیر کر دو اس طرح سینکڑوں علماء، طلبہ، مزدور، مجاہدین، خلق اور اہل سنت مسلمان لاکھوں کی تعداد میں تڑپائے گئے۔ یہ لینن اور ہٹلر کا شیوہ ہے۔ فوج کو حسینؑ کے نانا کی سنت برگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر موسیٰ مذکور بدترین انقلاب منہ پر لکھتے ہیں۔ خمینی نے تحریک کے دوران برسرِ قدر شاہ کے متعلق کہا: "خود قتل کرنے والے سے قصاص لیا جاتا ہے قتل کا حکم دینے والے سے نہیں سخت تعجب ہے کہ یہ بات کہنے والا اپنی حکومت کے چار سالوں میں پالیسی ہزار انسانوں کا قتل کرتا ہے جن میں بوڑھے، نوجوان، عورتیں بھی ہیں جرم صرف یہ نعرہ ہے حریت زندہ باد، استبدادیت مردہ باد۔ اس نے ہزاروں گروہوں، بلوچوں اور ترکمانوں کو اس پر قتل کرایا کہ وہ شاہ کے زمانے میں غصبِ حقوق چاہتے ہیں۔"

۵۔ اختر کشمیری کے سفر نامہ ایران کے مطابق اپنے کاسہ لیس مذہبی طبقہ کو عوام پر ایسے مسلط کرنا کہ وہ کارڈ کے ذریعے لمبی لائنوں میں لگ کر اشیائے خوردنی حاصل کریں اور کارڈ صرف وفاداری کی سند اور جان بچانے کی ضمانت سمجھا جائے اور غیر موافق محروم رہیں۔ سوشلسٹ نظام کا چہرہ ہے۔

۶۔ ایران عراق جنگ کو صرف صد اور انا کی وجہ سے طول دینا، لاکھوں افراد کو آگ میں جھونکنا، اسلامی ائمہ کیٹی، اسلامی ممالک، غیر جانبدار ممالک، سلامتی کونسل کسی کی بھی بات نہ ماننا اور صبح پر آلودہ نہ ہونا بلکہ ہر ۱۵-۲۰ دن بعد تازہ خوزیر عراق پر حملہ کرنا حالانکہ وہ صلح کی بارہا اپیل کر چکا ہے۔ سفاکی اور درندگی ہے۔ قرآن کے قطعی خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے: "صلح بہتر ہے" (نسا) "مومن بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں کے درمیان صلح کرادو" (حجرات) "دشمن صلح چاہے تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو" (انفال) "کسی قوم سے دشمنی تمہیں بے الفانی پر آمادہ نہ کرے تم صلح کر دو یہی تقویٰ کی بات ہے" (ملئہ)

۷۔ ایرانی آئین میں مذہب شیعوہ کو مکاری مذہب قرار دینے پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن ہم فیصلہ اہل سنت کے باطل مذہبی حقوق چھین لینا بے الفانی ہے۔ تہران میں دس لاکھ سینوں کو مسجد بنانے کی اجازت تک نہ ہو شیعوہ امام ہی جو سب سے صوبوں میں زبردستی امام بن جائے۔ بلوچستان وغیرہ اکثریتی صوبوں میں اکثر شیعوہ مقرر کر کے بچوں کو مذہب برگشتہ کیا جائے مکاری ملازمتوں میں سنی تھانیدار و کپتان تک نہ ہو۔ پارلیمنٹ میں ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو وہ اپنا مذہبی لٹریچر نہ خود چھاپ سکیں نہ پاکستان و ممالک عرب سے گواہیں خلفاء راشدینؑ کی مدح اور مذہبی تبلیغ میں آزاد نہ ہوں یہ اسلامی حکومت کا کام نہیں۔

۸۔ جو سنی مسلمان اپنے مذہبی حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج کریں ان کو بغاوت کے سبب پھانسی دے دیے جیسے بیس ہزار کے قریب کردوں کو مارا گیا۔ ایرانی بلوچستان اور زاہدان میں رمضان شریف تک میں بمباری ہوئی۔ ایران کے ایک عالم دین راقم کو لاہور جولائی ۱۹۸۵ء میں ملے تو بتایا: ہمارے جوان یا قتل ہو چکے ہیں یا قید میں ہیں۔ صرف بوڑھے اور عورتیں گھروں میں ہیں۔ میں نے کہا پتہ دیجئے میں اپنی تصانیف کا سیٹ بھیجوں گا فارسی میں ترجمہ کروا کر اپنے صوبے میں پھیلا دینا وہ بھرائی آواز میں کہنے لگے ایسا ہرگز نہ کریں۔ میری شامت آجائے گی۔ ہم مذہبی کتاب نہ خود چھاپ سکتے ہیں نہ باہر سے منگوا سکتے ہیں۔

۹۔ یہ خاص شیعوہ انقلاب ہے۔ امام خمینیؑ کو متعصب شیعوہ عالم ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب "کشف المرآۃ" میں صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدینؑ پر جگہ جگہ زہر اگلا ہے اور ان پر تبرک کے مخالف قرآن کے جملے آہاتا لگائے ہیں۔ یہ وہ حالات نقل کر کے قارئین کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ مختصر یہ کہ وہ صفوی دور کے انتہائی بدزبان مصنف ملا ہاقر علی مجلسی کے مقلد ہیں اس کی تبرہ صحابہ پر مشتمل کتابوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں جسکے فحش حوالے راقم نے اپنے رسالہ فقہ جعفریہ اور مسلمان اور تحفہ امامیہ اور عقائد الشیعہ وغیرہ میں دیئے ہیں۔

خمینی کے ایسے اقوال تسلیم کرنے سے بقول مولانا غفاری قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب ہوتی ہے۔ رسول پاکؐ پر نااہلیت کا الزام آتا ہے۔ قرآن مجید قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اس پر ایمان نہ ہو جاتا ہے سب سنگین ترین بات یہ کہ خمینی کی یہ باتیں اسلام اور رسول خدا کی صداقت کو مشتبہ اور مشکوک بنا دیتی ہیں۔ بلکہ خمینی نے رسول اللہ کی بعثت کی ناکامی کا صاف اعلان کیا ہے۔

امام مہدی کی ولادت کے موقع پر یہ کہا ہے: "امام زمان معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دنیا کو بدل دے گا یہ وہ فریضہ ہے کہ جس میں پیغمبر اسلامؐ بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر جمائے نبی کے لیے جشن مسلمانانِ عالم کے پر عظمت ہے تو جشن امام زمان تمام انسانیت کے لیے عظیم ہے میں ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے ماورا ہیں۔ میں ان کو اول نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے۔" (درجہ تہران ٹائمز ص ۲۹ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)۔ حالانکہ یہ کھلم کھلا کفر ہے۔

ایک بیان میں یہ کہا کہ میرے جانباز صحابہ رسول سے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں۔ صحابہ رسول تو جنگوں میں بھاگ جاتے تھے اور میرے جاں نثار ساتھی ہزاروں کی تعداد میں جانیں قربان کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

خمینی اپنے ائمہ کو تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ مقربین سے افضل بتاتے ہیں

ومن سروريات منهن ان لا تمتنا بهما مذهب شيعه كايه بني لادي اور ضروري عقيدہ ہے
مقاماً لا يبلغه ملك مقرب ولا نبي كرهلے ائمہ کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ اس تک کوئی مقرب
مہرسل۔ فرشتہ اور نبی مرسل در رسول اللہ بھی نبی مرسل ہیں انہیں
(الحکومت الاسلامیہ ملکہ) پہنچ سکتا۔

ان تمام باتوں سے شیعہ اور امام خمینی کا اپنا ایمان و اسلام ثابت نہیں ہوتا تو ان کا انقلاب اور نظام
حکومت کیسے اسلامی کہلائے۔ بلا دلی اور گواہوں کے مقررہ وقت کے لیے کسی عورت سے جنسی
معاملہ متعہ کہلاتا ہے جو شیعہ مذہب کا سب سے بڑا کارنوا بل ہے لیکن یہ اتنا حیا سوز اور قاتل غیرت ہے
کہ مذہب شیعہ پر بنیاد اراغ ہے اسی لیے بعض شیعہ اسے جزو مذہب ماننے سے ہچکچاتے ہیں۔ (الارنجف)
لیکن خمینی، تحریر الوسیلہ میں متعہ کے متعلق وہ صفحات سیاہ کرنے کے بعد ایرانیوں کے کردار کو سیاہ کرتے ہیں:
يجوز التمتع بالزانية على كراهة خصوصاً بدکاروں سے متعہ کرنا ناجائز ہے مگر اگر بہت کم خاصہ خصوصاً
وكانت من العواهر المشهورات بالزنا۔ (تحریر الوسیلہ ص ۲۹۲) جب کہ وہ شہور پیشہ و رطائف ہو۔

اور حضرت عمرؓ کے متعلق خمینی کہتا ہے۔ عمرؓ نے متعہ کے حرام ہونے کا جو اعلان فرمایا وہ ان کی طرف
سے قرآن کی مرتجح مخالفت اور ان کا کافرانہ کردار و عمل تھا۔ معاذ اللہ۔ تبصرہ: حضرت عمرؓ نے تو
کتاب و سنت سے حرمت متعہ والا آرڈیننس جاری فرمایا تھا لیکن کیا کریں متعہ باز کو جب شیعہ اپنے ائمہ و
رُسول کے برابر دیکھتے ہیں۔ تو وہ عمرؓ کو گالیاں کیوں نہ دیں شیعہ کی قدیم مستند تفسیر منہج الصادقین
ص ۱۶۱ میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ امام حسینؑ کا درجہ
پائے گا اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔ (معاذ اللہ) اور جو پانچ دفعہ کرے
یا ہمیشہ کرے تو..... ؟

۱۰۔ علامہ خمینی کو چاہیے تھا کہ وہ انقلاب برپا کرنے کے بعد عالم اسلام سے دوستانہ تعلقات
بڑھاتے اور اپنے وقار و حدود انقلاب میں اضافہ کرتے لیکن شدید شیعہ تعصب کی بنا پر اپنا جذباتی
توازن برقرار نہ رکھ سکے۔ ہر اسلامی ملک کی کردار کشی اپنے ذرائع ابلاغ سے شروع کر دی جن جن
علماء اور مندوبین کو انقلاب کی سالگرہوں پر بلایا سب کو اپنے اپنے ملک میں بغاوت پھیلانے اور

ایرانی انقلاب برپا کرنے کا وعظ کیا۔ تیل کی آمدنی کا ہر احد اس غنڈہ گردی اور سازشی کارروائیوں
کے لیے وقف کر دیا۔ پاکستان کے خلاف خوب زہر افلا، انڈیا کی حمایت کی سعودی عرب اور دیگر ملک
عربہ کے خلاف وہ تیز و تند پروپیگنڈہ لیا اور مسلمانوں کو ان کے خلاف ابھارا۔ گویا سب بڑے یودی
اور کافر معاذ اللہ یہی ہیں۔ عراق میں اپنے لکھنؤں کے ذریعے بغاوت کرائی۔ نتیجہ عالم اسلام پر
جنگ مسلط ہو گئی۔ پاکستان کے شیعوں کو تھپکی دی کہ ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ کر شیعہ انقلاب
برپا کرو۔ چنانچہ ان وطن فروش بزرگواروں نے ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے اور زکوٰۃ و عشر
اور شرعی جہد کا انکار کر کے اسلام اور پاکستان کی خوب رسوائی کی مگر خمینی کے منظور نظر بن گئے اور اب
تک ایرانی تیل اور ملک کی بنیاد پر نفقہ جھریے کے مطالبات کی آڑ میں بڑے بڑے جلسے، جلوس نکال
کر، دھمکیوں اور خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ غضب یہ ہے کہ ۶ مئی ۱۹۸۵ء میں پاکستان کے
مرکزی پارشروں میں شیعہ احتجاج کا پروگرام بنا۔ کوئٹہ میں ایران کی مسلح مداخلت اور اسلحہ سے بھرے
ہوئے فوجوں کی گرفتاری، طشت از بام ہو گئی۔ پولیس پر بے پناہ ظلم ہوا کہ لاتعداد سرکٹ کر درختوں
پر لٹکائے گئے۔ فوج آئی، دن بعد حالات قابو میں آئے۔ ۲۳۰ ایرانی غنڈہ گردوں کو مقدمہ چلائے
بغیر ایرانی حکومت کے حوالے کیا گیا اور مقامی مجرموں کو زندان میں ڈالا گیا۔ وزیر داخلہ نے سب کچھ بتایا
تھا۔ لیکن انتظامیہ نے اس بغاوت کا کچھ نوٹس نہ لیا بلکہ طوٹ ہزارہ قبیلہ کے ایک اہم فرد کو بلوچستان
کا گورنر بنایا گیا۔ مقدمات داخل دفتر ہو گئے۔ پولیس کی گردنیں کاٹنے والوں کو سولی کی سزا کی جاتی وہ
تو برکاری مہمان تھے۔ اب اپریل ۱۹۸۶ء میں شیعوں کے احتجاج یا دباؤ سے باعزت بری کر دیئے گئے۔ انا اللہ الخ۔

۱۱۔ یہ انقلاب اسلام سوز اور مسلم کش صیہونی انقلاب ہے۔ ایک عالم بردار ایرانی بزرگ کہتے ہیں:
ایران کے قائد انقلاب کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا خدا کے نام کے بعد صرف
ان کا نام لینے کی تعظیم دینا، اقوال رسول اور اقوال امیر علیہ السلام کی جگہ قائد انقلاب کے اقوال لکھنا
پڑھنا، بولنا، سننا اور سنانا، کلمہ اسلام کے دوسرے جزو کو مٹا کر بھیخیر اسلام کے نام نامی ایم گرامی
کی جگہ قائد انقلاب کا نام لینا اور اس طرح ایک نیا کلمہ وضع کرنا لا الہ الا اللہ الامام الخمینی
حجة اللہ) اپنے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا عالم اسلام کے موجودہ نقشے کھینچنے
کے لیے جدوجہد کرنا، کعبۃ اللہ پر قبضے کے لیے لوگوں کو تیار کرنا اور اس عمل کو جہاد کا نام دینا تمام

مسلم سربراہان حکومت کو کافر قرار دے کر ان کا تختہ الٹنے اور ان کی حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے قوم کو آمادہ کرنا، مسجدوں میں کیمبرے نصب کرنا، تصویریں اتارنا اور اُتروانا مسجدوں میں جوتوں سمیت جانا اور محراب مسجد میں تصویریں بنانا یا چسپاں کرنا، مسجدوں میں بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا، اپنے مخالفوں کو کافر کرنا کی قبریں اکھاڑنا اور لاشوں کو غیر مسلموں کے قبرستانوں میں ڈالنا، اختلاف رائے کا اظہار کرنے والوں کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا، شہریوں کا رزق درباری مولویوں کے ہاتھ میں دے دینا۔ اشیائے ضرورت کی راشن بندی کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بازاروں میں لانا اور قطاروں میں کھڑا کرنا، زنا جیسی قبیح بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا۔ ولدیت کی جگہ اسم مادر کو لازم قرار دینا، کمسن اور معصوم بچوں کو قتل کرنا، جھوٹے الزامات اور تہمتیں تراش کر انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا، نمازیوں کی جماعت پر صرف اس لیے گولی چلانا کہ وہ سرکاری مولویوں کی اقتدار میں کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار جیسے امام برحق کو منافق کہہ کر نظر بند کرنا قائد انقلاب کی تصویر کی پوجا کرنا۔ دہرین شریفین میں اس بت کی نمائش کرنا، ان کے سامنے ان کے نام کا کلمہ پڑھنا اگر یہ اسلام ہے تو بتاؤ ضد اسلام کیا ہے۔ یہ اسلامی انقلاب ہے تو صیہونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟ (بروایت اختر کاشمیری از آتش کہہ ایران ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)۔

۱۲۔ ایران اسرائیل سے اسلحہ لے کر عالم اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اعتراف کیا کہ اسرائیل نے عرب دشمنی کی بناء پر ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کا سمجھوتہ کیا ہے۔ مگر اسرائیلی قانون انھیں اس سمجھوتے کی تفصیلات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے وہ کسی خبر کی تردید یا تائید کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

۲۔ ایران کے سابق صدر نے کہا کہ انھوں نے حکومت ایران کو اس معاہدہ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور یہ بھی کیا تھا کہ ایران کو اسرائیل سے اس قسم کا معاہدہ کرنے کے بجائے عربوں سے تعلقات استوار کرنے کی ضرورت ہے لیکن امام خمینی نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے حکم پر حکومت ایران نے اسرائیل سے معاہدہ کر لیا۔

۳۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو پیرس کے ایک جریدے "زیت" نے اپنے نمائندہ خصوصی

مقیم تہران کا جوتو سبٹالغ کیا اس میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ اسرائیل کے سول اور فوجی ماہرین کا ایک وفد تین دن کے دورے پر تہران آیا۔ اس وفد کا مقصد ایران کی دفاعی ضروریات کا اندازہ لگانا تھا تاکہ ایران کو اس کی ضرورت کے مطابق امریکی اور اسرائیلی ساخت کے پرزے اور دوسرا سامان جنگ فراہم کیا جاسکے۔

۴۔ ۲ نومبر ۱۹۷۹ء کے اخبار آبرور میں تہران کے مکتوب نگار نے لکھا ہے کہ عراق سے جنگ کے لیے اسرائیل نے ایران و سعودیہ کے درمیان شہر کی بند کالہ جوں کے بھیجے جاری مقہر میں اسلحہ فراہم کیا ہے۔

۵۔ ۳ نومبر ۱۹۷۹ء جرنی کے اخبار ڈی ویٹ میں جو تفصیلی خبر شائع ہوئی اس کے آخر میں یہ ہے کہ اسرائیل نے یہ سلمان پوری راستے سے ایران کو پہنچایا۔ نیز اسرائیل ایران کو سامان جنگ مہیا کرنے کا یہ سہ جاری رکھے گا۔

۶۔ ایران اسرائیلی مصلحت کی خبر جب دنیا بھر میں پھیل گئی تو ۲۱ جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیل کے اس سالہ معارف نے لکھا کہ ایرانی حکومت نے اسرائیل سے براہ راست اور مختلف ایجنسیوں کی وسط سے مختلف انواع اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی ہے، اور بڑی مقدار میں فاضل پرزے بھی منگوائے ہیں۔ (جوالہ آتش کہہ ایران ص ۹۹، ص ۱۰۰ از اختر کاشمیری)

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب پر صرف اسلام کا نام اویسل ہے ورنہ آغاز و انجام میں کیسے اسلام پر عمل نہیں۔ ڈاکٹر موسیٰ اصفہانی نے کیا خوب تبصروں فرمایا ہے:

صلی و صام لا امر کان یطلبہ لما قضی الامر مصلی و لا صاماً حصول مطلب تک تو نماز روزہ کی پابندی کی اور مطلب پورا ہو چکنے کے بعد سب کچھ فراموش کر دیا۔ ۱۳۔ ایرانی انقلاب امریکہ کے خلاف روس کے ایما پر ہوا۔ حقائق ملاحظہ ہوں:

۱۔ انقلاب ایران کا انداز نظم طریق ضبط، طرز رفتار کمیونسٹ انقلاب کے مشابہ ہے خمینی کے اقوال کی تشبیہ تصویریں کا پیلاؤ، مختلف قوتوں کا گھیراؤ، کتابوں اور کیسٹوں کی بھرمار اور خود خمینی کا سیاہ و سفید کا ملک ہونا، کمیونسٹ انقلاب کی علامت ہے یہ منصوبہ بندی کیونسٹ دماغ کی ہے اور وہی یہ گالی چلا رہا ہے۔ ۲۔ انقلابی حکومت نے روس نواز دود پاشی سے اتحاد کر رکھا ہے یہ مملوٹ حکومت روس سے

خفیہ رشتہ کی علامت ہے۔

۳۔ جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک زوروں پر تھی اور انقلاب ایران کے دروازے پر کھٹکا تھا اس وقت روسی افواج ایران کی رگ حیات سے زیادہ قریب تھیں۔ چنانچہ تاشقند کے ایک مبصر سٹرڈیم نے شمت اپنی کتاب "یودی جنگ سے پہلے" میں لکھتے ہیں: "ایران میں جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک شروع ہوئی تو روس نے ایران سے ملنے والے مسلم علاقوں میں اتنی فوج جمع کر رکھی تھی کہ ان مسلم علاقوں میں مارشل لا کے نفاذ کا گمان ہوتا تھا۔"

۴۔ جنین ہیکل کے بقول جب شاہ نے روسی سفیر سے پوچھا تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟ سفیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ شاہ رات کی تاریکی میں ملک چھوڑ گیا جب امام خمینی ایران میں داخل ہوئے تو استقبالیہ ہجوم میں، لینن اور ٹرائسکی کی کتابیں مارکسی تعلیمات کی گائیڈ بکس اور کمیونسٹ لیڈروں کی رنگارنگ تصویریں تقسیم ہوئیں۔ خمینی نے اس سرخ شاہی استقبال کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا ہاں جب خمینی نے ایران کا انتظام سنبھال لیا تو ۱۹ نومبر ۱۹۷۹ء کو جناب برٹنیف کا یہ انتباہ نشر ہوا: "اگر امریکہ نے ایران میں کوئی مداخلت کی تو روس اس کا رروائی کو اپنی سلامتی کے خلاف سمجھے گا۔" افغانستان میں روسی فوج کا بڑا حصہ آج بھی ایرانی سرحد پر موجود ہے یہ خاموش رابطے فوجوں کا اجتماع امام خمینی کا استقبال تو وہ پارٹی سے سیاسی اختلاط۔ ایران کے خلاف کارروائی کو روس کا اپنے خلاف سمجھنا ہے۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

قارئین کرام! تاریخ شیعہ ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تھا لیکن موجودہ حالات میں اپنی قوم و ملک کے تحفظ کے لیے اس فرقہ کی قدیم و جدید تاریخ مرتب کی ہے ان لوگوں نے ہمیشہ غیر مسلم کیمپ سے مسلم کیمپ پر حملے کیے ہیں یا جاسوسی کی ہے براہ کرم ایم۔ آر۔ ڈی یا پی۔ پی۔ پی کے راہنماؤں اور حکمرانوں پر واضح کر دیں کہ ان لوگوں کا تحفظ ضرور کریں لیکن ان پر اعتماد کر کے سیاست اور کلیدی آسامیاں ان کے حوالے کریں نہ ان کے پروپیگنڈے اور مطالبات، ایچی ٹیشن سے متاثر ہوں نہ ایرانی انقلاب کو پسند کریں۔ سوائے اس کے کہ شیعوں کو وہی حقوق پاکستان میں دیں جو ایران نے سنیوں کو دیئے ہیں۔ والسلام

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُعَذِّبُكُم بِالْعَذَابِ إِنَّهُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن قُولُوا إِنَّمَا أَصَابُوا بِغِلَظِ الْعَذَابِ وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ
شعروں میں جو عذابوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعوں کو مارا
القرآن، پل

صدیق اکبر یار غار، فاروق عظیم جانشین عثمان غنی علی حق کے شعار سببان کو حق چلایا

عقائد الشیعہ

(شیعہ مذہب کے مسئلے)

○

مذہب شیعہ کے متعلق بہترین و مستند معلوماتی رسالہ

وجہ تالیف

اسلام کے دشمنوں کے ہیں علانیہ کفار اور ماریتین مسلم مخالفین کو قرآن پاک نے منافقین کا لقب دیا ہے۔ ارشاد ہے: ”اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (پہ ۲۰ ع ۲۰) نیز فرمایا ”کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز مومنین نہیں خدا اور مسلمانوں کو (تقیہ اور کفر) دھوکہ دے رہے ہیں (پہ ۲ ع ۲) خدا نے انکی نشانی صحابہ دشمنی، اصحاب رسولؐ سے حسد، اپنے آپکو مغرور اور صحابہ کرامؓ کو ذلیل جاننا بتائی ہے (سورۃ منافقون پہ ۲۸)

اس رسالہ میں آپ اسی گروہ کے اسلام سوز عقائد پر ہیں گے جو انکی سرے سے مغفرت کا اصول کافی خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی کی تالیفات اور قائد ایرانی شیعہ انقلاب علامہ خمینی کے افکار سے ماخوذ ہیں ان عقائد کفریہ کا مطالعہ آپ پر یقیناً بار خاطر بھی ہوگا لیکن چونکہ وہ جسد ملی کا رستہ ناسور ہیں ”وحدت اسلامی“ کے پرفریب نعرہ سے مسلم قوم کو مسلا کر اسے تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ایرانی انقلاب کا ایک ایک دن اسماعیل صفوی، تیمورنگ ہلاکو خان ابن علوی اور مختار دمعزالدولہ کی مسلم کشی کا نمونہ ہے، ہماری صحافت، سیاست حکومت بیورد کر لیں اور عام تعلیم یافتہ مسلمان بھی ایرانی انقلاب کے بعد ان کے ”داؤ تقیہ“ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ ایسے رسالہ کے ذریعے ملک و ملت کے وفادار علماء، سیاستمدان، افسران اور عام مسلمان اس گروہ کے سیاسی مذہب و نظریات کا بغور مطالعہ کریں عشرہ محرم میں ہر سال فسادات اور مسلم کشی کو بند کر لیں، قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کا نظام اسلام قائم کر کے اپنے دین اور ملک کو بچائیں۔ قرآن و سنت کے نشتر سے اس ناسور کا اپریشن ہی دائمی مصیبت کا خاتمہ اور ملک و ملت کی سلامتی کا سرچشمہ ثابت ہوگا۔ اگر سب/انگریز کا خود کا شتہ پودا کاٹنے سے پاکستان صحیح و سلامت قائم ہے تو ایرانی تیل سے آبیار خاردار بوٹا اکھاڑنے پر بھی پاکستان کو انشاء اللہ گزند نہیں پہنچے گا۔ رسالہ کے آغاز میں صحیح اسلامی نظریات کے بعد اسماعیلی اور اثنا عشری شیعہ عقائد کا خود انکے قلم سے تقابلی مطالعہ ہمارے سامنے کی تصدیق اور جان ہے اللہ تعالیٰ آپکو قومی تقاضوں کے مطابق ملک و ملت کے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فہرست عقائد الشیعہ

صحیح اسلامی عقائد، اسماعیلی شیعہ کے عقائد، اثنا عشری شیعہ کے فروع دین و عقائد

صفحہ نمبر	توحید کے متعلق عقائد	صفحہ نمبر
۱۵	مسئلہ ۱۲ - حضرت علیؓ اور حضورؐ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ معاذ اللہ	۲۶
۱۷	۲ - خدا ہر چیز کا خالق نہیں	۱۷
۱۸	۳ - خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے	۱۸
۱۹	۴ - خدا دوست و دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا معاذ اللہ	۱۹
۲۰	۵ - خدا اصحاب رسولؐ سے ڈرتا ہے	۲۰
۲۱	۶ - خدا غیر عادل اور مظلوم ہے	۲۱
۲۲	۷ - آئمہ خدائی صفات میں شریک ہیں	۲۲
۲۳	۸ - خدا حسد والی ہیں بھی وحدہ لا شریک نہیں	۲۳
۲۴	۹ - انبیاء آئمہ سے درجہ میں کمتر ہیں معاذ اللہ	۲۴
۲۵	۱۰ - رسول اللہؐ بھی بارہ اماموں سے افضل نہیں معاذ اللہ	۲۵
۲۶	۱۱ - انبیاء میں اصول کفر ہوتے ہیں	۲۶
۲۷	۱۲ - امامت کا کلمہ الگ ہے	۲۷
۲۸	۱۳ - امامت کے نام سے نبوت جاری ہے	۲۸
۲۹	۱۴ - بارہ امام رسولؐ بھی ہیں معاذ اللہ	۲۹
۳۰	۱۵ - بارہ اماموں پر وحی آتی ہے	۳۰
۳۱	۱۶ - آئمہ مستقل بارہ آسمانی کتابیں رکھتے ہیں معاذ اللہ	۳۱

- مسئلہ ۲۳۔ آئمہ بعیت و نذیرین معاذا اللہ ۳۷
- ۲۳۔ بارہ آئمہ تمام انبیاء و رسول سے افضل ہیں معاذا اللہ ۳۸
- ۳۴۔ آئمہ پیدائشی چاروں آسمانی کتابوں کے حافظ ہوتے ہیں ۳۹
- ۲۵۔ آئمہ اپنی حکومت میں یہودی نظام قائم کریں گے معاذا اللہ ۴۰
- ۲۶۔ عقیدہ امامت میں ایمان کی بنیاد اسرائیلی یادگار میں ہیں ۴۱
- ۲۷۔ امامت کا منکر کافر ہے ۴۲
- ۲۷۔ قرآن پاک کے متعلق عقائد ۴۵
- مسئلہ ۲۸۔ قرآن ناقص ہے اور دو تہائی غائب ہو گیا ۴۵
- ۲۹۔ اماموں کے سوا قرآن جمع کرنے والے کذاب ہیں ۴۶
- ۳۰۔ اماموں نے اصلی قرآن چھپا ڈالا ۴۷
- ۳۱۔ قدیم و جدید تمام شیعہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں ۴۸
- ۳۲۔ قرآن میں کفر کے ستون بھجوت افترا اور مذمت رسول ہے معاذا اللہ ۴۹
- ۳۳۔ قرآن میں ہر قسم کی تحریف ہوتی ہے وہ نقلی اور ضائع شدہ ہے ۵۰
- ۳۴۔ روایات تحریف قرآن متواتر ۵۱
- دو ہزار سے زائد اور عقیدہ امامت کی طرح واجب الایمان ہیں۔ ۵۲
- ۳۵۔ اصول کافی سے بطور نمونہ محرف آیات قرآنی ۵۲
- صحابہ کرام کے متعلق عقائد ۵۳
- مسئلہ ۳۶۔ تین کے سوا تمام صحابہ کرام مرتد ہیں معاذا اللہ ۵۵
- ۳۷۔ حضرت مقدادؓ کے سوا تین صحابہ بھی مشکوک الایمان تھے ۵۶
- ۳۸۔ خلفاء راشدین کو گالیاں ۵۷
- ۳۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ و حفصہؓ اہبات المؤمنین کو گالیاں ۵۸
- ۴۰۔ رسول خدا کے تمام سسرالی رشتہ داروں کو گالیاں ۵۹
- ۴۱۔ حضرت عقیل و عباسؓ کو گالیاں ۶۰
- ۴۲۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو گالیاں ۶۱
- ۴۳۔ حضرت فاطمہؓ کا شیطانی خواب اور الزامات ۶۲
- ۴۴۔ شیخین دشمنی میں تو بین اہل بیت بھی کمال ہے معاذا اللہ ۶۳

- ۴۔ امت رسول کے متعلق عقائد ۶۴
- مسئلہ ۴۵۔ امت محمدیہ خنزیر اور ملعون ہے معاذا اللہ ۶۵
- ۴۶۔ غیر شیعہ کنجریوں کی اولاد ہیں ۶۶
- ۴۷۔ تمام سنی ناصبی اور کتے سے بدتر ہیں معاذا اللہ ۶۷
- ۴۸۔ غیر شیعہ تمام مسلمان منافق اور کافر ہیں ۶۸
- ۴۹۔ شیعہ امامت تمام مسلمانوں کو کافر بناتی ہے ۶۹
- ۵۰۔ تمام مسلمان بدعتی کافر اور واجب القتل ہیں ۷۰
- ۵۱۔ سنی مشرکین کی طرح ہیں ۷۱
- ۵۲۔ غیر شیعہ سادات بھی کتے سے بدتر ہیں ۷۲
- ۵۳۔ اہل مکہ کافر اور اہل مدینہ ان سے گنا زیادہ پلید ہیں ۷۳
- ۵۴۔ سنی واجب القتل ہیں امام مہدی سب سے پہلے سنیوں کو قتل کریں گے ۷۴
- ۷۔ تصور اسلام کے متعلق عقائد ۷۵
- مسئلہ ۵۵۔ اسلام ظاہر داری کا نام ہے ۷۶
- ۵۶۔ ثواب اسلام پر نہیں ایمان پر ملے گا ۷۷
- ۵۷۔ ارکان اسلام میں چھٹی ہے ۷۸
- ۵۸۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ فرض نہیں ۷۹
- ۵۹۔ شیعہ اہل اسلام سے جہان مذہب رکھتے ہیں ۸۰
- ۶۰۔ مسئلہ طہارت بد شیعہ جنتی اور نیک سنی دوزخی ہے ۸۱
- ۶۱۔ عزاداری جنت واجب کردی ہے ۸۲
- ۶۲۔ شیعہ خدا کے نور سے پیدا ہوئے وہ شفیع المذنبین ہیں ۸۳
- ۶۳۔ شیعہ مذہب کے ۹ حصے چھپانا واجب ہے ۸۴
- ۶۴۔ شیعہ مذہب ظاہر کرنیوالا ذیل ہے ۸۵
- ۵۵۔ عقیدہ امامت ناقابل تبلیغ راز ہے ۸۶
- ۶۶۔ ظہور مہدیؑ تک شیعہ مذہب چھپانا امامیہ پر فرض ہے ۸۷
- ۸۔ آخرت اور جزا و سزا کے متعلق شیعہ عقائد ۸۸
- مسئلہ ۶۷۔ قیامت سے پہلے ایک اور قیامت رجعت ہوگی۔ ۸۹

صفحہ نمبر	مسئلہ ۶۸۔ امام مہدیؑ غار میں ہیں جب وہ نکلیں گے تو ۳۱۳ مومنوں کے علاوہ تمام سابق پیغمبران کی امداد کریں گے۔	۸۵
۹۵	۷۹۔ آئمہ برسر عام مذہب شیعہ کو جھٹلاتے تھے۔	
۹۶	۸۰۔ اصل مذہب شیعہ اہل اسلام اور اخلاقیات کے بھی مکمل نفاذ ہے۔	
۹۷	۱۰۔ مسلمان خواتین کی پاکدامنی کے متعلق شیعہ عقائد	
۹۸	مسئلہ ۸۱ متعہ میں ولی اور گواہ نہیں ہوتے۔	
۹۹	۸۲۔ متعہ ۷۰ حج کے برابر ہے اور متعہ باز جہنم سے آزاد ہیں ان پر انبیاء و رسل کا گمان ہوگا (معاذ اللہ)	
۱۰۰	۸۳۔ متعہ کی دلالی بھی کار ثواب ہے	
۱۰۱	۸۴۔ عیش بہار کا ثواب بے شمار ہے	
۱۰۲	۸۵۔ متعہ باز کا درجہ حسنینؑ علی و محمدؑ کے برابر ہے (معاذ اللہ)	
۱۰۳	متعہ دو ربہ بھی جائز ہے	
۱۰۴	۸۶۔ مذہب شیعہ میں زنا جائز ہے	
۱۰۵	۸۷۔ عورتوں سے لواطت اور بے فعلی جائز ہے	
۱۰۶	۸۸۔ عورت جماع کے لیے غیر مرد کو دینا جائز ہے	
۱۰۷	۸۹۔ آئمہ معصومین اپنے شیعوں میں اختلاف ڈالتے تھے۔	
۱۰۸	۹۰۔ آئمہ دو علی پالیسی رکھتے تھے	
۱۰۹	۹۱۔ آئمہ علم نجوم کو سچا مانتے تھے	
۱۱۰	۹۲۔ آئمہ جھوٹے فتوؤں سے حرام کو حلال بنا دیتے تھے۔	
۱۱۱	۹۳۔ آئمہ کا کوئی یقینی مذہب نہ تھا	
۱۱۲	۹۴۔ آئمہ رسول اللہ کی سچی احادیث کو	

صفحہ نمبر	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰	۱۰۰۱	۱۰۰۲	۱۰۰۳	۱۰۰۴	۱۰۰۵	۱۰۰۶	۱۰۰۷	۱۰۰۸	۱۰۰۹	۱
-----------	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	---

صحیح اسلامی نظریات و عقائد

از مالابدمہ، مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ۱۲۲۲ھ

○ خدائے تعالیٰ اپنی ذات صفات، کمالات حقوق عبادات افعال میں وعدہ لا شریک ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر، خدا کے علم، سمع، البصر، ارادہ قدرت، حیات اور افعال کے مشابہہ مخلوقات کی یہ صفات نہیں ہو سکتیں۔

○ ہر قسم کی مخلوقات اور بندوں کے اختیاری افعال خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ مخلوق کسی چیز کی خالق نہیں ہے۔ خدا کا قانون جاری یہ ہے کہ بندہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا اور ارتکاب کرتا ہے۔ خدا اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی اچھے برے ارادے اور طاقت کے استعمال کی وجہ سے بندہ جزا و سزا کا حقدار اور مکلف کہلاتا ہے۔

○ غیر خدا کو کسی چیز کا خالق جاننا کفر ہے اس لیے حضور نے قدریوں کو مجوسی کہا ہے جو لوگ بارہ اماموں کو بانی کائنات کا خالق اور منتظم و مستعان اور حاجت روا مانتے ہیں جیسے عام شیعہ العقیدہ اور تفویضی شیعہ خود آئمہ نے ان کو کافر کہا ہے (اعتقاد یہ شیخ صدوق)

○ خدا کسی میں حلول نہیں کرتا اور نہ کسی انسانی روپ میں ظاہر ہوتا ہے نہ اس کے نور سے کچھ شخصیات پیدا ہوتی ہیں اور نہ اس کی کوئی حقیقی و مجازی اولاد اور پدری سلسلہ ہے خدا کی اولاد اور جزا من نور اللہ ماننے والے غالی مسلمان نہیں ہیں۔

○ انبیاء کرام اور ملائکہ باوجودیکہ اشرف المخلوقات اور مقربین الہی ہیں تمام مخلوقات کی طرح کوئی علم و قدرت نہیں رکھتے مگر وہی جو خدا نے ان کو محدود علم و قدرت دیا ہے وہ بھی باقی مسلمانوں کی طرح ذات و صفات الہی پر ایمان رکھتے ہیں ذات کی حقیقت پانے میں عاجز ہیں حقوق بندگی میں خدا کی توفیق کے شکر گزار ہیں۔

○ خدا کی واجبی صفات، رزق وینا، ملنا جلانا اولاد وینا مافوق الاسباب امد و کرنا

اور سہمہ وقت ہر کسی کو دیکھنا جاننا فریادیں سننا بلائیں ٹالنا۔ میں انبیاء۔ ملائکہ اولیاء و آئمہ کو شریک ماننا یا عبادت میں شریک بنانا کفر ہے، جیسے کفار انبیاء کا انکار کرنے سے کافر ہوئے اسی طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنے اور ان کو عالم الغیب جاننے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

○ فرشتوں کو خدا کی صفات میں اور غیر انبیاء کو انبیاء کی صفات میں شریک نہ کیا جائے۔ انبیاء و فرشتوں کے سوا صحابہ کرام اہل بیت اور اولیاء اللہ آئمہ میں سے کسی کو معصوم از خطا و نسیان نہ جانا جائے

○ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درجہ میں بے نظیر و بے مثال ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لہذا صفات و مرتبہ میں آئمہ و صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی ماننا کفر ہے۔

○ نبوت اپنی صفات و لوازم کے ساتھ حضور خاتم النبیین علیہ السلام پر ختم ہے کسی بھی عنوان سے صفات نبوت کسی امام و ولی میں ماننا کفر و شرک ہے۔

○ انبیاء کا رتبہ تمام کائنات سے افضل ہے آئمہ و اولیاء اللہ کو انبیاء سے افضل ماننا کفر ہے۔

○ بارہ امام معصوم اور پانچ تن پاک خاص شیعہ اصطلاح ہے اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں، ہاں یہ حضرات اللہ کے مقبول بندے تھے۔ لیکن سادات اور خاندان رسول میں بیسیوں اور حضرات بھی کامل عالم اور اولیاء اللہ تھے اہل سنت سب سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

○ عذاب قبر برحق ہے۔ نیکوین، رب، دین اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہی سوال کریں گے۔

○ قیامت برحق ہے۔ اس سے پہلے رجعت کا عقیدہ باطل ہے ہر نیک و بد کو اپنے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ کسی شخص کا اس گھمنڈ میں رہنا کہ بخشا ہوا ہوں، فلاں بزرگ چڑا لیں گے گمراہی اور بے دینی ہے۔ مومن کو ہر وقت آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

○ قرآن شریف از الحمدنا والناں خدا کا کلام ہے بعد از رسول تا قیامت اس کا ایک ایک حرف کی پیشی سے محفوظ ہے اور رہے گا۔ جو لوگ اس میں تحریف و کمی اور انسانی دست و برد کے

قائل ہوں وہ کافر ہیں۔

○ صحابہ کرام کی عظمت برحق ہے ان کا کسی بھی عنوان سے گلہ کرنا اور غیبت کرنا حرام ہے۔
○ تمام صحابہ سے افضل مہاجرین و انصار پھر اہل رضوان واحد و بدر ہیں پھر تمام صحابہ کرامؓ سے افضل عشرہ مبشرہ اور خلفاء راشدین ہیں، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بالترتیب خلفاء راشدین اور افضل تھے اس کے برخلاف عقیدہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف بے دینی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کی خلافت بھی بعد از بیعت حسن برحق اور عادلہ تھی اس کا انکار کرنا یا آپ پر لعن کرنا ذکر غیر سے بچنے کے لیے دینی اور رخصت و تشیع کی بیماری ہے۔

○ اہل بیت گھروالوں اور خاندان رسول کے افراد کو کہتے ہیں اہل بیت المؤمنین ازواج مطہرات بنات طاہرات آپ کے داماد نواسے اور مسلمان چچے اور دیگر رشتہ دار مؤمنین درجہ بدرجہ اس میں شامل ہیں۔ ان سب کی تعظیم گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ بعض کی تعظیم اور اکثر اہل بیت سے دشمنی مسلمان کی شان نہیں ہے۔

○ اپنے دور میں حضرت علیؓ کی خلافت برحق تھی۔ غلیفہ برحق نہ ماننے میں جس نے نزاع کیا وہ باطل پر تھا جیسے خوارج و روافض، ہاں مشاجرات صحابہ میں ہم تمام صحابہ کو پاک باطن نیک نیت اور مبنی بر دین مانتے ہیں اگر ایک گروہ کے ہاں دوسرا غلطی پر تھا تو یہ انکا اپنا اجتہاد و معاملہ تھا۔ ہم کسی سے بدظنی کرنے یا غیبت و برائی سے یاد کرنے کے ہرگز مجاز نہیں۔

○ عقائد کے بعد ارکان اسلام کو فرض ماننا شعبہ ایمان ہے جو شخص نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض اور ضروری نہ جانے اور آخرت میں قابل سوال و بات پرس نہ ملنے وہ مسلمان نہیں ہے۔

○ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں عقائد اہل سنت رکھنا۔ فرائض و ارکان بجالانا محرمات سے بچنا۔ اور خدا سے خوف و رجا کا تعلق رکھنا، بدعتیں اور مشرک و بدعتیہ گروہوں سے قطع تعلق کرنا اور ان کی مذہبی رسوم و تقریبات سے بچنا انتہائی ضروری ہے دین حق کی اشاعت اور برائیتوں کے خلاف جہاد بھی حتی المقدور ضروری ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے گمراہی سے بچائے۔ و صلی اللہ علی محمد وآلہ و اصحابہ وسلم۔

آغا خانی اسماعیلی شیعوں کے عقائد

۱۵۔ میں اسماعیلی شیعوں کی طرف سے یہ نوردانی دعوت "تمام جماعت خاں اور اثنا عشری امام بائزول کو بھیجی گئی سلام ہمارا ہے یا علی مدو، اور ہمارے سلام کا جواب ہے۔ مولا علی مدو، کلمہ ہمارا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علی اللہ (علی ہی خدا ہیں)

وضو کی ہمیں ضرورت نہیں اس لیے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔

نماز کی جگہ ہر آغا خانی پر فرض ہے تین وقت کی دعا جو جماعت خانے میں آکر پڑھے پانچ وقت فرض نماز کے بدلے میں ہماری دعا میں قیام ذکر و کوع کی ضرورت نہیں ہے ہمیں قبلہ رخ کی ضرورت نہیں ہے ہم ہر سمت رخ کر کے پڑھ سکتے ہیں جس کے لیے دعائیں حاضر امام (شاہ کریم آغا خان) کا تصور لانا بہت ضروری ہے۔

روزہ تو اصل میں آنکھ کا ان اور زبان کا ہوتا ہے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہمارا روزہ سواپر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھول لیا جاتا ہے وہ بھی اگر مومن رکھنا چاہے ورنہ روزہ فرض نہیں البتہ سال بھر میں جس مہینے کا پابند جب بھی جمعہ کے روز کا ہو گا اس دن ہم روزہ رکھتے ہیں۔

زکوٰۃ کے بجائے ہم آمدنی میں روپیہ پر دو آنہ (دسوند) خود پر فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

حج ہمارا امام حاضر کا دیدار ہے (وہ اس لیے کہ زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے) ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے ہمارے صبح و شام تک کے گناہ کمی صاحب چھینٹا ڈال کر معاف کرتے ہیں ہم میں سے اگر کوئی آدمی روز جماعت خانہ نہ جاسکے تو جمعہ کے روز پیسے دے کر چھینٹا ڈلو کر اور آب شفا پی کر اپنے گناہ معاف کر سکتا ہے اگر کوئی جمعہ کے روز بھی جماعت خانہ نہ جاسکے تو مہینہ بھر کے گناہ چاند رات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلو کر آب شفا پی کر گناہ معاف کر سکتا ہے۔ ہماری

بندگی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ حاضر امام ہمیں ایک بول اسم اعظم دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۵۷ روپے ادا کرتے ہیں جس کی عبادت ہم رات کے آخری حصے میں کرتے ہیں ۵ سال کی عبادت معاف کرانے کے ہم ۵۰۰ روپے اور بارہ سال کی عبادت معاف کرانے کے لیے ہم ۱۲ سو روپے اور لاکھ نمبر پوری عمر کی عبادت معاف کرانے کے لیے ۵۰۰ روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ نورانی امام حاضر کے نور کو حاصل کرنے کے لیے سات ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں جس سے ہمیں حاضر امام کا نور حاصل ہوتا ہے۔
فدائین قیامت کے روز حاضر امام سے ہم اپنے آپ بخشوانے کا خرچہ ۲۵ ہزار روپے جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

اثنا عشری شیعوں کے ارکان فروع دین و عقائد

بالا نورانی دعوت جب اثنا عشری شیعوں کو پہنچی تو دفاق علماء شیعہ پاکستان کراچی کی طرف سے یہ جواب شائع ہوا۔ ع
ابن ہدیہ، امام معصوم کے نام سے ابتداء کی جاتی ہے۔
سلام علیکم یا اہل مومنین والمومنات
ہمارا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ
وخلیفۃ بلا فصل ہے (ماخوذ الجامع الکافی)

اصول دین (یہ عقائد ہیں علیات نہیں ہیں) توحید، عدل، نبوت، امامت (امام معصوم ہے، نبی کی طرح امام پر فرشتے آتے ہیں اور فرشتے احکام لاتے ہیں۔ صفت کے حساب سے تمام امام نبی محمد صلعم کے برابر ہیں اور تمام امام سابقہ تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں) (باب الحجۃ الجامع الکافی) قیامت سے قبل رجعت ہوگی جس میں امام مہدی تمام صحابی و تابعی (سینوں سے بدل لیں گے۔ وہ اپنے تمام قبیلے شریعت داؤدی کے مطابق کریں گے۔

فروع دین :- (یہ علیات ہیں) (۱) نماز (کوئی فرض نہیں ہے واجب ہے، انفرادی نماز

کا ثواب نماز جماعت سے زیادہ ہوتا ہے۔ (۲) روزہ واجب ہے (۳) حج (واجب ہے) ذنوب مذلفہ (واجب ہے) (۴) زکوٰۃ (واجب ہے) غیر شیعوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی صرف شیعوں کو دینے سے ادا ہوگی کیونکہ صرف شیعہ (مومنین و مومنات) ہی پاک ہیں اور سب ناپاک نجس (۵) خمس یا ہم امام (یہ امام کا حق ہے امام غائب ہو تو مجتہد کو ملے گا مال غنیمت کا پانچواں حصہ، (۶) جہاد (امام غائب ہونے کی بناء پر مہطل ہے) (۷) امر بالمعروف (۸) نہی المنکر (۹) تولد (اہل بیت سے دوستی اور ان کے شیعوں سے بھی دوستی رکھنا۔ (۱۰) تبرا (اہل بیت کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دشمنوں کے جو دوست ہیں ان سے بھی دشمنی رکھنا۔

احول عقائد ملت جعفریہ (خاص ارکان دین) فقہ جعفریہ کی مطابق شرع میں کوئی قسم نہیں ہے چنانچہ ہم صاف صاف کھل کر اور واضح طور پر اپنی فقہ کے مذہبی عقائد بیان کرتے ہیں۔

بداد صرف امامت کی تقسیم کے معاملے میں اللہ سے بھول چوک ہو جانا (باب البدایہ جامع الکافی)
قرآن دہورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا اور جو کہے کہ پورا قرآن اس کے پاس ہے وہ جھوٹا ہے (امام باقر اصول کافی) موجودہ قرآن کا نسخہ مشکوک ہے۔ سارا قرآن امام کے پاس تھا جواب غائب امام مہدی کے پاس ہے۔

غم حسین میں روزنا گناہوں کے بخشوانے کا باعث ہے
کتمان (دین کو چھپانا) دین کو چھپاؤ اور جو ہمارے دین کو چھپائے گا خدا اس کو سزا کرے گا
اور جو دین کو ظاہر کرے گا خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے گا (امام جعفر، باب الکتمان، الجامع الکافی
اصول کافی) لیکن ہم نے اب کیوں ظاہر کیا؟ وہ اس لیے کہ ہم سے وضاحت طلب کی گئی ہے
اور اب جواب دینا ہی ہمارا فرض بنتا ہے اس لیے مذہب ظاہر کرنا پڑا ہے۔

تقیہ (اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کرنا)۔

تبرا (شیعہ مذہب اور فقہ جعفریہ کا یہ اہم ترین جز ہے یعنی غیر شیعوں سے اظہار نفرت

کرنا خواہ وہ کوئی بھی ہوں چاہے صحابی تک بھی۔

فلال، فلال اور فلال اول، ثانی و ثالث (یہ خاص الفاظ ہیں ہر شیعہ کو ان کے معنی و مطلب کا اچھی طرح علم ہے اس لیے وضاحت کی ضرورت نہیں۔

نجس اور پلید ہم تو تمام قادیانیوں کے برابر سمجھتے ہیں، بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کو کیونکہ یہ سب نجس اور پلید ہیں جب کہ شیعہ ہمیشہ پاک ہوتے ہیں۔

تمنع (متنع) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی اور شے کے معاوضہ پر کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے (کیونکہ متنع کے لیے نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس میں طلاق ہوتی ہے نہ نان نفقہ ہوتا ہے نہ حقوق زوجیت کی طرح باہم وراثت ہوتی ہے یہ صرف مذہبی طور پر ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے۔

متنع کی دو قسمیں ہیں (۱) انفرادی متنع (کنوارہ یا غیر کنوارہ مومن کسی کنواری یا غیر شوہر والی (مطلقہ یا متنازعہ) مومنہ سے جب چاہے معاملہ کر کے انفرادی طور پر متنع کر کے ثواب کما سکتا ہے (۲) اجتماعی متنع (کنوارے مومنین یا غیر کنوارے مومنین صرف بانجھ مومنہ سے جب چاہیں معاملہ کر کے کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لیے اجتماعی متنع کر سکتے ہیں کہ یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا (باب المتنع جامع الکافی)

لَا مَجَالَ لِلشَّيْءِ فِي صِحَّةِ الْمَكْتُوبِ (اس لکھے ہوئے کی صحت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں) وما علينا الا البلاغ۔

جاری کردہ :- وفاق علماء شیعہ پاکستان

خداوند ملت جعفریہ :- مجتہد مولانا محمد حسن نقوی، مجتہد علامہ عقیل تترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ عباس جید رعبادی، علامہ مفتی سید نصیر الاجتہادی، پروفیسر علی رضا، علامہ سرزا احمد علی، مفتی سید محمد جعفر، مولانا سید محمد مہدی (بھارت)، علامہ محمد باقر زبیری (آٹ بمئی انڈیا)، علامہ سید جواد جعفری، مولانا عارف حسین حبیبی۔ بمقام کراچی :- ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ (۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء) بوقت شام غریباں، ہمارے ناموں کے ساتھ ملت جعفریہ کے نام "نورانی دعوت" کے رد کے طور پر اور تبلیغی و تشہیری مواد کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔ شیعان علی (اثنا عشریہ) کا ایک ہی مطالبہ فقہ جعفریہ نافذ کرو۔

شیعوں کے عقائد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد

واله واصحابه اجمعين۔

۱۔ توحید کے متعلق عقائد

اسلام کی بنیاد کل توحید لایہ الا للہ کے مطابق مسلمانوں کا عقیدہ خدا کے متعلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات، حقوق و کمالات، عبادت والوہیت میں وحدہ لا شریک ہے، وہی، واجب الوجود، خالق مالک رازق، رب، دانا مشکل کشا، عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل، قادر مطلق اور تمام جہانوں کا بادشاہ ہے۔ شیعوں نے خدا کی توحید میں بھی شرک و فساد ڈالا اور اپنے اماموں کو خدا بنا دیا تفصیل ملاحظہ ہو۔

مسئلہ :-

خدا جاہل اور بھولنے والا ہے (معاذ اللہ)

۱۔ حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں۔

ما سجد الله في شئ كما سجد الله في اسماعيل ابي (اعتقاد یہ شیخ صدوق)

اللہ تعالیٰ کو کسی چیز میں ایسا سدا نہ ہوا جیسے میرے بیٹے اسماعیل کے متعلق ہوا۔

بدکا معنی کسی چیز کا ظہور ہونا اور علم میں آنا جو پہلے سے مخفی ہوا اور علم میں نہ ہو قرآن میں ہے۔

وَبَدَأَ اللَّهُ مِّنَ اللَّهِ مَائِدَةً خدائی طرف سے انکو اس عذاب کا بدا اور علم

يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ (زمرہ ۲۴) ہوگا جس کا گمان بھی نہ کرتے تھے۔

فرمان صادق کا پس منظر یہ ہے کہ آپ نے منجانب خدا اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کا

اعلان کیا کہ میرے بعد وہ امام ہو گا لیکن اس سے کوئی ایسا کام ہوا جو خدا کو پسند نہ آیا (نقد الموصی طوسی) اور وہ جعفر کی زندگی میں مر گیا تو خدا نے موسیٰ کاظم کو امام بنا دیا۔ اسی کو امام جعفرؑ بد کہہ رہے ہیں کہ خدا کو گویا پہلے پتہ نہ تھا کہ اسماعیل تو خلافت امامت گناہ کرے گا۔ پھر والد کی زندگی میں مرجائے گا ورنہ تو اس کی امامت کا اعلان نہ کرتا، موسیٰ کاظم کی امامت کا اعلان کرتا۔ اسماعیل کی امامت کا اعلان ہوا۔ تو حضرت صادقؑ کے آدھے مرید اس کی (گو وہ گناہ کر کے زندگی میں فوت ہو گیا) امامت کے قائل ہو گئے اور آج تک یہ اسماعیلی اور آغا خانی شیعہ کہلاتے ہیں۔ یہی بد اور نامعلوم بات کی اطلاع شیعہ اعتقاد کے مطابق حضرت حسن عسکریؑ کی امامت کے متعلق بھی ہوئی۔ امام تقی کے بیٹے ابو جعفر محمد کی وفات باپ کے سامنے ہوئی جب کہ وہ بڑا بیٹا تھا حسب قانون باپ کے بعد اسی کی امامت کا اعلان ہوا تھا۔ راوی ابوہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں یہ دل میں کہہ رہا تھا کہ محمد اور حسن عسکریؑ کا اس وقت وہی حال ہوا جو امام موسیٰ کاظمؑ اور اسماعیل فرزندان جعفر صادقؑ کا ہوا، تو امام تقی نے میرے کہنے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا۔

نعم یا ابنا ہاشم بعد اللہ فی ابی محمد بعد ابی جعفر علیہ السلام ما لم یکن یعرف لہ کما بدالہ فی موسیٰ بعد مزی اسماعیل ما کشف بہ عن حالہ و هو کما حدثتک نفسک وان کرہ المبطون والو محمد ابی الخلف من بعدی۔ (اصول کافی ص ۳۳۲ ج ۱) ہاں اسے ابو ہاشم اللہ کو ابو جعفرؑ کے مرنے کے بعد (ابو محمد حسن عسکری) کے بارے میں بدہوا کی جو بات معلوم نہ تھی معلوم ہو گئی جیسے اللہ کو اسماعیل کے بارے میں بدہوا تھا جس نے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات اسی طرح ہے جیسے تو نے سوچی اگرچہ بدکار لوگ ان کو ناپسند کریں گے حسن عسکریؑ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔

اس بدہوا اور خدا کو بعد از حادثات، اطلاعات کے فضائل میں کافی میں بہت سی احادیث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تک سے اس کا اقرار کر لیا گیا ہے۔ (کافی باب البداء) لیکن محقق علماء کو یہ تسلیم ہے کہ مذہب شیعہ پر یہ بدنام داغ ہے۔ چنانچہ شیخ طوسی اس کا منکر ہے اور مجتہد ولید علی لکھنوی نے لکھا ہے۔

جاننا چاہیے کہ بدہوا اس قابل نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جہل لازم آتا ہے اور یہ خبر ایسی مخفی نہیں ہے (اساس الاصول ص ۲۱۹) (بحوالہ ۴۰ عقیدہ) کچھ شیعہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ بدہوا سے مراد موجودات اور تقدیر غیر مبرم ہے۔ لیکن یہ لغت کے برخلاف ہے اور حقیقت کے بھی۔ کیونکہ جو بات خدا کے علم مکنون اور مخزون میں ہو اس کی اطلاع وہ کسی کو نہیں دیتا (کافی ص ۱۴) اور جس کی ملائکہ و رسل کو اطلاع دے دے۔ اس میں تبدیلی ناممکن ہو جاتی ہے۔ بدہوا کے مذکورہ دو واقعات میں خدا نے اسماعیلؑ وغیرہ کی امامت کی اطلاع بھی کر دی، پھر ان کی وفات پر امامت کا تبادلہ بھی کر دیا، یہی بات خدا کے جاہل ہونے کا (معاذ اللہ) اعلان ہے۔ اور شیعہ کا عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۲: خدا ہر چیز کا خالق نہیں بری چیزوں کا خالق شیطان اور انسان ہیں

وہ کہتے ہیں خیر و شر دونوں کا خدا خالق نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا برا ہے اور مجرماً خدا نہیں کرتا بلکہ شر اور برائیوں کے خالق خود بندے ہیں (شیعہ کتب عقائد)۔

حالانکہ نص قطعی ہے کہ اللہ خالق کل شئی ہر چیز کا خالق اللہ ہے نیز فرمایا ہے واللہ خلقکم وما تعملون (صافات) اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو بھی پیدا کیا ہے تو شر کا پیدا کرنا۔ اور کتا و خنزیر بنانا برائیاں ہیں البتہ شر کی صفت اپنے اندر اپنانا اور گناہ کرنا برا ہے جو بندے کا اپنا کسب و فعل ہے خدا کی ذات اس سے بری ہے۔ شیعہ عقیدہ پر کر ڈول خالق بن گئے۔ مجوسی عقیدہ (خالق خیر خدا اور خالق شر شیطان و اہل من ہے) ثابت ہو گیا۔

مسئلہ ۳: خدا بندوں کی عقل کا محکوم اور تابع ہے

شیعہ کہتے ہیں خدا پر واجب ہے کہ وہ عدل کرے اور وہی کام کرے جو بندوں کے لیے زیادہ مفید ہو یہ عقیدہ ہر کتاب میں مذکور ہے۔ مگر اس کی خبرانی ظاہر ہے کہ کوئی تکوینی کام بندوں کے حق میں مفید نہ ہو اور نقصان دہ ہو گویا خدا نے ترک واجب اور گناہ کا کام کیا معاذ اللہ اور وہ خدا نہ رہا بندوں کا محکوم بن گیا۔ جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا بہترین مصلح نظام دنیا میں نہیں پایا

جاتا۔ ایک امام معصوم نے بھی دنیا میں نظام عدل و انصاف قائم نہیں کیا، ہر جگہ فحشی اور پزیرید جیسے ظالموں کا تسلط ہے وہم و خیال کی دنیا میں بارہویں صاحب العصر ہیں تو وہ بھی غار میں روپوش۔ اصلی قرآن بھی مخلوق سے چھپا رکھا ہے تو شیعوں کے نزدیک خدا تو صدیوں سے ترک واجب کا مرتکب ہے (معاذ اللہ) (از افادات علامہ لکھنوی)

اہلسنت کے ہاں خدا فعال تمام سیرید ہے وہ تو کچھ دے بلے اسی کی مہربانی اور مرضی ہے اس پر کچھ واجب نہیں نہ وہ کسی بات پر مجبور ہے اس کا نظام ہدایت آج بھی مکمل ہے۔ بندے اگر قرآن و سنت سے اعراض کرتے ہیں تو ان کی اپنی بد بختی ہے۔

مسئلہ ۴۔

خدا دوست و دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا

امام باقرؑ فرماتے ہیں اے ثابت! اللہ نے امام مہدی کے نکلنے کا وقت سنہ مقرر کیا تھا جب امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے۔

اشتد غضب اللہ علی اهل الارض فاخروه الى اربعين ومائة فحدثنا
كم فاذا عتو الحديث فكشفت قناع الستور ولو يجعل الله بعد ذلك
وقتا عندنا (اصول کافی ص ۳۴۸ باب کراہیۃ التوقیت)۔

خدا کا غصہ زمیں والوں پر سخت ہو گیا تو اسے (امام مہدی) ۱۲۷ھ تک مؤخر کر دیا پھر ہم نے تم کو کوثر ملا دیا تو تم نے مشہور کر دیا اور راز کا پردہ پھاڑ دیا۔ اب اللہ نے ہمیں بھی کوئی وقت نہ بتلایا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ قتل حسینؑ سے خدا کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے جو کرنے کا کام تھا نہ کیا اور دشمنوں سے انتقام لینے والے امام مہدی کو جلدی بھیجنے کے بجائے التالیٹ کر دیا۔ شیعہ سمیت تمام دنیا برکات امام سے محروم ہو گئی اور ظالموں کا تسلط مکمل ہو گیا، اسے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی کہ دشمن تو کھلے دندا رہے ہیں۔ اور شیعہ دوست مظالم میں اسیر و قیدی ہیں۔

۲۔ امام مہدی حسن عسکریؑ کے گھر میں پیدا تو ۲۵۵ھ میں ہوا۔ وہ سنہ ۳۲۷ھ یا ۳۲۸ھ میں

کس روپ میں آسکتا تھا؟

۳۔ خدا ظہور کا وقت مقرر کر کے بنا دیتا ہے۔ پھر شہادت حسینؑ یا شیعوں کی پردہ دری سے اپنی خبر کو جھٹلا دیتا ہے۔ اور آئمہ کو بھی نہیں بتلاتا۔ وہی بداد اور خدا کے ناواقف ہو چکی بات ہے

۴۔ شیعہ ہر دور میں امام کی نافرمانی اور جھوٹے مذہب کی تشہیر کے اتنے رسیا ہیں کہ اپنی حماقت سے امام کی برکتِ علم سے محروم ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۔

خدا اصحاب رسولؐ سے قزنا ہے

احتجاج طبرسی میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے اپنے نبیؐ کا نام لیس رکھا اس لیے قرآن میں سلام علی آل لیس فرمایا سلام علی آل محمد نہیں فرمایا کیونکہ وہ جاننا تھا کہ اللہ کے لفظ "سلام علی آل محمد" کو صحابہ قرآن سے نکال دیں گے جیسے کہ اور بہت کچھ نکال دیا ہے (احتجاج طبرسی ص ۲۵۹)۔

اس سے پتہ چلا۔ نمبر ۱۔ کہ شیعہ قرآن کو ناقص اور تبدیل شدہ مانتے ہیں۔ ۲۔ خدا کو خوف تھا کہ سلام علی آل محمد ایک دفعہ بھی قرآن میں نہ اتارا۔ تاکہ دشمن اسے نہ نکال دیں حالانکہ وہ فرماتا ہے ولا یخاف عقبہا۔ خدا انجام سے نہیں ڈرتا۔ ۳۔ یہ بدترین لفظی تحریف ہے کہ قرآن میں سورت صافات میں حضرت نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، موسیٰ و ہارون، علیہم السلام کے ذکر کے بعد حضرت ایسا علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور پھر سب پیغمبروں پر سلام کی طرح حضرت ایساؑ پر بھی سلام علی ایساؑ فرمایا لیکن شیعوں نے اسے آل لیس بنا دیا بمعاذ اللہ۔

مسئلہ نمبر ۶۔

خدا غیر عادل اور مظلوم ہے

بظاہر یہ عجیب بات ہے کہ شیعہ "عدل" کو اپنے اصول میں گنتے ہیں لیکن عملاً خدا کا عادل ہونا کہیں نہیں بتاتے ایک طرف وہ خدا پر "بندوں کے حق میں صالح ترین" کام واجب کہتے ہیں۔ دوسری طرف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آئمہ کو خلافت دینا "حکومت و امامت پر قبضہ دینا صالح ترین کام تھا لیکن وہ ان سب سے ہر دور کے حامر و جائف نے چھین

لی اور خدا نے ان کی نصرت نہ کی جو اس کے ذمہ واجب تھی۔ پھر ماشاء اللہ بہادر اماموں نے اپنے دشمنوں سے تو کچھ واپس نہ چھڑایا لیکن خدا سے انتقام یوں لیا کہ اس کی ساری خدائی جہین لی، اور اسے کائنات میں معطل شے بنا دیا۔ غور کیجئے اصول کافی کے ابواب کی روشنی میں توحید سے مراد معرفت امام ہے۔ شرک سے مراد حضرت علیؑ کی خلافت میں شرک ہے۔ امام اللہ کا اور اس کا جز ہیں، زمین کے ارکان یہی ہیں۔ علم کا خزانہ اور حکومت الہیہ کے انچارج یہی ہیں، کالی علم الغیب یہی ہیں۔ موت و حیات ان کے اختیار میں ہے۔ دین میں حلال و حرام کا منصب ان کے پاس ہے۔ کتب اربعہ آسمانی اور انبیاء و اوصیاء کے علوم روز اول سے جانتے ہیں۔ جن و انس کی تخلیق کا مقصد خدا کی عبادت ہے یعنی امام کی معرفت ہے عرش، کرسی، زمین، آسمان ان کی ملکیت میں ہے۔ وہ نور رب ہی نہیں۔ عین رب، کار ساز مشکل کشا منصرف در کائنات ہیں۔ ان سے دعائیں مانگنا اور مدد چاہنا عین خدا سے مانگنا ہے۔ وہ اسماء اللہ اور خدا کی صفات والے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیعہ یا علی مدو، علی علی علی، حق علی، یا پنج تن پاک تیرا ہی آسرا کے مشرکانہ نعرے لگاتے ہیں اور اپنی نجات کے لیے خدا کی عبادت و اطاعت کو قی ضروری نہیں جانتے، نوکیلائم اور امامیہ کے ہاتھوں خدا ہی سب سے بڑا مظلوم اور حقوق الہیہ سے محروم ثابت نہ ہوا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷:

آئمہ خدا کی صفات میں شریک ہیں

امام ابو الحسن موسیٰ کاظمؑ کہتے ہیں قال مبلغ علمنا علی ثلاثۃ وجوہ ما حض وغایر و حادث۔ کہ ہمارا علم تینوں زمانوں پر حاوی ہے گزشتہ، آئندہ اور موجودہ (اصول کافی ص ۲۴۴) (باب جہات علوم الائمہ) حالانکہ احاطہ علم اور جمیع ماکان و مایکون خاصہ خداوندی ہے الا انہ بكل شئی محیط۔ خبر دار وہی ہر چیز کا علم محیط رکھتا ہے (پ ۲۵) ۱۔ سید ظفر حسن عقائد الشیعہ ص ۵۱ چو السیواں عقیدہ آئمہ سے امداد طلبی کے تحت لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے آئمہ علیہم السلام کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ چہارہ معصومین علیہم السلام زندہ ہیں وہ ہر ایک عمل

کو دیکھتے اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔

۳۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ انا الذی سخرت لی السحاب والسرعد والبرق والظلم والانوار والرياح والجمال والبحار والنجوم والشمس والقمر (حق یقین عربی ص ۲ بحث رجعت)۔

میں وہ ہوں کہ بادل، گرج بجلی، اندھیرے، اجالے، ہوائیں پہاڑ سمندر ستارے سورج اور چاند سب میرے تابع ہیں (ان مجھے جو چاہوں کام لیتا ہوں)

۴۔ ما اشهد تهم خلق السموات والارض۔ کافی میں جناب محمد تقی سے منقول ہے انزل الازل سے پروردگار عالم منقروں کو دیکھتا تھا پھر اس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو پیدا کیا اور ہزار ہا نسلوں تک ان کو جس شان سے رکھا وہ رہے پھر اور تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی پیدائش کا گواہ قرار دیا اور ان حضرات کی اطاعت ان پر لازم کر دی اور ان کے حالات انہی حضرات کے سپرد فرما دیئے (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۹۶)

نوٹ:- بطور نمونہ ہم نے خدا کی صفت علم، اختیار و قدرت، اور انتظام حکومت میں آئمہ کی شرکت کا حوالہ دیا۔ ورنہ خدا کی ہر صفت اور کمال کو شیعہ آئمہ کے نام انتقال کرا چکے ہیں۔ مسئلہ نمبر ۸:-

خدا خدائی میں بھی وحدہ لا شریک نہیں

۱۔ محمد باقرؑ سے اس آیت لکن اشرکتک لیحبطن عملک (اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے) کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اے رسول اگر تم نے اپنے بعد علیؑ کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم دے دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا لیحبطن عملک الخ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۹۲)۔

۲۔ وویل للمشرکین الایہ (السجدۃ) تفسیر قمی میں سیدنا جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان مشرکوں کے لیے ویل ہے جنہوں نے امام اول کے بارے میں شرک کیا وہم بالآخۃ ہم کافون کا مطلب یہ ہے کہ وہ بعد کے آئمہ کے بھی منکر رہے حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۹۵ (ماشاء اللہ خدا کی توحید کے ساتھ قیامت اور آخرت پر بھی آئمہ کا قبضہ ہو گیا)۔

کو افضل و کامیاب بتا رہے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱:

رسول اللہ بارہ اماموں سے افضل نہیں کم درجہ ہیں

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما جاء به علی علیہ السلام
أخذ به وما نهی عنه انتهى عنه جرى له من الفضل ما جرى لمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم ولمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الفضل علی
جميع من خلق الله عز وجل المتعقب علیہ فی شی من احکامہ کا المتعقب
علی اللہ وعلی رسولہ والراد علیہ فی صغیرة او کبیرة علی حد الشرک
باللہ کان امیر المؤمنین علیہ السلام الذی لا یؤتی الا منه وسبیلہ الذی
من سلك بغيره هلك وكذا الذی یجرى الائمة۔ الہدی واحد بعد
واحد الى ان ولقد اقرت لی جميع الملائكة والروح والرسول بمثل
ما اقروا به لمحمد ولقد اوتيت خصالا ما سبقنی الیہا احد
قبلی علمت المنايا والبلايا والانساب وفضل الخطاب الخ (اصول کافی
ص ۱۹۴-۱۹۵) ایران باب الائمة زمین کے ستون ہیں

ترجمہ :- امام جعفر صادق فرماتے ہیں جو احکام و شریعت علی لائے ہیں میں تو وہ لیتا ہوں
جس سے علی روکیں رکھتا ہوں ان کو وہی شان ملی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے اور
محمد کی شان سب مخلوق پر ہے (بجز بارہ اماموں کے) حضرت علی کے احکام پر کسی قسم کی
نکتہ چینی کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ اور رسول کے احکام پر نکتہ چینی کرے، آپ کی کسی
چھوٹی بڑی بات کو رد کرنے والا گویا مشرک باللہ ہے۔ امیر المؤمنین ہی صرف خدا کا وہ
دروازہ اور راستہ ہیں جس پر چل کر اور گزر کر خدا تک رسائی ہوتی ہے جو اس راستے کے
خلاف چلا ہلاک ہوا۔ یکے بعد دیگرے سارے آئمہ کرام ہدایت یہی شان رکھتے ہیں
فرمان علی ہے میرے لیے تمام فرشتوں، جبریل اور رسولوں نے اتنے ہی عہدوں اور شانوں
کا اقرار کیا جتنی باتوں کا رسول اللہ کے لیے اقرار کیا تھا مجھے ایسی خوبیاں ملی ہیں کہ

مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں ہیں (مخلوق کی) موتوں کو آئندہ حوادث کو اور نسب ناموں کو اور
فیصلہ کن خطابات کو جانتا ہوں مجھ سے پہلے کی کوئی چیز چھوٹی نہیں اور کوئی غائب چیز مجھ سے
مخفی نہیں۔

اس تفصیلی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علیؑ اور بارہ آئمہ مستقل صاحبان احکام
و شریعت ہیں جیسے حضورؐ کی متعلق قرآن فرماتا ہے مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا
نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُو۔ نہیں جو رسول اللہ احکام دیں لے لو اور جن کاموں سے روکیں
رک جاؤ۔ یعنی اگر تشریعی نبی ہیں حالانکہ سرزائی بھی ظلی بروزی نبوت کے قائل ہیں، تشریعی نبوت
کے قائل نہیں۔

۲۔ امام سے اختلاف کفر ہے جیسے نبی سے اختلاف کفر ہے۔

۳۔ خدا تک پہنچنے کا راستہ اور دروازہ صرف آئمہ ہیں یعنی شریعت محمدیہ اور قرآن
معطل و منسوخ ہو گیا۔

۴۔ حضرت علیؑ خود حضورؐ اور تمام پیغمبروں سے خاصہ خداوندی یہ امور غیبیہ جانتے
میں افضل ہیں علم اموات و آجال، علم حوادث کائنات، تمام جانوروں کا علم انساب اور
علم فضل خطاب۔

مسئلہ نمبر ۱:

نبیوں میں اصول کفر ہوتے ہیں

۱۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلاثہ الحرص والاستکبار
والحسد فاما الحرص فان آدم حین نہی عن الشجرة حملہ الحرص علی
ان اکل منها واما الاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لآدم فابی واما الحسد
فابن آدم حیث قتل احدهما صاحبہ (اصول کافی ج ۲، باب فی اصول الکفر دار کلام)
امام صادقؑ نے فرمایا کہ کفر کے تین ارکان ہیں، حرص، تکبر، اور حسد، حرص تو حضرت
آدمؑ نے کیا جب ان کو درخت سے روکا گیا تو لالچ نے ان کو کھانے پر آمادہ کیا تکبر ابلیس
نے کیا جب اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو انکار کیا حسد آدم کے دو بیٹوں نے کیا کہ

ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کا الزام باقر علی مجلسی کی حیات القلوب میں ہے۔
پس نظر کر دند لبوسے ایشان بدیدہ حسد پس بایں سبب خدا ایشان را بخود گذاشت
ویاری و توفیق خود را از ایشان برداشت (حیات القلوب ص ۱۰۱ ج ۱، حالات آدم)۔
ترجمہ: حضرت آدم و حوا نے حسد کی نگاہ سے اہل بیت کو دیکھا پس اس وجہ سے خدا
نے ان کو چھوڑ دیا اور اپنی امداد و توفیق ان سے اٹھالی۔

مسئلہ نمبر ۱۲:-

حضرت علیؑ مجھ پر ہیں اور حضورؐ اس سے زیادہ حق پر ہیں معاذ اللہ

شیعہ کی معتبر تفسیر البرہان پ ۱ ص ۱۰۱ ج ۱ پر آیت ان الله لا يستحي ان يعزب
مثلاً ما بعوضته فما فوقها کی تفسیر میں حضرت جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ
یہ مثال اللہ نے حضرت علیؑ بن ابی طالب کے لیے بیان فرمائی ہے پس مجھ سے مراد تو
امیر المومنین۔ اور حقارت میں (مجھ سے زائد حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں معاذ اللہ۔
فالبعوضه امیر المومنین وما فوقها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسئلہ ۱۳:-

انبیاء نور نبوت سے محروم کر دینے والے گناہ کرتے ہیں (معاذ اللہ)

ملا باقر علی مجلسی کی حیات القلوب ج ۱ قصہ حضرت یوسفؑ میں ہے۔

”بہت ہی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب
یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کے لیے باہر آئے اور ایک
دوسرے سے ملے تو یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف (علیہ السلام) کو دبذبہ بادشاہی
نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ سے فارغ ہوئے تو جبریل حضرت یوسفؑ
پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے غصہ کا خطاب لائے کہ اے یوسف خداوند عالم
فرماتا ہے کہ بادشاہت نے تجھ کو روکا کہ تو میرے بندہ شائستہ صدیق کے لیے پیادہ نہ
ہوا ہاتھ تو کھول، جیسے ہی انہوں نے ہاتھ کھولا تو ان کی ہتھیلی سے اور ایک روایت میں

ہے کہ انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا کہ کیا نور تھا جبریل نے کہا یہ
پیغمبری نور تھا اب تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اس کاگی سرائیں تو تم نے یعقوب کیساتھ کیا؟
شیعہ اصول تو یہ ہے۔ کہ یہ نور نبوت بنی یا امام کی وفات کے بعد اس کے جانشین
کی طرف منتقل ہوتا ہے (کافی) اب جب زندگی میں ہی نور نبوت خارج ہو گیا۔ تو اولاد
تو کیا خود بھی نبوت سے محروم و معزول نہ ہو گئے؟

مسئلہ نمبر ۱۴:- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مشن میں ناکام ہو گئے (معاذ اللہ)

ہم تہران ٹائمز کے حوالے سے خمینی کا پیغام سنا چکے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سمیت تمام انبیاء کو اپنے مشن اور معاشرہ میں عدل و انصاف قائم کرنے میں ناکام اور فیل کہتے
ہیں۔ اب ذرا شیعوں کے اس عقیدہ پر غور کرو جو ان کی ہر کتاب میں لکھا ہے اور ہر ذاکر و
شیعہ کہتا پھرتا ہے کہ تین چار صحابہؓ کے سوا جو دراصل حضرت علیؑ کے شاگرد و دوست تھے۔
باقی تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرامؓ معاذ اللہ منافق تھے۔ اور وفات کے بعد تو کھلے مرتد ہو گئے
اور امیر المومنین کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کرتے رہے
اور سبھی ان کو خلفاء برحق جانتے رہے۔ اور انہوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ان کو اگر حضرت علیؑ کی امامت و خلافت
کا سبق پڑھایا تھا تو وہ سب اس میں فیل کیوں ہو گئے۔ یہ تو عقل و نقل اور تواتر عملی کے
خلافت بات ہے کہ ۲۳ سال کی طویل تعلیمی مدت میں معلم اسلام پیغمبرؐ نے بقول شیعہ
صرف ایک ہی سبق مضمون پڑھایا ”کہ میرے بعد امامت میرے علیؑ اور اس کی اولاد کا حق
ہے (گویا قبضہ و کسری طرز کے آپ بادشاہ تھے معاذ اللہ تم ان کو امام ماننا، مگر کسی
نے بھی یہ سبق نہ یاد کیا، نہ امت کو سنایا۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سبق یا تو رسول اللہ
نے پڑھایا ہی نہ تھا، صرف اسلام دشمنوں کا تخریبی ہتھکنڈہ ہے یا پھر آپ کی ساری جماعت
فیل ہو گئی اور ساری کلاس کا فیل ہو جانا خود استاد کا فیل ہونا ہے، پہلی بات اہلسنت کہتے
ہیں دوسری پر شیعہ کو فخر ہے (معاذ اللہ)

رسول خدا مخلوق سے اور اپنے صحابہؓ سے ڈرتے تھے

۱۔ رسول خدا از ترسِ غم خود بغار رفت در وقتیکہ ایشان را بسوئے خدا دعوت سے کرد و ایشان ارادہ قتل او کردند یا ورے نیافت کہ با ایشان جہاد کند (حیات القلوب مجلسی ج ۲، جلاء العیون ص ۲۵۹)۔

”رسول خدا اپنی قوم کے ڈر سے غار میں چھپ گئے جب کہ ان کو خدا کی طرف بلا تے تھے اور انہوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا، مددگار نہ پائے کہ ان کے ساتھ جہاد کرتے؟ ہم کہتے ہیں یہ اتہام ہے ڈر کی وجہ سے غار میں نہیں گئے ہجرت کا پروگرام منجانب خدا یونہی ملا کرتے دن غار میں رہ کر اپنے جانشین کو ایسا شرف تربیت و تزیین بخشوایا کہ ملائکہ رشک کریں۔ جہاد تو کرنا چاہتے اور صحابہ بھی تمنا میں کرتے تھے۔ لیکن ابھی فاعضوا و اصفحوا پر عمل کرنا تھا۔ اذن للذین سے حکم جہاد بعد میں نازل ہوا۔

۲۔ پس بر پائے دار لے محمد علی را علی در میان خلق دیگر بر ایشان بیعت اور اوتازہ گردان عہد و پیمانے را کہ پیشتر از ایشان گرفتہ بودم..... پس حضرت رسول ترسید از قوم کہ مبدا اہل شقاق و نفاق پر اگندہ شنود و بجا ہل بیت و کفر خود برگردند۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۵۴۲

اے محمد! علی کو مخلوق میں بطور نشان کھڑا کرو ان سے بیعت لو علی کے لیے اور اس عہد و پیمان کی تجدید کرو جو میں نے ان سے (اور تم سے) لیا ہے..... پس رسول خدا نے ایسا نہ کیا اور ڈر گئے اپنی قوم سے کہ مبادا یہ مخالفت و منافق بکھر جائیں اور جاہلیت و کفر کی طرف چلے جائیں (معاذ اللہ)۔

۳۔ شیعہ مجتہد ولید علی نے لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے حکم خدا کی تعمیل نہ کی تو خدا نے ڈانٹ میں آیت تبلیغ اتاری، پھر بھی نہ کی تو خدا نے وعدہ حفاظت کیا۔ وعدہ کے باوجود آپ نے گول مول الفاظ میں کہا (جس کا میں دوست علی بھی اس کے دوست) انتہا یہ ہے کہ بہت سی قرآنی آیات محض خوف کی وجہ سے چھپا ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم بھی نہ ہوا نہ اب ہو سکتا ہے (اس عقیدہ کی مزید تفصیل ولید علی مجتہد اعظم لکھنؤ کی عماد الاسلام میں دیکھیے)

رسول اللہ کی پاک نیت پر مکررہ حملے

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اقرار و عمل نبی مقبول ہے کہ اس کی بنیاد اخلاص یقین اور نیک نیتی پر ہو یہ بنیاد جتنی مضبوط ہوگی عمل کا وزن اتنا ہی زیادہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت نماز امتیوں کے زندگی بھر کے اعمال سے افضل ہے اور صحابہ کرام کا سہ ماہی و غلہ راہ خدا میں صدقہ کرنا۔ غیر صحابہؓ کے راہ خدا میں بشرط اخلاص و ایمان احد پہاڑ کے برابر سونہ صدقہ کرنے سے افضل ہے بخاری و مسلم شیعہوں نے اپنے مرغوب کاموں، نفاق و ریا اور مفاد پرستی کی تہمت معاذ اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی لگا دی جگر تھام کر پڑھیے۔

۱۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا آیت واللہ یعصمک من الناس (خدا آپ کی لوگوں سے حفاظت کرے گا) کے اترنے کے بعد آپ نے کبھی تقیہ (اخفاء دین) نہ کیا اور اس سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کرتے تھے (حیات القلوب ص ۱۸) (تو اس سے پہلے کے اعمال و اقوال سے اعتماد اٹھ گیا)۔

۲۔ مختلف حدیثیں حضورؐ کے حج کے سلسلے میں ہیں ہو سکتا ہے کہ بعض تقیہ کی وجہ سے ہوں (حیات القلوب ص ۵۳) (گویا حجۃ الوداع کے اعمال بھی آپ نے لوگوں کے تقیہ اور ڈر کی وجہ سے غلط اور خلاف شرع کیے)۔

۳۔ حضور علیہ السلام جہاد اور لشکر اسامہ میں شرکت کے لیے تمام مسلمانوں کو خوب ترغیب دے رہے تھے مگر غرض حضرت از فرستان اسامہ و ایں جماعت با و ایں بود کہ مدینہ از ایشان خالی شود و احد سے از منافقان در مدینہ ماند (حیات القلوب ص ۵۵۹ و منتہی الآمال ص ۱۱) حضرت اسامہؓ اور اس لشکر کو بھیجنے سے حضرت کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ ان سے خالی ہو جائے اور کوئی منافق مدینہ میں نہ رہے (چپکے سے حضرت علیؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا جاتے)

۴۔ ہر پیغمبر نے تبلیغ کرتے کرتے وقت یہ اعلان کیا۔ ما اسئلكم علیہ من اجر۔

کیونکہ وہ اگر پھر فاطمہؓ و خسر علیؓ کے سوا واقعی رسول و ہادی تسلیم کریں، تو فیضان ہدایت سوالکھ صحابہ و تلامذہ نبوت کو مان لیں، اہل بیت رسولؐ اہل بیت المؤمنینؓ اور خلفاء راشدینؓ کی عظمتوں کے قائل ہو جائیں، امت رسولؐ کو خنزیر اور حرام زادے کہنا چھوڑیں و شران سے دشمنی ختم کر دیں۔ اور ملت جعفریہ کے بجائے ملت محمدیہ کہلانے اور اتباع سنت رسولؐ پر فخر کریں مگر فوا اسفا۔

۳۔ امامت کے متعلق عقائد

اے کہ آئی و لبس ناز آئی بے حجابانہ سوئے محفل ما آئی
شیعہ صرف امامی ہیں وہ ۱۲ یا کم و بیش اپنے موعومہ اماموں کو ہی خدا و رسول کی صفات اور کمالات سے متصف مانتے ہیں مرزا باذل ایرانی حملہ جبردی میں کہتا ہے۔
ہمہ چوں محمد منزہ صفات ہمہ صاحب حکم بر کائنات
ان کی خدائی اور پیغمبری کا کچھ اندازہ تو آپ باب توحید میں لگا چکے ہیں تفصیل اب ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱۷۔

امامت کا کلمہ الگ ہے

قرآن و سنت سے تو صرف کلمہ توحید و رسالت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ثبوت ملتا ہے اور تمام سابقہ شریعتوں کا کلمہ توحید اور پیغمبر وقت کے نام سے مرکب ہوتا تھا۔ شیعہوں نے جب تمام انبیاء سے آئمہ کو افضل بنایا تو ان کے نام کا کلمہ بھی بنایا۔ کبھی علی ولی اللہ، کبھی علی وصی رسول اللہ، کبھی علی حجتہ اللہ، کبھی علی خلیفہ اللہ، کبھی خلیفۃ بلا فصل بنایا اور پر لطف بات یہ ہے کہ دنیا کی کسی کتاب میں یہ پانچ جزی اور پانچ گزی کلمہ لکھا ہوا نہیں ہے۔ نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی ایک امام نے کسی ایک مومن کو یہ ۵ جزی کلمہ پڑھا کہ مسلمان بنایا ہو؟ جب پہلے امام کے بناوٹی کلمے کے یہ الفاظ شیعہ متفقہ نہ بنا سکے

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ رسول اللہؐ نے بھی اعلان تو یہی کیا، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی مفاد پرستوں سے ہوں (ص ۳۱ ع ۱۴)۔

لیکن شیعہوں نے الا المودۃ فی القربی کی غلط تفسیر کر کے آپ پر طلب اجرت اور مفاد اٹھانے کا الزام لگا دیا کہ علیؓ و حسنینؓ کو امام و بادشاہ بنانے منوانے کی اجرت آپ نے طلب کی اور حضرت فاطمہؓ کو بڑی جاگیر ہبہ کر دی۔ حالانکہ قربیٰ مصدر ہے جس کا معنی رشتہ داری ہے۔ آیت مکی ہے حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی اور حسنینؓ کا تصور بھی نہ تھا۔ کہ ان کی محبت اور حکومت ماننے کا سبق اجرت پڑھایا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ میں اجرت کیا مانگوں صرف تم کو رشتہ داری کی محبت کا واسطہ دیتا ہوں۔ کم از کم رشتہ دار سمجھ کر میری بات سنو اور انکار نہ کرو، زرا ہد تر بن پیغمبر نے اپنی تخت بگڑ کو فقر و مساکین کا مال قومی جائیداد فدک بخش دی، ایک بڑا بہتان ہے۔ جب کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں ”اور مغیرہ حدیث یہ ہے کہ رسولؐ خدا جب دنیا سے رخصت ہوئے تو وراثت میں نہ درہم و دینار چھوڑا نہ غلام و باندی نہ بکری اور اونٹ چھوڑا۔ سوائے سواری کے جب واصل رحمت الہی ہو گئے تو ایک صاع جو کے عوض جو پچول کے گزارہ کے لیے قرض لیا تھا۔ اپنی زرہ گردی رکھی تھی (حیات القلوب ص ۱۱)۔

۵۔ اسی طرح شیعہ نے یہ الزام بھی لگایا کہ حضورؐ کو نواسے کی بشارت بمع شہادت جب خدا نے بھی توحید پرانے بار بار اسے روکیا اور کہا مجھے ایسے بچے کی کوئی ضرورت نہیں حضرت فاطمہؓ نے بھی بار بار انکار کیا۔ جب خدا نے یہ لالچ دی کہ اس کی نسل سے ۹ امام بناؤں گا۔ تب حسینؑ کی ولادت اور بشارت کو قبول کیا۔ (اصول کافی ص ۱۹)۔

در حقیقت ساون کے اندھے کو ہر اسی ہر نظر آنے والی بات ہے کہ فرضی امامت کو رسالت سے کشید کرنے کی کارروائی ہے۔ کہ رسول اللہؐ کی رسالت کے لفظی قائل ہیں۔ تاکہ مورث سے جعلی کلیم اور فرضی رجسٹریوں کے ذریعے جائیداد حاصل کرنے والے عیار کی طرح امامت و رسالت اور حقوق و اوصاف نبوت ۱۲، آئمہ کے نام انتقال کرا دیئے جائیں۔ اس مقصد کے سوا شیعہ کا حضور علیہ السلام کو رسول ماننے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

تو باقی ۱۱ اماموں کا کلمہ بنانا ہی بھول گئے۔ تیسری صدی سے بارہویں امام کا راج چلا ہے لیکن اس کا کلمہ بھی نہ بنا سکے۔ ہاں ایرانی شیعوں نے یہ جرات دکھائی کہ تیرہویں غاصب امام نجینی کا یہ کلمہ تصنیف کر ڈالا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجة اللہ (معاذ اللہ)
(از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران سالنامہ ۱۹۸۴ء)

کوئی پاکستانی مجتہد یہ نہ بتا سکا کہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کے جملے کیا جھوٹ تھے جو میراثیوں نے نئے کلمہ سے اڑا دیئے۔ اور امامت تو مثل نبوت و رسالت ہے جس کا منصوص ہونا لازمی ہے۔ نجینی جو تیرہواں امام ہے۔ کیا اسے ماننے والے شیعہ کافر و مشرک نہ ہو گئے؟ جب بلا نص دعویٰ امامت اور اپنی طرف دعوت کفر ہے۔ تو کیا خود نجینی اور اس کی بارہی مسلمان رہ گئی؟ بینوا و توجروا۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

امامت کے نام سے نبوت جاری ہے

مسئلہ نمبر ۱۸ میں آپ کافی کی ایسی حدیث پڑھ چکے مزید ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ان الامامة خلافة عن النبوة قائمة مقامها لا تنرق بينها الا في قتل الوحي الا لہی بلا واسطة :-
امامت نبوت کی خلافت اور اسکی قائم مقامی ہے، نبوت اور امامت میں کوئی فرق نہیں بجز اس کے کہ نبوت میں وحی الہی بلا واسطہ آتی ہے۔

احقاق الحق شوشتری ص ۲۰۲
بحوالہ کشف الحقائق ص ۳۶۴

۲۔ امام جعفر فرماتے ہیں نبی علیہ السلام میں پانچ قسم کی روحیں تھیں، ۱۔ روح حیاتیہ ۲۔ روح قوت، ۳۔ روح شہوت، ۴۔ روح ایجابی،

۵۔ روح القدس فیہ حمل النبوة فاذا قبض النبی انتقل روح ۵۔ روح القدس۔ یہ حامل نبوت ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو یہ

القدس فصار الى الامام وروح القدس لا ینام ولا یغفل (کافی کتاب الحجۃ باب ذکر الادواح ص ۲۷۲)

۴۔ مرتبہ امامت نظیر منصب جلیل نبوت است۔ امامت کا رتبہ نبوت کے منصب جلیل کی نظیر ہے۔

۵۔ مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است (حق الیقین فارسی ص ۳۸۳ ج ۱)۔ اور مرتبہ امامت و درجہ نبوت کی طرح ہے۔

۳۔ قال الرضا عن الامامة هي منزلة الانبياء وقال ايضا ان الامامة خلافة الله۔ امام رضاؑ نے فرمایا امامت انبیاء جیسا مرتبہ ہے نیز فرمایا امامت خدا کی خلافت و جانشینی ہے۔

(اصول کافی کتاب الحج ص ۲۱)

۴۔ قال امیر المومنین انا اهل بیت شجرة النبوة وموضع الرسالة ومختلف الملائكة وفي رواية الصادق معدن العلم وموضع سر الله ونحن وديعة الله في عباده ان الائمة معدن العلم ونحن حرم الله الاکبر ونحن ذمة الله ونحن عمدة الله (اصول کافی ص ۲۲۱ باب ان الائمة معدن العلم)

۵۔ امام باقر اپنے آپ کو معدن حکمت، مقام ملائکہ اور مہبط وحی، وحی الہی کے ترجمان کہتے ہیں اور امام صادقؑ خود کو خدائی امر کے انچارج اور وحی الہی کا شاخ کہتے ہیں (اصول کافی ص ۱۹۲) ان تمام حوالہ جات سے واضح ہے کہ شیعہ اماموں کو درحقیقت نبی مانتے ہیں اور لفظوں کے معمولی پیر پھیر کے ساتھ نبوت کے ان سے دعاوی کر لائے ہیں، آخر ان صفات کے بعد

وہ کونسی صفت ہے جو خاصہ نبوت ہے ؟
مسئلہ نمبر ۱۹۔

۱۲۔ امام رسول بھی ہیں

۱۔ کلینی نے صدوق نے خصال اور معانی الاخبار میں اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں نکلوں گا اور علی میرے آگے ہوں گے اور میرا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہوگا جب ہم نبیوں کے پاس سے گزریں گے تو کہیں گے یہ وہ فرشتے ہیں ہم ان کو نہیں پہچانتے اور جب ہم فرشتوں سے گزریں گے تو وہ کہیں گے ہذان نبیان مرسلان۔ یہ دونوں نبی اور رسول ہیں (حق الیقین ص ۱۲۶۔ بیان الحساب) گویا معصوم فرشتوں کی زبان سے حضورؐ کے ساتھ حضرت علیؑ کی نبوت و رسالت کا اعلان کرایا گیا۔

۲۔ ایک اور حق الیقین کی روایت میں اسی موقع پر پیغمبروں سے حضرت علیؑ کو نبی و مرسل کہلایا گیا ہے (کشف الحقائق ص ۳۸)۔

۳۔ مولوی مقبول دیکل امیر رسول کے حاشیہ پر رقمطراز ہے۔

تفسیر عجاشی میں جناب محمد باقر سے اس آیت کی باطنی تفسیر یہ منقول ہے کہ اس امت کے لیے ہر زمانہ میں آل محمد سے ایک رسول ہوتا رہے گا اور قیامت کے دن وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ پس آنکہ و آل محمد تو خدا کے ولی ہیں اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رسول ہیں (ص ۴۲۴)۔

۴۔ نیز مقبول لکھتے ہیں سیدنا محمد باقر سے منقول ہے کہ چوٹی کی بات اور معاملات کی کئی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضا مندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے اس لیے کہ خدا فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول یعنی امام کی پیروی کی اس نے خدا کی اطاعت کی (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۱۸)۔

۵۔ شیعہ عالم سید محمد یار حسین جعفری سولہ مسئلے ص ۱۱، مطبوعہ ادارہ علوم الاسلام ساندہ کلاں لاہور لکھتا ہے۔

”بہر کیفیت حضرت علی رسول بھی ہیں، امام بھی ہیں اور حضرت محمدؐ کے وزیر بھی ہیں بلکہ ۱۲ کے ۱۲ ہی رسول تھے اور امام تھے“

مسئلہ نمبر ۲۰۔

بارہ اماموں پر وحی آتی ہے

۱۔ امام باقرؑ فرماتے ہیں۔ رسول وہ ہے جو وحی والے فرشتہ کی آواز سنتا ہے۔ خواب دیکھتا ہے اور فرشتوں کی زیارت کرتا ہے۔ امام آواز سنتا ہے۔ خواب نہیں دیکھتا اور فرشتے کی زیارت نہیں کرتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی و ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث (پک ج) کہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول، نبی اور محدث فرشتوں سے باتیں کرنے والا نہیں بھیجا الا یہ لفظ محدث کا اضافہ قرآن میں صریح تحریر ہے ایسی تین حدیثیں اور بھی ہیں۔ ان سب سے پتہ چلا کہ امام مرسل بھی ہے اور دیکھے بغیر فرشتہ کی وحی سنتا ہے (اصول کافی ص ۱۶۱ باب الفرق بین النبی والمحدث)۔

۲۔ اصول کافی کتاب الحجۃ میں باب ہے۔ وہ روح جس سے خدا آنکر علیہم السلام کی مدد کرتا ہے۔ وکذا الذک او حین الیک روحا من امرنا (الآیۃ) کے متعلق پوچھا گیا تو امام نے فرمایا۔ منذ انزل اللہ عز وجل ذالک جب سے اللہ نے اس روح کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے یہ آسمان کی طرف ما صعد الی السماء وانه لفرس۔ نہیں چڑھی ہمارے اندر ہی رہتی ہے۔

(اصول کافی ص ۲۷۳)

اسی آیت روح سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب اللہ اور ایمانی تفصیلات حضورؐ کو بھی اس سے حاصل ہوئیں۔ اب شیعہ روایات کے مطابق یہی ۱۲ اماموں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ کان مع رسول اللہ بخبرہ و لیسددہ و هو مع الآئمة من بعدہ یہ روح رسول اللہ کو خبریں پہنچاتی اور ثابث قدم رکھتی تھی اب وہ آنکہ کے پاس ہے۔ شیعہ روایات کے مطابق اگرچہ یہ حضرت جبریل و میکائیل سے کوئی بڑی سرکار ہے۔ تاہم اتنی بات واضح ہے کہ یہی بڑی سرکار اب آنکہ کو آسمانی اطلاعات اور زمانی احکام پہنچاتی ہے اور امام اس پر عمل کرتے

ہیں یہی وحی آنے کا مفہوم ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۲۔

آئینہ مستقل ۱۲۔ آسمانی کتابیں رکھتے ہیں

۱۔ کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ حضرت جعفر صادق ع رضی اللہ عنہ حضرت فرمود ہر ایک از ما صحیفہ دارد کہ آنچه باید در مدت حیات خود بعمل آورد در آل صحیفہ است چوں آل صحیفہ تمام مے شود مے داند کہ وقت از نعل است بروایت معتبر دیگر جبریل در ہنگام وفات رسول جلیل وصیت نامہ آورد و در او ہر از طلا بنے بہشت بر آل زد کہ ہر اما مے ہر خود را بردارد و آنچه در تخت آل مہر نوشتہ در ایام حیات خود عمل نماید (جلال العیون ملا باقر علی مجلس ۳۰۹، ۴۱۹ فارسی ایران)۔

کلینی نے (کافی میں) معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حمیز نے حضرت صادق سے پوچھا آپ جلدی وفات کیوں پا جلتے ہیں (حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر امام کے پاس ایک آسمانی کتاب ہوتی ہے زندگی میں جو اعمال کرنے ہوتے ہیں اس صحیفے میں لکھے ہوتے ہیں اور جب وہ صحیفہ پورا ہو جاتا ہے (یعنی اعمال مکمل ہو جاتے ہیں) تو جان لیتا ہے کہ وفات کا وقت نزدیک ہے۔

دوسری معتبر روایت میں یہ ہے کہ وفات رسول کے وقت حضرت جبریل ایک وصیت نامہ لائے (جس کی بارہ کاپیاں تھیں) بارہ بہشتی سرے کی مہر میں ایک ایک پر لگائیں تاکہ ہر تمام اپنی مہر کو اٹھائے اور جو کچھ اس مہر زدہ صحیفہ وصیت میں لکھا ہے اپنی زندگی اس کے مطابق بسر کرے ان بارہ کتب کے علاوہ چند اور آسمانی کتابیں بھی شیعہ اماموں کے پاس ہوتی ہیں جو قرآن سے زیادہ اہم اور مفصل ہیں۔ آئمہ کو قرآن کی اور اس سے ہدایت پانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :-

۱۔ جامعہ ۱۔ صحیفۃ طولیہا سبعون ذواعا... فیہا کل حلال و حرام وکل شی یحتاج الیہ حتی الادش فی الخدش و ضرب بیدہ۔

یہ وہ آسمانی کتاب ہے جس کی لمبائی رسول اللہ کے گز سے ۷۰ گز ہے اس میں ہر

حلال و حرام کا مسئلہ ہے اور ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے حتیٰ کہ خراش کا تاوان اور ہاتھ کی مار کا بدلہ بھی (اصول کافی ص ۲۳۹)۔

۲۔ جعفر ۲۔ فیہ علم النبیین والوحیین و علم العلما الذین مضوا فی بنی اسرائیل اس کتاب میں پینمبروں و صیووں اور ان تمام علماء کا علم ہے جو بنی اسرائیل میں ہو گزرے ہیں (کافی ص ۲۳۹ ج ۱)۔

۳۔ مصحف فاطمہ ۲۔ امام صادق اس کا تعارف یوں کرتے ہیں۔
مصحف فیہ مثل قرآنکم ہذا ثلاث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد (اصول کافی ص ۲۳۹ ج ۱)۔

یہ وہ آسمانی کتاب ہے جس میں تمہارے اس قرآن جیسا نبی گنا (علم شریعت) ہے اللہ کی قسم تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ شیعوں اور ان کے اماموں کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اس کی نسبت بھی اپنے بجائے مسلمانوں کی طرف کرتے ہیں۔ اور اپنے لیے قرآن سے تین گنا اور بڑی آسمانی کتابوں کو مصدر ہدایت بتاتے ہیں۔

۴۔ گذشتہ اور آئندہ علوم ۲۔ امام فرماتے ہیں۔ ان عندنا علم ماکان ماہو کائن الی ان تقوم الساعة۔

کہ گزشتہ اور تا قیامت آئندہ تمام واقعات کا علم بھی ہمارے پاس ہے (کافی) پتہ چلا کہ قرآن کے مقابلے میں ان آسمانی کتابوں کو لانے اور ختم نبوت کو پامال کرنے کے بعد خاصہ خداوندی علم غیب پر بھی ۱۲۔ اماموں کا قبضہ ہو گیا اور ہمارے دور کے سنیوں کو بھی ان شیعہ عقائد کی سخاوت حاصل ہو گئی۔

مسئلہ نمبر ۱۲۔ آئینہ بیٹ و نذیر میں اور امت تفسیر قرآنی صرف علی سے پائیگی

امام محمد باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

لیریت محمد لا ایلہ بعیت و نذیر قال فان قلت لا فقد

۱- اکثر علماء شیعه را اعتقاد آنست که حضرت امیر و سائر آنکه افضل اندانند سائر پیغمبران و احادیث مستفیضه بلکه متواتره از آنکه خود در پس بات روایت کرده اند احویات القلوب مجلسی

۱۔ ان عندنا علم التورات

والانجيل والزبور وتبيان - ماني الالواح
 وفي رواية عندنا الصحف
 صحف ابراهيم وموسى واصول
 كافي ص ۲۲۵) باب ان الانعمة ودرثوا علم
 النبي وجميع الانبياء -

۲۔ جلال العيون حالات علیؑ کی ایک طویل روایت میں پیدائش علیؑ کے موقع پر حضورؐ کا یہ ارشاد منقول ہے ”کہ علیؑ نے پیدا ہوتے ہی حضرت ابراہیمؑ و نوحؑ کے صحیفے، موسیٰؑ کی نورات ایسے فر فر سادی کہ ان پیغمبروں سے زیادہ اچھی آپ کو یاد تھیں۔ پھر ساری انجیل پڑھ سنا کی کہ اگر عیسیٰ حاضر ہوتے تو اقرار کرتے کہ یہ مجھ سے زیادہ انجیل کے قاری و عالم ہیں پھر وہ (سارا) قرآن پڑھ ڈالا جو مجھ پر (پیدائش علیؑ کے ۱۰ سال بعد) نازل ہوا۔ بے آنکہ از من نشنود۔ جو مجھ سے پڑھے سنے بغیر آپ کو یاد تھا (جلال العيون ص ۱۸ فارسی)

یہاں سے پتہ چلا کہ شیعہ عقیدہ میں حضرت علیؑ کا علم تمام انبیاء و رسل سے زیادہ تھا اور وہ حضور علیہ السلام کے بھی علوم قرآن میں محتاج اور شاگرد نہ تھے۔ اور شیعہ صرف امام سے تعلیم پانا فرض جانتے ہیں۔ اور اماموں کے سوا علوم نبوت کو اور ان کے مخارج و مصادرو کو باطل کہتے ہیں (باب انما لم یخرج من عندہم فہو باطل کافي)
 توشیعہ بواسطہ ائمہ خدا کے شاگرد ٹھہرے نبوت کی تعلیم سے ان کا رشتہ منقطع ہے۔ یہی رسول کی نبوت کا انکار۔ اور یعلمہم الکتاب الحکمة سے محرومی ہے، شیعہ نے آئمہ کو پیدائشی عالم لدنی مان کر نبوت کا صفایا کر دیا۔

مسئلہ نمبر ۱۲۵۔ آئمہ اپنی حکومت میں یہودی نظام قائم کریں گے

اصول کافی ص ۳۹ پر باب ہے۔ آئمہ علیہم السلام کی حکومت جب قائم ہوگی تو وہ حضرت داؤد اور آل داؤد کی شریعت پر فیصلے کریں گے اور گواہ نہ مانگیں گے ان پر سلام رحمت اور رضوان ہو۔

۱۔ ایک طویل حدیث کے آخر میں امام نے فرمایا۔

انہ لا یموت منا میت حتی یخلف من بعدہ من یعمل بمثل عملہ
 ویسیر مسیرتہ و یدعو الی ما دعالید یا ابا عبیدۃ انہ لم یمنع ما
 اعطی داؤد ان اعطی سلیمان ثم قال یا ابا عبیدۃ اذا قام قائم آل
 محمد علیہ السلام حکم بحکم داؤد و سلیمان لا یسل بینہ۔

ہم ہیں سے جب کوئی مرتا ہے تو ضرور اپنے بعد ایسے شخص کو چھوڑتا ہے جو اسی کی مثل عمل کرنے والا اور اسی کی سی سیرت رکھتا ہو اور اسی کی طرح بلائے والا ہو۔ اے ابو عبیدہ جو داؤد کو خدا نے عطا کیا تھا۔ اس کے پاس میں سلیمان کے لیے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی پھر فرمایا اے ابو عبیدہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا۔ تو وہ داؤد و سلیمان علیہما السلام کی طرح بغیر گواہ لیے مقدمات کا فیصلہ کریں گے (ترجمہ الشافی ص ۴۹)۔

۲۔ امام جعفرؑ نے فرمایا۔ دنیا اس وقت ختم نہ ہوگی جب تک کہ میری نسل سے ایک آدمی نکلے جو آل داؤد کے نظام پر فیصلے کرے گا۔ گواہ نہ مانگے گا ہر جی کو اس کا حق دے گا (کافی ص ۳۷۸)
 ۳۔ عمار سابطی کہتے ہیں۔ میں نے امام جعفرؑ سے پوچھا تم فیصلے کس قانون پر کرتے ہو۔ فرمایا۔ اللہ کے اور حضرت داؤد کے قانون پر کرتے ہیں جب ایسا مسئلہ آجائے تو ہم سے حل نہ ہو سکے تو روح القدس (جبریل) ہم سے ملاقات کر جاتا ہے۔

۴۔ حضرت زین العابدینؑ سے جب یہی بات پوچھی گئی تو آپؑ نے بھی فرمایا ہم داؤدی نظام پر فیصلے کرتے ہیں اگر کسی بات سے عاجز آجائیں تو روح القدس ہمیں بتا جاتی ہے (ایضاً)
 ہم نے اس باب کی ۴ روایتیں سامنے رکھ دی ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ شیعہ نظام امامت کا مقصد دراصل یہودیت کی ترویج اور اسرائیلی حکومت سب دنیا پر نافذ کرنا ہے۔ کوئی امام یہ نہیں کہتا کہ وہ قرآن و سنت یا محمدی قانون سے فیصلے کرتا ہے بار بار حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا نام لیتے ہیں۔ حالانکہ پہلی سب شریعتیں اور نظام ہائے عدالت منسوخ ہیں، خدا نے ان پر فیصلوں کو جاہلیت کے فیصلے کہا ہے (پ ۱۲ ع ۱۲) یہودی اور عیسوی مذہب کو خلاف اسلام کہہ کر غیر مقبول اور باعث خسارہ بتایا ہے (پ ۱۷ ع ۱۷) اور

صرف قرآن پر فیصلے کرنے کا حکم دیا ہے (پٹ ع ۱۱) نیز مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعت محمدی اور قرآن و سنت پر حکومت کریں گے اور یہود و نصاریٰ کا نظام ختم کر دیں گے۔ سب دنیا مسلمان ہو جائے گی۔

شیعہ مذہب اسلام کا کتنا بڑا دشمن ہے کہ نسل رسول کو بھی (معاذ اللہ) یہودیوں کا نمائندہ اور مبلغ و حاکم بتا رہا ہے۔ کیوں نہ ہو جب اس مذہب کا بانی عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ وہ کیسے اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کرتا۔ اور آج کا ایران یہودیوں سے اچھے تعلقات قائم کر کے ان سے اسلحہ لے کر عربوں کو ختم کرنے اور حرمین شریفین پر یہودی قبضہ دلانے کے منصوبے کیوں نہ بنائے۔ کاش ہمارے صحافیوں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کو یہ بات نظر آ جاتی۔

مسئلہ نمبر ۲۶:-

عقیدہ امامت میں ایمان کی بنیاد اسرائیلی یا دگائیں ہیں

۱۔ آئمہ تورات کے وارث ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے برہبر نے کہا تورات انجیل و کتب انبیاء کا علم آپ کو کہاں سے حاصل ہوا فرمایا وہ دراثہ ہم کو ان سے پہنچتا ہے ہم اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ پڑھتے تھے اور ہم وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے خدا ایسے کو اپنی حجت نہیں قرار دیتا جس سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے میں نہیں جانتا۔ (الشافی ص ۲۵۹ کافی عربی ص ۲۲ ج ۱)۔

مفضل بن عمر سے اگلی روایت میں ہے میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا۔ میں نے آپ سے ایسا کلام سنا جو عربی نہ تھا خیال کیا سر یانی ہے فرمایا ہاں میں ایسا نبی کو یاد کر رہا تھا وہ نبی اسرائیل کے بڑے عبادت گزار نبی تھے۔ واللہ میں نے کسی یہودی عالم کو اس سے اچھے لمجے میں پڑھتے نہیں سنا (ایضاً ص ۲۲۸)۔

ب۔ اسم اکبر و اعظم تورات میں ہے۔ کتاب اسم اکبر ہے جو مشہور ہے۔ تورات و انجیل و فرقان سے لیکن اتنا ہے نہیں اس میں کتاب نوح و صالح و شعیب و ابراہیم بھی ہے جیسا کہ خداوند فرماتا ہے کہ یہ پہلے صحیفوں صحف ابراہیم و موسیٰ میں بھی ہے، صحف ابراہیم کیا ہیں صحف ابراہیم و موسیٰ اسم اکبر ہیں (الشافی ص ۳۳۸-۳۳۹ ج ۱ کافی فارسی ص ۲۲۵ میں ہے۔

ابو بصیر امام جعفر سے راوی ہے کہ ہمارے پاس وہ صحیفہ (تورات) ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحف ابراہیم و موسیٰ کہا ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں کیا یہی الواح ہیں فرمایا ہاں (اصول کافی ص ۲۲۵ ج ۱)۔

ج۔ اپنے علم اور رسول اللہ کے علم کی نسبت حضرت اسماعیل و ابراہیم کی طرف نہیں کرتے بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہیں۔ امام جعفر نے فرمایا سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور محمد سلیمان کا وارث ہوا اور ہم محمد کے وارث ہیں ہمارے پاس تورات انجیل زبور ہے اور موسیٰ کی تختیوں کی تفسیر بھی ہے (اصول کافی ص ۲۲۵ ج ۱)۔

د۔ حضرت اسماعیل کے کسی معجزہ و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے۔

۱۔ امام باقر فرماتے ہیں موسیٰ کا عصا حضرت آدم کے پاس تھا پھر شعیب کے پاس پھر موسیٰ بن عمران کے پاس رہا اور اب وہ ہمارے پاس ہے میں اسے تازہ دیکھ کر آیا ہوں جیسا کہ وہ درخت سے کاٹا گیا تھا وہ بولتا ہے جب میں بلواتا ہوں وہ ہمارے قائم کے لیے بنایا گیا ہے اس سے آپ وہی کام لیں گے جو موسیٰ علیہ السلام لیا کرتے تھے (باب ما عند الائمة من المعجزات کافی ص ۲۳ ج ۱)۔

۲۔ امام صادق نے فرمایا ہمارے پاس الواح موسیٰ، عصا موسیٰ ہیں، اگلی امام باقر کی روایت میں ہے کہ قائم کے پاس وہ حضرت موسیٰ کا وہ پتھر ہوگا۔ جس سے ہر منزل پر چشمہ پھوٹیں گے بھوکے سیر ہوں گے پیاسے سیراب ہوں گے تا آنکہ وہ کوفہ کے سامنے نہج پر اتریں گے۔

۳۔ حضرت علی نے فرمایا۔ امام (مہدی) تم پر ظاہر ہوگا تو اس پر آدم کی قبض ہوگی اس کے ہاتھ میں سلیمان کی انگوٹھی اور موسیٰ کا عصا ہوگا۔ اگلی روایت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبض پاس ہونے کا ذکر ہے (کیونکہ جو نبی کسی علم معجزہ وغیرہ کا وارث ہوا دن آل محمد کو ملا ہے (اصول کافی ص ۲۳۲ ج ۱)۔

ان تمام روایات سے ظاہر ہے کہ آئمہ دراصل اسرائیلی ہیں وہ ان کے ہی تمام تبرکات و معجزات اور سکنہ و تابوت تک کی وراثت کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں کسی چیز کی جد رسول

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت نہیں کرتے۔ یہی یہود بیت نوازی ہے اور یہود کے اس شبہ کو تقویت دینا ہے۔ کہ اس پیغمبر کو تو علماء یہود پڑھا جاتے ہیں۔ تو قرآن ان کی نزدیک میں وان کنت حنفی دین ممانزلنا سے چلیج اتاڑتا ہے۔ اس کے جواب میں یہودی علماء تو سہم جاتے ہیں لیکن شیعہ آئمہ اپنے تمام علوم کی نسبت و وراثت انبیاء بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہیں اور قرآن کے محرف ہونے اور مثل بن سکھنے کے دعاوی کرتے ہیں جیسے عنقریب آ رہا ہے۔

امام صادقؑ فرماتے تھے میرے پاس سفید جعفر (صندوق) ہے اس میں حضرت داؤد
کی زبور، حضرت موسیٰ کی تورات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے صحیفے ہیں اور حلال و حرام کے احکام ہیں اور ہمارے پاس مصحف فاطمہؑ ہے ما ازعم
ان فیہ قراناً فیہ ما یحتاج الناس الینا ولا نحتاج الی احد۔ اس صندوق
اور مصحف فاطمہؑ میں قرآن بالکل نہیں۔ ہاں اس میں وہ تمام احکام شرع ہیں جن کی لوگوں
کو ہم سے ضرورت ہے اور ہمیں کسی کی محتاجی نہیں (اصول کافی کتاب الحجۃ ۲۴ صحیفہ جعفر
کا باب۔

نوٹ :- اس سے صاف معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ و امامیہ وہی سابقہ یہودی اور اسرائیلی کتب شرائع پر مبنی ہے قرآن کی خود نفی کر رہے ہیں اور سب پر اپنا یہودی مذہب ٹھونس رہے ہیں۔
مسئلہ نمبر ۲۷ :-

امامت کا منکر کافر ہے۔

۱۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ ہم اسی وہ لوگ ہیں جن کی فرمانبرداری اللہ نے فرض کی ہے ہماری معرفت بغیر لوگوں کو چارہ نہیں ہماری پہچان نہ ہونے میں لوگوں کو معذور نہیں سمجھا جاسکتا۔ من عرفنا کان مومننا ومن انکرتنا کان کافرا۔ جو ہمیں جانے پہچانے گا وہ مومن ہوگا اور جو ہمیں انکار کرے گا وہ کافر ہوگا (اصول کافی ص ۱۸۷ فرض طاعتہ الاثم)

۱۔ فلا یبدخل الجنة الا من
عرفنا و عرفناه ولا یبدخل النار

10.

۴۴۔ قرآن کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۲۸:- قرآن ناقص ہے اور دو تہائی غائب ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال ان القرآن النذی جاء به
جبریل علیہ السلام الی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر
الف آية (اصول کافی ص ۳۳۷ ج ۲)

حالانکہ عہد نبوت سے لے کر تا ہنوز قرآن ۶۶۶ آیات پر مشتمل پڑھا اور لکھا جاتا آ رہا ہے۔ کوئی مسلمان ایک حرف کی بھی بعد از نبوت کمی بیشی کا قائل نہیں۔

کیونکہ خدا کا فرمان ہے۔

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ پ ۱۷ ع ۱۔
بیشک قرآن ہم نے ہی اتارا۔ ہے ہم ہی
اس کے پکے محافظ ہیں۔

لیکن شیعہ فرقہ ۳۴۔ آیات کو ساقط اور غائب مان کر قرآن کو ترمیم شدہ اور دو تہائی ناقص مان رہا ہے اور زبان زد عام اس فقرہ سے بھی بڑھ گیا۔

”کہ شیعہ کے ہاں قرآن چالیس پارے کا تھا۔ اپارے بکری کھا گئی۔“
بلکہ شیعہ سبھی قرآن کے ضائع ہونے کے قائل ہیں۔ جابر امام باقرؑ سے روایت کرتا ہے
کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا۔

وقع مصحف فی البحر فوجدوه قرآن سمندر میں گر گیا۔ لوگوں نے تلاش کر

وقد ذهب ما في هذا
الآية إلا إلى الله تصيرا لا مودر
(اصول کافی ص ۳۲ ج ۲)
لیا تو اس آیت کے سوا سب کچھ منالغ
ہو گیا سنو تمام امور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔
(گویا قرآن خدا کے پاس لوٹ گیا)

مسئلہ نمبر ۲۹

اماموں کے سوا قرآن جمع کنیوالے کذاب ہیں

عن جابر قال سمعت ابا
جعفر علیہ السلام یقول ما
ادعی احد من الناس انه جمع
القران کله کما انزل الا کذاب
وما جمعه وما حفظه کما نزلہ
الله تعالی الا علی بن ابی طالب
والآئمة من بعده علیہم السلام
(اصول کافی ص ۲۸ ج ۱ - باب انہ لم
یجمع القرآن کله الا الائمة)

مسئلہ نمبر ۳۰

اماموں نے اصلی قرآن چھپا ڈالا

اصول کافی ص ۳۳ کتاب فضل القرآن میں ہے
سالم بن سلمہ کہتے ہیں ایک شخص امام جعفر صادق کو قرآن سنا رہا تھا اور میں بھی
پاس بیٹھا سن رہا تھا اس کے حروف و الفاظ ایسے نہ تھے جیسے سب مسلمان پڑھتے ہیں
امام جعفر نے فرمایا تو اس قرآن سے رک جا اسی طرح پڑھ جیسے لوگ پڑھتے ہیں حتیٰ کہ امام
قائم (مہدی) آجائے۔

فاذا قام القاسم قرع کتاب
الله عزوجل علی حده -
جب قائم مہدی آجائے گا تو وہ اللہ کی
کتاب کو ٹھیک پڑھے گا۔

پھر امام جعفر نے وہ قرآن نکالا جو حضرت علی نے لکھا تھا اور فرمایا یہ علی نے لوگوں
کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا یہ اللہ کی کتاب ہے جیسے اس نے اتاری حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر میں نے اس کو دو تختیوں سے جمع کیا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا ہمارے پاس جامع قرآنی
نسخہ ہے جس میں سب قرآن جمع ہے ہمیں اس کی حاجت نہیں۔ حضرت علی نے قسم کھا کر
فرمایا اس دن کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ میرے ذمے تو جمع کر کے بتلانا تھا تاکہ تم پر حجت
نور فرمائیے جابر جعفی جیسے دشمنان قرآن نے قرآن کو بے اعتبار کرنے کے لیے کیسے
حربے استعمال کیے ہیں کبھی سمندر میں گر کر سارا قرآن مٹا رہے ہیں، کبھی دو تہائی غائب کر رہے
ہیں کبھی اماموں کے سوا تمام جامعین قرآن قراء صحابہ کو حفاظ کو کذاب بتا رہے ہیں تاکہ
ان سے کوئی قرآن نہ پڑھے نہ سیکھے اب حضرت علیؑ و آئمہ اہل بیتؑ پر یہ بہتان باندھ رہے
ہیں کہ انہوں نے اصلی آسمانی قرآن چھپا دیا کسی ایک آدمی کو بھی نہ پڑھایا۔ حضرت امام مہدی
کو پارسل کر دیا کہ وہی اپنے دور میں اگر قرآن کی تعلیم دیں گے اور اب تک شیعہ و سنی
سمیت تمام دنیا قرآنی تعلیمات و برکات سے محروم چلی آ رہی ہے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۳۱

قدیم و جدید تمام شیعہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کے قائل ہیں

شیعہ کی معتبر تفسیر صافی مؤلف محسن فیض کا شانی المتوفی ۱۰۹۱ھ طبروت کا چھٹا مقدمہ یہ ہے
قرآن کے جمع کرنے اور قرآن میں تحریف و کمی زیادتی ہونے اور اس کی حقیقت بیان
پہلی حدیث بحوالہ کافی یہ ہے کہ امام ابو الحسن علی نقی نے فرمایا۔

اقروا کما علمتمو فنجیکم
تم ابھی اسی طرح قرآن پڑھو جیسے تمہیں سکھایا

یہ تختیوں کا ذکر قابل توجہ ہے تو رات کے مطابق حضرت موسیٰ کو اللہ کی طرف سے دو لوحیں عطا ہوئیں
جن پر احکام عشرہ درج تھے۔ اس کا واضح مطلب یہ تو نہیں کہ امام مہدی دراصل قرآن کے بجائے (بقول
شیعہ اصلی قرآن) تو رات کا مجموعہ پیش کر کے اس کی تعلیم دیں گے اور یہودیت شیعوں سے یہی کام
لینا چاہتی ہے۔

من يعلمكم -

گیا۔ جلد ہی امام مہدی آنے والا ہے وہ نہیں
صحیح قرآن کی تعلیم دے گا۔

دوسری حدیث وہی سالم بن سلمہ والی ہے جو کافی سے ہم نقل کر چکے۔

تیسری حدیث بروایت کافی بزنطی سے یہ ہے کہ ”امام ابو الحسن نے ایک تہران
مجھے دیا اور کہا اسے دیکھنا نہیں میں نے (فرمان امام کے خلاف) اسے کھولا اور پڑھنے لگا اس
میں سورت لویکین الذین کفروا میں ستر قریش کے باپ دادوں سمیت نام
تھے (گویا الیکشن ووٹروں کی فہرست تھی) امام کو پتہ چلا تو میری طرف آئی بھیجا کہ یہ قرآن مجھے
واپس کر دے“

یہاں سے پتہ چلا کہ امام موجودہ قرآن پر ایمان نہ رکھتے تھے ایک ادب عجیب و غریب قرآن
کے قائل تھے مگر دُر اور تقیہ کی وجہ سے نہ لوگوں کو اس کی تعلیم دی نہ انہ خود پڑھنے دیا اور تمام عمر
کتمان ما انزل اللہ کا جرم کیا حالانکہ خدا نے منزل قرآن چھپانے والوں پر لعنت
فرمائی ہے (پت ع ۳ البقرہ)

چوتھی حدیث بروایت عیاشی امام باقر سے مروی ہے۔

لو لا انما ذی فی کتاب اللہ ونقص اگر کتاب اللہ میں اضافہ اور کمی نہ کی جاتی تو
ما خفی حقنا علی ذی حجبی ولو قد قام ہمارا حق کسی عقل مند پر چھپا نہ رہتا۔ جب
قائمنا فنطق صدقہ القرآن ہمارا قائم آئے گا اور بولے گا (نور اہل قرآن)
اس کی تصدیق کرے گا۔

۵۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام لو قرع القرآن کما انزل لافیتنا

فیہ مسمین۔

پانچویں حدیث یہ ہے کہ امام جعفر نے فرمایا۔ اگر وہ قرآن پڑھا جاتا جو خدا نے اتارا تو
ہمیں نام بنام اس میں پاتا۔

سید ظفیر حسن اور جوئی متقدم کا انہ اپنے رسالہ عقائد الشیعہ میں لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم
ہو کہ آیات کی ترتیب میں بھی فرق ہے بعض سورتوں سے آیات کم بھی کر دی گئی ہیں۔

۵۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو قرآن موافق تنزیل حضرت علیؑ نے جمع کیا تھا وہ نسل بعد نسل
ہمارے آئمہ کے پاس محفوظ رہا اب وہ ہمارے بارہویں امام علیہ السلام کے پاس ہے عقائد الشیعہ
ص ۳۸ مطبوعہ شمیم بکڈ پوکرچی، نیز ص ۴۹ پر لکھا ہے۔ امت کی ہدایت کے لیے صرف قرآن
کافی نہیں۔ اور قاضی نور اللہ شوشتری نے بھی مجالس المؤمنین میں قرآن کو امام کے بغیر ناقابل حجت
بتایا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲: قرآن میں کفر کے ستون چھوڑا قرآن اور رسول خدا کی مذمت ہے (معاذ اللہ)

”تفسیر صافی ہی میں حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے۔

کہ جب صحابہؓ سے بکثرت ایسے سوالات ہوئے جن کی حقیقت نہ جانتے تھے تو وہ قرآن
کی تالیف اور جمع کرنے پر مجبور ہو گئے اور اپنی طرف سے ایسی باتیں شامل کیں جن سے اپنے
کفر کے ستون قرآن میں کھڑے کر سکیں تو ان کے منادی نے اعلان کیا جس کے پاس (عہد
نبوی کی) کوئی قرآنی تحریر ہو وہ لے آئے انہوں نے قرآن کی تالیف و ترتیب ان لوگوں کے
سپر د کی جو اولیاء اللہ (اہل بیت) کی دشمنی میں ان کے موافق تھے تو انہوں نے اپنے اختیار
چننا۔ سے قرآن کی تالیف کی جس سے غور و فکر کرنے والے کو پتہ چل جاتا۔ یہ کہ انہوں نے
گٹھ بڑھ کی اور انفراد کیا۔ اتنا حصہ باقی چھوڑا جسے اپنے موافق سمجھا حالانکہ وہ بھی ان کے خلاف
ہے قرآن میں عیب دار اور قابل نفرت باتیں زیادہ کر دیں۔۔۔ کتاب اللہ میں جو نبی علیہ
السلام کی مذمت اور عیب جوئی ہے وہ محدثوں کی بناوٹ ہے (معاذ اللہ) (تفسیر صافی
ص ۴۷ مقدمہ ششم)۔

مسئلہ نمبر ۳۳: قرآن میں ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے نقلی اور ضائع شدہ (معاذ اللہ)

مفسر صافی ایسی لرزہ خیز روایات کے بعد فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اہل بیتؑ کے طریقہ و سند سے ان تمام احادیث و روایات سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ۔

۱۔ ہمارے سامنے موجود قرآن وہ نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا تھا۔

۲۔ بلکہ اس کا کچھ حصہ خدا کی تتبیل کے برخلاف ہے۔

۳۔ کچھ تبدیل شدہ اور محرف ہے۔

۴۔ بہت سی چیزیں نکال دی گئیں جن میں بہت سے مقامات پر حضرت علیؓ کا نام

وغیرہ تھا۔

۵۔ یہ خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب پر بھی نہیں۔

مفسر صافی احتجاج طبرسی کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

اگر میں وہ سب کچھ تیرے سامنے کھول دوں جو قرآن سے نکالا گیا اور اسی قسم سے تحریف تبدیل کیا گیا تو بات بہت لمبی ہو جائے گی جس کے اظہار سے لقیہ روکتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں ہمارے عموم لقیہ کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ قرآن تبدیل کرنے والوں کے ناموں کی صراحت کی جائے اور نہ ان چیزوں کی نشاندہی ممکن ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے قرآن میں ثابت کر دی ہیں کیونکہ اس سے اہل کفر کے دلائل کو تقویت ملے گی (مقدمہ صافی ص ۴۶)۔

عصر حاضر کا ایک دشمن قرآن شیعہ مولف عبد الکریم مشتاق لکھتا ہے۔

تکسی شے کا آنکھوں سے اوچھل ہونا اس کے ناپید ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا اس اصلی قرآن پر ایمان ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ اس دنیا میں موجود ہے جیسے غیر مطہرین چھوٹک نہیں سکتے جب کہ تمہارا۔ (اے سینو) ایمان صرف نقلی قرآن پر ہے جسے ہر ناپاک چھو سکتا ہے وہ اکیلا بے یار و مددگار ہے۔ جب کہ ہمارا قرآن امام طاہر کا دائمی ساتھی ہے۔ تمہارے قرآن کا کثیر حصہ اذہاب ہو چکا یعنی ضائع ہو چکا۔

(شیعہ مذہب حق ہے ص ۱۱۶) نیز ص ۱۲۸ پر لکھا ہے تو انہوں (آئمہ) نے سب سے پہلے اپنے دائمی ساتھی قرآن کو محفوظ کیا اور ناپاک ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے بچا لیا (یعنی صحابہ و ائمتہ رسول سے قرآن چھپا دیا)۔

مسئلہ ۱۳۴۔ روایا تحریف قرآن متواتر دو تہرے زیادہ عقیدہ کی طرح واجب الایمان ہیں امامت

۱۔ شیعہ کے مشہور مجتہد حسین بن محمد نقی نوری طبرسی ایرانی نے اثبات تحریف پر ۲۸ صفحہ کی کتاب لکھی ہے جس کا نام فصل الخطاب فی توحیف کتاب رب الارباب ہے وہ لکھتے ہیں۔ وہی کثیرہ جہد احتی قال السید نعمت اللہ الجزائری ان الاخبار الدالة على ذلك تزيد على الفی حدیث وادعی استفاضتها جماعة کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی وغیرہم بل الشیخ ایضا صرح فی البیان بکثرتها بل ادعی قواثرها جماعة (فصل الخطاب ص ۲۲۴ از کشف الحقائق ص ۱۵۴)۔

تحریف قرآن کی شیعہ روایات بہت ہی زیادہ ہیں حتیٰ کہ سید نعمت اللہ جزائری کہتے ہیں (شیعہ کے ہاں) بگاڑ قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث دو تہرے زیادہ ہیں، علامہ مفید محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم نے شہرت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ شیخ طوسی نے بھی بیان میں صراحت کی ہے بلکہ ایک جماعت نے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

۲۔ خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی مراۃ العقول شرح اصول کافی ص ۵۳۴ مطبوعہ اصہبان میں لکھتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور کثیر تعداد میں احادیث صحیحہ قرآن میں کمی اور اس کی تحریف میں صریح ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں متواتر المعنی ہیں اور تمام روایتوں کو ترک کرنے سے پورے فن حدیث سے اعتماد اٹھ جائے گا بلکہ میرے خیال میں تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں اگر روایات تحریف کا اعتبار نہ کیا جائے تو روایات سے مسئلہ امامت کیسے ثابت ہوگا (بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۵۳)۔

۳۔ وروی عن کثیر من قدماء الروافض ان هذا القرآن الذي عندنا ليس هو الذي انزلہ الله على محمد صلی اللہ علیہ وسلم بل غیر و بدل وزید فیہ ونقص عنہ (فصل الخطاب ص ۳۳۳ کشف الحقائق ص ۱۵۵)۔

مترجم :- اور بہت سے متقدمین شیعہ سے یہ عقیدہ مروی ہے کہ موجودہ قرآن وہ

نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا اور اضافہ بھی کیا گیا اور کمی بھی کی گئی۔

مسئلہ نمبر ۵۳ :-

اصول کافی سے بطور نمونہ محرف آیات قرآنی

اب آخر میں شیعہ کی سب سے صحیح اور معتبر ترین کتاب، دل کافی، کے باب فیہ نکت و منتف من التنزیل فی الولاية (امامت کے متعلق قرآن میں کانٹ چھانٹ کا بیان) سے ۴۳۶ تک کی ۹۲ آیات محرفہ میں سے صرف دس بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ بقول شیعہ ل قرآن سے نکال دیئے گئے۔

۱۔ امام صادق فرماتے ہیں یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ وَوَلايَةِ الْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَتَدْفَرُ فَوْزًا عَظِيمًا (پیک احزاب ۷)

۲۔ امام صادق فرماتے ہیں اللہ کی قسم یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ كُلِّ مَلَكٍ فِي مَعْمَدٍ وَعَلَىٰ وَفَا طَمَّةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَلَنَسِي (پیک طہ ۷)

۳۔ امام باقر فرماتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت حضرت محمد پر یوں لائے تھے

بِسْمِ اللَّهِ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنْتَ نَزَلَ اللَّهُ فِيكَ عَلَىٰ بَغِيًّا۔

۴۔ جابر کہتے ہیں جبریل علیہ السلام حضرت محمد پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

وَأَنْ كُنْتُ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا عَلَىٰ فَالْتَوَيْتُ سُوْرَةً مِنْ مَسْئَلِهِ (پیک ۳۷)

۵۔ امام صادق فرماتے ہیں حضرت جبریل حضرت محمد پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا فِي تَوْرٍ مُبِينٍ (پیک ۴۴ سورت نساء)

حالانکہ قرآن میں اس طرح آیت نہیں ہے۔

وَمَا لَمْ يَأْتِهَا النَّاسُ وَدُجَاءُكُمْ بِرُهَاً مَنْ قَرَّبَكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا۔ گویا شیعوں نے علی کی کمی کے ساتھ باقی خط کشیدہ الفاظ کی قرآن میں زیادتی کے قائل ہیں۔

۶۔ امام رضا فرماتے ہیں یہ آیت کتاب اللہ میں یوں لکھی ہے۔

كُنْ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بَوَلَايَةً عَنِ مَا سَأَلَ مُحَمَّدٌ رَأْسَهُ يَا مُحَمَّدُ مَنْ وَلايَةِ عَلِيٍّ (پیک شوریٰ ۲۷)

۷۔ امام جعفر فرماتے ہیں یہ آیت اس طرح اتری تھی۔

فَسَدِّ لِمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ يَا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ بَيْنَ حَيْثُ انبَأْتُمْ رِسَالَةَ رَبِّي فِي وَلايَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ بَعْدِهِ (پیک ملک ۱۲)

۸۔ امام جعفر فرماتے ہیں اللہ کی قسم یہ آیت حضرت جبریل محمد پر اس طرح لائے تھے۔

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ بَوَلَايَةِ عَلِيٍّ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (پیک معارج ۷)

۹۔ امام باقر کہتے ہیں جبریل حضرت محمد پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَتَّىٰ هُوَ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَىٰ آلِهِ الَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَتَّىٰ هُم (پیک ۶)

۱۰۔ امام باقر فرماتے ہیں یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ لَكُنَّا فِي سُبْحَانَ يَوْمَئِذٍ وَنُورٍ (پیک ۷۷ سورت انعام)

قصہ مختصر شیعہ یقیناً قرآن کو اقصیٰ بے اعتبار اور کتبہ سابقہ کی طرح محرف و مشدہ

مانتے ہیں حکومت قرآن کی حفاظت اور صحت کی ذمہ دار ہے وہ ایسی کتب اور شیعہ مترجم

قرآنوں کو جیسے ترجمہ مقبول و فرمان علی وغیرہ ضبط یوں نہیں کرتی جن میں اپنے عقیدہ کے

تحت قرآنی آیات محرفہ کی وہ نشانہ دہی کرتے ہیں اور لاکھوں لوگوں کو شک فی القرآن میں

بتلا کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ شیعہ "الچور کو تو ال کو ڈانٹے" کا مصداق بعض کتب اہل سنت سے

آیات منسوخہ پیش کر کے تحریف کا معارضہ کرتے ہیں۔ حالانکہ نسخ کا مسئلہ جدا ہے اس پر نثرانی آیات دال ہیں۔ اہل سنت نہ تو تحریف کے قائل ہیں نہ قائل کو مسلمان جانتے ہیں۔ جب کہ شیعہ اپنی منواتر، دو ہزار سے زائد مرتبہ در تحریف روایات کے تحت قرآن کو محرف مانتے ہیں۔ قائلین کی تکفیر نہیں کرتے ایک اور اصلی امام کے پاس غامد میں پوشیدہ قرآن کے قائل ہیں۔

توحید، رسالت، ختم نبوت کے بعد قرآن کے متعلق بھی شیعہ کے کفریہ عقائد آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اصل بات وہی ہے کہ تشیعہ اسلام کے عنوان سے یہودیت کا پرچار ہے۔ تورات و انجیل اور زبور کی دراشت پر فخر اور ایمان و عقیدہ قرآن سے بڑھ کر ہے ان کے عقائد میں قائم ہمدی جو نیا قرآن پیش کرے گا وہ توہمات کا چربہ ہوگا۔ اور حضرت داؤد و سلیمان کے قوانین پر فیصلے اور حکومت کرے گا حوالہ جات ہم سب عرض کر چکے ہیں۔

۵۔ صحابہ کرامؓ کے متعلق عقائد

بغزت نبوی کی علت غائی، مکتب رسالت کے شاہکار، آفتاب ہدایت کی منور کرنیں، رسول خدا کی عمر بھر کی کمائی۔ تاسیس اسلام اور نزول قرآن کا مقصد عظیم، ہدایت الہی کا فیضان کثیر مدد سرحد میں شریفین کے مقدس تلامذہ خاتم النبیین علیہ السلام کی تعلیم قرینیت کا خلاصہ امت محمدیہ کے سردار اسلام کا اعجاز قرآن کا انقلاب اور آئمہ و اکسما من الناس کے تحت ایمان اور مسلمانی کا معیار حزب اللہ و حزب الرسول حضرات صحابہ کرام علیہم السلام و الابرار ہیں۔ وہ نہ بولتے تو خدا و رسول کی معرفت نہ ہو سکتی بلکہ خدا کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا آپ نے سچ فرمایا تھا۔

اللہم ان تھدک هذه العصابة
لے اللہ اگر تیرے میری اس جماعت صحابہ کو مار دیا تو کبھی کوئی تیری عبادت نہ کریگا۔
سو تعبد ابدًا۔ (بخاری)
اور ارشاد قرآنی بھی سچا ہے۔

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ
عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا (پک ۱۲ ع ۱۱)
مسلمانوں اور مومنین صحابہؓ کے سب سے
بڑے اور سخت دشمن آپ یہودیوں اور
مشرکوں کو پائیں گے۔

اس لیے شیعہ قرآن کے بعد صحابہ کرامؓ کے سب سے زیادہ دیرری دشمن ہیں مہاجرین ہوں یا انصار قریشی ہوں یا عام عربی، مکی ہوں یا مدنی رسول خدا کے معزز رشتہ والہ اہل بیتؓ ازواج مطہرات، بنات طاہرات ہوں، یا خلفاء راشدینؓ اور عام مومنین صحابہ کرامؓ ہوں، شیعہ ان کے ہر طبقے کے تباری دشمن ہیں کفار قریش کی "صحابہ دشمنی" قبول اسلام کے بعد محبت صحابہ میں تبدیل ہو سکتی ہے لیکن دشمن صحابہ شیعہ رافضی کی دشمنی حضرت علی المرتضیٰ کے ہاتھوں جہنم میں ڈالے جانے کے بعد بھی ہرگز نہیں بدل سکتی وہ بغض کیسا جو آگ میں گھل کر ختم ہو جائے۔ "علی ہمارا رب علی مشکل کشا" کہنے والے جن سبائی دشمنان صحابہؓ کو حضرت علیؓ نے جلایا تھا انہوں نے جلتے ہوئے بھی یہ شرک و بغض نہ چھوڑا تھا اب آپ "نقل کفر کفر نہ باشد" جگر پر پتھر رکھ کر کفریات سنئے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۶۔

تین کے سوا تمام صحابہ کرامؓ مرتد ہیں (معاذ اللہ)

دوی الیاشی عن الباق علیہ
الصلوة والسلام قال کان الناس اهل
ردة الا ثلاثا (ابو قتادہ سلمانی)
والو ان یبایعوا حتی جاء و بایعوا
المومنین علیہ السلام مکبرھا
فبایع رافضی صانی ۳۸۶ ج ۱ پک ۱
وما محمد الا رسول و جال کشی
ص ۱ اصول کافی ص ۳۲۲ ج ۲)
امام باقرؓ فرماتے ہیں تمام لوگ (صحابہ) مرتد ہو گئے مجزئین کے۔ انہوں نے (ابوبکرؓ) بیعت سے اس وقت تک انکار کیا۔ جب لوگ حضرت علیؓ کو بھی مجبوراً لے آئے اور آپ نے بھی ابوبکرؓ کی بیعت کر لی (پھر انہوں نے بھی اتباع علیؓ میں بیعت کر لی) اور سب صحابہؓ مرتد ہو گئے ہم تقیاً باقی حقیقتہ (معاذ اللہ)

ما مقانی نے ارتداد صحابہ والی روایات کو منواتر کہا ہے (تنقیح المقال) ص ۲۱۶

مسئلہ نمبر ۳۷- حضرت مقدادؓ کے سوانح میں جو صحابی شکر الیمان تھے

ازداد والی بالارویات میں ہے رووی نے پوچھا عمار کو کیا ہوا۔ امام نے بتایا۔
 کان جاض جیضہ شمع جمع عمار بھی گمراہ ہو گئے تھے پھر پٹے پھر فرمایا
 شمع قال ان اردت الذی لو اگر تو ایسا مومن چاہتے ہو جس نے شک
 یشک ولو بید خلد شی نہ کیا ہو تو وہ صرف مقداد بن اسود ہیں۔
 فالعقداد (رجال کشی ص ۸)

مسئلہ نمبر ۳۸-

خلفاء راشدینؓ کو گالیال

۱- خمینی کے ممدوح ملا باقر علی مجلسی حق الیقین میں لکھتے ہیں۔
 تقریب المعارف (شیعہ کتاب) میں روایت ہے کہ حضرت زبیر العابدینؓ سے ان
 کے آزاد کردہ غلام نے پوچھا میرا جو آپ کے ذمے حق الخدمت ہے اس کی وجہ سے حضرت
 ابوبکر و عمرؓ کا حال سنائیں۔

حضرت فخرود ہر دو کافر لہو دندہ ہر کہ حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے۔
 ایشال برادوست دار و کافر است (معاذ اللہ) اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے
 جیسے سب اہل سنت، وہ بھی کافر (حق الیقین ص ۵۲۲)

ہیں (معاذ اللہ)

۲- نیز حق الیقین ص ۳۲۲ پر حضرت ابوبکر و عمرؓ کو فرعون و ہامان کہا ہے اور ص ۲۵۹
 پر حضرت عمرؓ کے حسب و نسب پر اشتعال انگیز تہمت لگائی ہے۔

۳- پاکستان کے بے ضمیر صحافیوں کے ممدوح قائد شیعہ انقلاب خمینی لکھتے ہیں۔

ہم ایسے خدا کی پرستش نہیں کرتے جو یرید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں اور بدتماشوں
 کو امارت و حکومت سپرد کر دے (کشف الاسرار ص ۱۱)

۱۰ لاکھ مسلمانوں کے سفاک قاتل خمینی کی خدمت میں عرض ہے کہ امارت و حکومت

خدا ہی لیتا دیتا ہے اللہ مالک المملک تو فی المملک من تشاء اع الایہ مگر
 آپ تو خدا کی عبادت کے منکر ہو کر کلمے کافر ہو گئے گو پاکستان کے ملک دشمن ذرائع ابلاغ
 اور مروجہ صحافت و سیاست آپ کو قائد اسلامی انقلاب کہتی رہے۔ اسی خمینی نے کشف
 الاسرار وغیرہ میں حضرت ابوبکر و عمرؓ پر الزام تراشی اور کردار کشی اور ان کی مخالفت قرآنی میں قلم
 زور کا زور تحریر ختم کر دکھایا ہے۔ کاش ہمارے سنی صحافیوں اور سیاسی لیڈروں کی آنکھیں کھلتیں یا
 بلکہ اس نے خوابیدہ مسلمانوں کی غیرت کو یوں لدا کا رہے۔ "میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ
 میں داخل ہوں گا (یہود کے ایجنٹوں سے خدا کی پناہ) تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں کو (حضرت ابوبکر و عمرؓ) خسران
 و خلفاء رسولؐ کو نکال باہر کروں گا پفلٹ خطاب بہ نوجوانان مطبوعہ فرانس بجوالد استاد خمینی
 ص ۱ مطبوعہ مرکزی مجلس علماء پاکستان لاہور۔

مسئلہ نمبر ۳۹- حضرت عائشہ صدیقہ و حفصہ امہات المؤمنینؓ کو گالیال

۱- چوں قائم ملاحظہ شود عائشہ رازندہ جب ہمارا قائم نکلے گا عائشہ کو زندہ کیے گا
 کند تا برادہ بزند و انتقام فاطمہ از د بکشند اس پر حد جاری کر کے ظالم کا بدلہ لے گا۔
 (حق الیقین مجلسی ص ۳۲۲)
 (اس ملعون نے عائشہ و ثمنی سے حضرت فاطمہؓ عقیقہ پر قذف لگانے کی نسبت کر
 دی، معاذ اللہ۔)

۲- یہی مجلسی حرم رسولؐ کو "عائشہ غدارہ" کا ناپاک لفظ کہتا ہے (تذکرۃ الأئمہ ۶۶)
 ۳- حیات القلوب میں ام المؤمنین حفصہ طاہرہ اور عائشہ صدیقہؓ کو "آل دو منافقہ"
 "عائشہ ملعونہ گفت" کے خبیث الفاظ میں گالی دی ہے۔

مجلسی کی یہ وہ کتابیں ہیں جن کے پڑھنے کی خمینی اپیل کرتا ہے۔
 "فارسی کی وہ کتابیں جو مجلسی مرحوم نے فارسی وال ایرانی لوگوں کے لیے لکھی ہیں انہیں
 پڑھتے رہو تاکہ اپنے آپ کو کسی اور بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو (کشف الاسرار ص ۱۲۱)

شیعہ مترجم قرآن مقبول دہلوی امام باقر کے نام سے لکھتا ہے۔

جن عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موت سے پہلے نہ ہرکھلادیا تھا مطلب حضرت کاہنی دو عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں خدا ان پر اور ان کے پاؤں پر لعنت کرے (معاذ اللہ) احادیث ترجمہ مقبول سپہ آل عمران ص ۱۳۲۔ در ضمیمہ۔

مسئلہ نمبر ۱۴۔

رسول خدا کے تمام اسسری رشتہ داروں کو گالیاں

واعتقاد مادر برأت آنست کہ بیزاری جو بنید از بہتائے چہارگانہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و زنجان چہارگانہ یعنی عائشہ و حفصہ و ہند و ام الحکم خوشدامن اور سالی و از جمیع اشیاع و اتباع ایشان و آنکہ ایشان بدترین خلق خدا اند و آنکہ تمام نشود اقرار بخدا و رسول و آئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان، حق الیقین ص ۵۱۹۔

”تبرا اور بیزاری میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں سے تمام شیعہ تبرا کریں یعنی حضرت ابوبکر، عمر، عثمان و معاویہ (رضی اللہ عنہم) سے اور ۴ عورتوں سے بھی تبرا کریں۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ، حفصہ، ہند و ام الحکم رضی اللہ عنہما سے اور ان کے تمام ماننے والوں اور پیروکاروں (سنیوں) سے کیونکہ یہ خدا کی بدترین مخلوق ہیں اور خدا و رسول و آئمہ پر اقرار دایمان تبھی مکمل ہوتا ہے کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کی جائے“

لیکن خدا نے ان سے تبرا نہ کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہرے رشتے کرا دیئے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے تبرا نہ کیا۔ عمر بھر تو لا لیا ان کے گھر شادیوں کیں ان کو رشتے دیئے اور ماں باپ اور اولاد کا سا ایک گونہ اعزاز بخشا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان بھی کامل تھا یا نہیں؟ کوئی شیعہ مجتہد اس کا جواب ہمیں بتا دے؟

مسئلہ نمبر ۱۵۔

حضرت عقیل و عباس کو گالیاں

کافی کلینی نے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ سید پر نے امام باقر سے پوچھا کہ

بنو ہاشم کی کثرت اور شان و شوکت کہاں گئی تھی جب حضرت امیر المومنین حضرت رسالت کے بعد ابوبکر و عمر اور سارے منافقوں سے مغلوب ہو گئے؟ حضرت نے فرمایا بنو ہاشم سے کون باقی تھا۔ حضرت جعفر اور حمزہ جو ایمان و یقین میں آخری مدبہ پر تھے اور سابقین اولین میں سے تھے عالم بقا کو رحلت کر چکے تھے۔

و دو مرد ضعیف الیقین ذلیل
بس دو آدمی ضعیف ایمان والے ادھ
النفس تازہ مسلمان شدہ بو ذند عباس
ذلیل ذات والے نو مسلم رہ گئے جن کا
وعقیل وایشال را در جنگ بدر اسیر
نام عباس (عم نبوی) اور عقیل تھا برادر
کردند و آزاد کردند و ایمان چنیں قوتے
علی رضی اللہ عنہ ان کو مسلمانوں نے جنگ بدر میں
نہید اور حیات القلوب ضمیمہ ۴۱۸
قید کر کے آزاد کیا تھا۔ ایسا ایمان کوئی طاقت
نہیں رکھتا۔

روضہ کافی ص ۲۶ پر حضرت عباس کے نسب پر طعن مذکور ہے کہ وہ نیتلہ باندی سے ہیں عبد المطلب نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر وطی کی اور عباس پیدا ہوئے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۱۶۔

حضرت علی بن ابی طالب کو گالیاں

شیعوں کی مثال بچھو کے ڈنگ جیسی ہے کہ اس سے اپنا بیگانہ کوئی نہیں بچ سکتا۔ سو لاکھ صحابہ سے تبرا کے بعد ”موردۃ ذوی القربی“ کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن بیسیوں اقرباء رسول سے تبرا کر کے صرف ۴ حضرات سے محبت کا اعلان کیا لیکن بالواسطہ گالیاں دینے والے میں ان کو بھی معاف نہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جگر تھام کر پڑھیے۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۱۱ باب التقیہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر کو فہ پر فرمایا
ایہا الناس انکم مستعدون
لوگو! تمہیں کہا جائے گا کہ مجھے گالیاں دو۔
الی سبی فسیونی ثم مستعدون
تو مجھے گالیاں دینا پھر تمہیں مجھ سے تبرا
الی البراءۃ منی وانی لعلی دین محمد
کرنے کو کہا جائے گا میں تو دین محمد پر ہوں

ولسویقل ولا تبوء وامنی
تبراسے کوئی نقصان نہ ہوگا یہ نہیں فرمایا
کہ مجھ سے تبرائے کرنا۔

۲۔ دوسرے کافی ص ۲۵۹ پر ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا لوگو! حضرت علیؑ و فاطمہؑ کا تذکرہ بالکل نہ کرنا۔ لوگوں کو ان کا تذکرہ سب سے زیادہ ناپسند ہے (معاذ اللہ)

۳۔ ملا باقر علی مجلسی نے حضرت فاطمہؑ کی زبان سے آپؑ کو یوں برا جلا کہلایا ہے۔
مانند جنین در رحم پرده نشین شدہ
و مثل خائناں در خانہ گریختہ و بعد از انکہ
شجاعان دہر را بخاک ہلاک انگیدی
مغلوب این نامرداں گردیدہ۔
(حق الیقین ص ۲۰۳)
ان نامردوں سے مغلوب ہو چکے ہو۔

اس زبان درازی کا پس منظر یہ ہے کہ شیعوں نے غضب فدک کے جھوٹے الزام میں عام و خاص مردوں کے بھرے مجموعوں میں حضرت فاطمہؑ سے بڑی گرم تقصیریں کرائی ہیں مہاجرین و انصار اور اپنے نانون حضرت ابو جعفرؑ کو خوب گالیاں دلائی ہیں چونکہ بقول شیعہ حضرت علیؑ کا مشکل کشا، فریاد رس اور امام اولؑ نے لخت جگر رسول اور اپنی حرم بتول کی ذرا امداد نہ کی (مسئلہ کی کوئی حقیقت ہوتی تو امداد کرتے) تو ابو جعفرؑ کے دشمن شیعہ راویوں نے حضرت علیؑ کی بھی خوب سرزنش اندبے عزتی کرادی (معاذ اللہ) ۴۔ مجلسی نے حضرت فاطمہؑ کی زبان سے شادی کے موقع پر یہ اعتراضات نقل کیے ہیں ”سورتوں سے سن کر حضرت فاطمہؑ نے حضورؐ سے حضرت علیؑ کے جلیب کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔

یہ بڑے پیٹ والا آدمی ہے ہاتھ اس کے اونچے اونچے ہیں اور اس کی ہڈیوں کے بند دھنسنے ہوئے ہیں۔ کے اگلے بال بھی اڑے ہوئے ہیں آنکھیں بڑی ہیں، ادانت اس کے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور مال اس کے پاس کچھ نہیں (جلال العیون ص ۵۸) فارسی۔

معاذ اللہ ص ۲۳۱
حضرت فاطمہؑ کا شیطانی خواب اور آپؑ پر الزامات

باقتر علی مجلسی نے ایک لمبے چوڑے خواب کی نسبت حضرت فاطمہؑ کی طرف کی ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے حضورؐ سے شکایت کی تو حضرت جبریلؑ نے بتایا۔ یا حضرت فاطمہؑ کا خواب شیطان سے ہے جس کا نام دھار ہے اور وہ خواب ہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خواب ہائے پریشان ان کو دکھاتا ہے (جلال العیون بلفظ اردو ص ۱۶۵)۔

نوٹ:- اگر یہ خواب کا قصہ درست ہے تو حضرت فاطمہؑ کا معصوم ہونا عند الشیعہ باطل ہوا کیونکہ معصومین ایسے خوابوں سے معصوم ہوتے ہیں۔
شیعہ نے حضرت فاطمہؑ پر یہ گھناؤنا الزام بھی لگایا ہے کہ وہ اپنے جلیل القدر خاوند پیر ناراض رہتی۔ انفرمانی کرتی، حق خدمت میں کوتاہی کرتی اور دربار رسالت میں شکایتیں لاتی تھیں۔ مجلسی زبان دراز لکھتے ہیں۔

۱۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو وحی فرمائی کہ فاطمہؑ سے کہو علیؑ کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ جب وہ (علیؑ) غیظ و غضب میں آتا ہے میں اس کے غیظ و غضب سے۔ غیظ و غضب میں آتا ہوں (جلال العیون ص ۵۸) مترجم اردو کوثر بھریلوی)۔

۲۔ کشف الغمہ میں حضرت محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ سے جناب امیر کی شکایت فرمائی کہ جو کچھ پیدا کرتے (کھاتے) ہیں وہ فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تم چاہتی ہو مجھے درباب برادر ابن عم علیؑ سے خشناک کر دے تحقیق کہ خشم علیؑ میرا خشم اور میرا خشم خدا کا خشم ہے یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا میں غضب خدا اور رسولؐ سے پناہ مانگتی ہوں (جلال العیون اردو ص ۱۸۶)

۳۔ علل الشرائع اور بشارة المصطفیٰ میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ (حضرت علیؑ نے اپنی باندی سے وصل کیا حضرت فاطمہؑ ناراض ہو کر خدمت رسولؐ میں شکایت کرنے چل پڑیں) جبریلؑ از جانب خداوند جلیل نازل ہوئے اور کہا حق تعالیٰ آپؑ کو سلام فرماتا اور

ارشاد کرتا ہے اس وقت فاطمہ علیہ کی شکایت کرنے آئی ہے تم حق علی میں فاطمہ کی کوئی شکایت نہ قبول کرنا جب جناب فاطمہ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ فاطمہ اعلیٰ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہ نے کہا ہاں برب کعبہ حضرت رسول نے فرمایا علی کے پاس پھر جایا اور کہہ میں تم سے راضی ہوں، و بگو برغم انق خود را ضمیمہ بآنچه کنی، اور کہہ اپنی ناک کو زمین پر رکھنے میں خوش ہوں آپ جو چاہیں کریں اس جملہ کا ترجمہ خاتن مترجم نے اٹا دیا۔ تب حضرت فاطمہ نے تین مرتبہ حضرت علی سے آگے فرمایا میں تم سے راضی ہوں (جلال العیون ص ۱۸۸)۔

اہل سنت کے ہاں ان واقعات و اتہامات کی کوئی حقیقت نہیں تاہم شیعہ کے برحق واقعات ہیں۔ ان سے مشاجرات صحابہ کا الزامی جواب، ان بزرگوں کا غیر معصوم ہونا۔ اور مفروضہ قضیہ فدک کا اسی قسم کی طبعی رنجش سے ہونا ثابت ہو گیا۔ تحت جگر ان فاطمہ و علی حضرت حسنین رضی اللہ عنہما پر ایسے اتہامات امدان منافق ناپہو دیوں کا ان سے بدترین سلوک تاریخی طویل داستان ہے اس رسالہ میں ذکر کی گنجائش نہیں، کچھ واقعات تحفہ امامیہ میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲۴۔ شیخین دشمنی میں توہین اہل بیت بھی کمال ہے؟

۱۔ مشہور شیعہ عالم ابو منصور احمد طبرسی (اور مجلسی وغیرہ) لکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکر نے قنفذ کو حضرت علی کے ہاں بھیجا یہ لوگ بغیر اجازت حضرت علی کے گھر داخل ہو گئے۔ حضرت علی نے اپنی تلوار کی طرف بڑھے مگر یہ لوگ اسے اٹھاپکے تھے انہوں نے حضرت علی کو پکڑ لیا۔ گلے میں رسی ڈالی حضرت فاطمہ درمیان میں حائل ہوئیں تو قنفذ نے انہیں بھی مارا پھر حضرت علی کو گلے میں رسی ڈالے حضرت ابو بکر کے پاس لائے وہاں حضرت عمر خالد بن ولید ابو عبیدہ بن الجراح اور بہت سے لوگ جمع تھے، حضرت عمر نے علی کو بہت جھڑکا اور بیعت کرنے کے لیے کہا۔

شعرتاویل سید ابی بکر فبا بعدہ (احتجاج طبرسی ص ۸۳-۸۴) پھر حضرت علی

نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

نوٹ ۱۔ حضرت علی کی بیعت صدیقی ایک حقیقت ہے، شیعہ اسے اختیاری مانتے ہیں تو مذہب ہاتھ سے جاتلے ہے۔ لہذا اگر وہ قلیہ کی جعلی بات بنانے کے لیے حضرت علی کے گلے میں رسیاں ڈال رہے ہیں۔ جھڑکیاں کھلا رہے ہیں۔ سیدہ خاتون جنت کی بھی معاذ اللہ پٹائی اور بے عزتی کر رہے ہیں لیکن شیر خدا کو خود مختار بخوشی بیعت کرنے والا نہیں مان سکتے کیونکہ توہین اہل بیت والا جعلی مذہب پسند ہے۔ عزت اہل بیت اور خلافت صدیق پسند نہیں ہے۔ یہ ریچھ کی دوستی سے خدا بچائے۔

۲۔ خاتم الکاذبین ملا باقر علی مجلسی تحریر فرماتے ہیں۔

وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک حضرت علی (ع) میں رسیاں ڈال کر مسجد میں لے گئے و ہر روایت دیگر جب دروازہ در دولت پر پہنچے اور جناب فاطمہ اندر آنے سے مانع ہوئیں اس وقت قنفذ نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہ پر مارا کہ بازو جناب سیدہ کا مضروب ہو کر سوچ گیا مگر پھر بھی جناب فاطمہ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہ پر پگھلا دیا جس نے پسینوں کو شکستہ کر دیا اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسول نے جس کا نام محسن رکھا تھا شہید کر دیا اور سیدہ نے بھی اسی صدمہ ضربت سے انتقال کیا۔۔۔۔۔ پھر جناب امیر کو مسجد میں لے گئے جفا کار و اشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے اور کوئی نصرت و مدد حضرت (علی مشکل کشا) کی نہ کرتا تھا سلمان ابوذر و مقداد و عمار و بربہ اسلمی روتے پیٹتے اور کہتے تھے اے جلال العیون بلفظ اردو ص ۲۰۶-۲۰۷)۔

۳۔ مسلمانان اہل سنت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چوتھا خلیفہ راشد و امام امور و اصلاحات میں مصیب مانتے ہیں اور مخالفین کے الزامات سے آپ کی صفائی پیش کرتے ہیں لیکن شیعہ حضرت علی کو امور خلافت میں راشد اور برحق بالکل نہیں مانتے وہ کہتے ہیں آپ کی خلافت برائے نام اور ظاہری تھی نہ قرآن و سنت کو نافذ کیا۔ نہ سابق خلفاء کے کتاب و سنت کے خلاف احکام کو منسوخ و تبدیل کیا کیونکہ اگر آپ ایسا کرتے تو لشکر جدا ہو جاتا حکومت چھن جاتی چنانچہ کافی

کتاب الردضہ ص ۵۹ تا ۶۳ خطبہ درفتن و بدع میں ایسے نیک و بد ۳۵ کاموں کی فہرست ہے جن کو آپ نے دے کے مارے نہ نافذ کیا نہ ختم کیا تفصیل ہماری تحفہ امامیہ ص ۴۱-۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ امت رسول کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۲۵۔

امت محمدیہ خنزیریں جیسی ہے اور ملعون ہے

جو شخص کسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس گروہ کا کوئی پیشوا ماننا ہے وہ کبھی ایسی سخت بات نہیں کہہ سکتا۔ شیعہ چونکہ خود کو امت رسول سمجھتے ہی نہیں۔ وہ ملت جعفریہ اور شیعہ علیؑ کہلانے پر فخر کرتے ہیں اور نہ ہی آپؐ کی تعلیم اور نسبت کا کچھ لحاظ ہے اس لیے اس امت کو خنزیر خنزیر کہہ کر جگر کی آگ بجھاتے ہیں۔

سید صیرنی امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے۔

ہذہ الامۃ اشباہ الخنازیر فما تنکر ہذہ الامۃ۔
یہ ملعون امت اس کا کیوں انکار کرتی ہے
کہ خدا تعالیٰ کسی وقت اپنی حجت کے ساتھ وہی سلوک کرے جو یوسف سے کیا تھا۔
کما فعل یوسف (اصل کافی ص ۳۳۶-۳۳۷) کیا تھا۔

مسئلہ نمبر ۲۶۔

غیر شیعہ کنجریوں کی اولاد ہیں (معاذ اللہ)

عن ابی جعفر علیہ السلام
قال قلت لہ ان بعض اصحابنا یفترون ویبذرون اے بالزنا
امام باقرؑ سے ابو حمزہ ثمالی نے پوچھا ہمارے کچھ شیعہ مخالفین (سنیوں) پر زنا کی تہمت تراشتے ہیں تو امام باقرؑ نے فرمایا ان سے

حاشیہ (من خالفہم فقال لی الکف عنہم اجمل شئ قال واللہ یا ابا حمزۃ ان الناس کلہم اولاد بغیا ما خلا شیعتنا۔
زبان روکنا اچھی بات ہے پھر خود ہی اپنی بات کے خلاف عمل کیا اور فرمایا اے ابو حمزہ ہمارے شیعوں کے سوا سب مسلمان لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں معاذ اللہ (اسی گالی پر ۸۰ درجے حد قذف لگتی ہے)
(کافی کتاب الردضہ ص ۲۸۷ طبع ایران)

مسئلہ نمبر ۲۷۔

تمام سنی ناصبی اور کتے سے بدتر ہیں

۱۔ از حضرت صادق متقولست کہ غسل مکن ورجائیکہ وراں جمع مے شود و غسلہ جسم زہیرا کہ در اں غسلہ ولد زنا مے باشد و غسلہ ناجی مے باشد و آل بدتر است از ولد الزنا بدرستیکہ حق تعالیٰ خلقے بدتر از سگ نیا فریدہ است و ناصبی نزد خدا خوار تر است از سگ رحق الیقین ص ۵۱)۔

حضرت جعفر صادق نے فرمایا ہے۔ کہ (شیعو!) وہاں غسل نہ کرو جہاں غسل کا پانی گرتا اور جمع ہوتا ہے کیونکہ وہاں ولد الزنا (حرامی) اور سنی کا دھوون ہوتا ہے اور سنی ولد الزنا سے بھی بدتر ہے یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے کوئی مخلوق کتے سے زیادہ بری پیدا نہیں کی اور سنی خدا کے ہاں کتے سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے ۲۔ شیعہ کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۱۱ نجاست و طہارت کے باب میں ہے۔ یہودی، عیسائی و ولد زنا اور کتے کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں۔ سب سے زیادہ پلید پانی سنی مسلمان کا جھوٹا ہے (معاذ اللہ) ناصبی سنی کو کہتے ہیں۔

۳۔ ملا باقر علی مجلسی حق الیقین ص ۵۲ پر لکھتا ہے۔

ابن ادریس نے کتاب سرائر میں محمد بن علی بن عیسیٰ کی کتاب مسائل سے روایت کی ہے کہ شیعہ نے امام علی نقی علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور پوچھا کہ آیا ہم ناصبی کی پہچان کرنے میں اس سے زیادہ کے محتاج ہیں کہ وہ حضرت ابو بکر و عمرؓ کو امیر المومنین سے پہلے خلیفہ و در عالی رتبہ سمجھتا ہو۔ اور ان کو خلیفہ برحق اعتقاد رکھتا ہو حضرت علی نقیؑ نے جواب

میں لکھا جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ ناموسی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۸:-

غیر شیعہ تمام مسلمان منافق اور کافر ہیں (معاذ اللہ)۔

جو شخص شہادتین کا اقرار کرے ضروریات دین اسلام میں سے کسی چیز کا بظاہر انکار نہ کرے اور ایسا فعل اس سے سرزد نہ ہو جو توہین کو مستلزم ہو اگرچہ دل میں ان پر اعتقاد نہ رکھتا ہو اور تمام آئمہ کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور اس کا اظہار بھی نہ کرے اس ایمان کا فائدہ بنا بر شہرت یہ ہے کہ اس کی جان و مال محفوظ ہو گا اس سے نکاح درست ہے وہ مسلمانوں کی میراث کا حق دار ہے اور بنا بر شہر مسلمانوں کے احکام ظاہرہ اس پر جاری ہوں گے۔

اما در آخرت پیچ بہرہ اسے نہ وارد
لیکن آخرت میں اسے کچھ بھی فائدہ نہیں
وہیج عمل الاعمال او مقبول نیست و مثل
اور اس کا کوئی عمل مقبول نہیں تمام کفار کی
سائر کفار است بلکہ ان بعضے انہما بدتر
طرح ہے بلکہ بعض کافروں سے بھی بدتر
است و منافقان نیز دریں ایمان داخل
ہے اور منافقین (زبان سے اقرار کر کے
دل سے نہ ماننے والے) اس قسم میں
اند (حق یقین ص ۵۳) داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۹:-

شیعہ امامت تمام مسلمانوں کو کافر بناتی ہے

ابن بابویہ نے ”رسالہ اعتقاد“ میں کہا ہے جو شخص دعویٰ امامت کرے اور امام نہ ہو وہ ظالم و ملعون ہے (معاذ اللہ) اور حضرت معاویہ پر حملہ ہے) اور جو شخص غیر امام کی امامت کا قائل ہو وہ بھی ظالم و ملعون ہے (تمام اہل سنت پر فتویٰ کفر ہے) اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے بعد علیؑ کو امام نہ مانے اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے اور جو کوئی میری نبوت کا انکار کرے اس نے خدا سے پروردگار کا انکار کیا ہے۔ (حق یقین ص ۵۱)۔

تو شیعہوں کی طرح حضرت علیؑ کو امام بلا فصل نہ ماننے والے سب مسلمان معاذا اللہ

خدا اور رسول کے منکر و کافر ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۰:-

تمام مسلمان بدعتی کافر اور واجب القتل ہیں

”شیخ مفید نے کتاب المسائل میں کہا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی ایک امام کا بھی انکار کرے۔ اور کسی ایک چیز کا انکار کرے جس میں خدا نے انکی الطاعت فرض کی ہے پس وہ کافر اور گمراہ ہے ہمیشہ جہنم کا حق دار ہے۔ دوسری جگہ (شیخ مفید نے) تقریباً یہی تمام شیعہوں کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام بدعتی (اہل سنت کو شیعہ بدعتی مانتے ہیں) کافر ہیں اور امام پر لازم ہے کہ اقتدار پاکر ان سے توبہ کر لے اور دین حق کی طرف بلانے کی حجت پکڑے اگر وہ اپنے مذہب سے توبہ کر لیں اور راہ راست (شیعہ مذہب) پر آجائیں تو قبول کرے ورنہ ان کو قتل کر دے اس لیے کہ وہ مرتد ہیں ایمان سے اور جو کوئی ان میں سے اسی (غیر شیعہ) مذہب پر رہ جائے وہ جہنمی ہے (حق یقین ص ۵۱)۔

نودھ:- شیعہ کے امام خمینی نے اقتدار پاکر مسلم کشی کی پالیسی اسی لیے اپنا رکھی ہے۔ تہران میں ۱۰ لاکھ مسلمانوں کو مسجد تک بنانے کی اجازت اسی لیے نہیں ہے۔

متی ۸۵ میں لبنان میں متعین ایرانی عمل ملیشانے یہودیوں اور عیسائیوں سے مل کر پی ایل او اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام اسی وجہ سے کیا کہ وہ یہودیوں سے بڑھ کر کافر ہیں۔ مارچ ۸۶ میں ایرانی عمل ملیشیا نے صابرہ اور شیطہ فلسطینی کیمپوں پر حسب سابق ٹوپ خانوں اور ٹینکوں سے دوبارہ حملہ اسی لیے کیا۔ خمینی عراق و عربوں سے خوف ناک جنگ اور مسلمانوں کی تباہی اسی لیے کر رہا ہے۔ شام کا بعثی ڈکٹیٹر حافظ الاسد رافضی ۲۰ ہزار سے زائد دیندار انخوان المسلمین کو اسی جرم سنیت میں شہید کر چکا ہے ایرانی انقلاب کو وہ اسی اسلام کشی کی خاطر پاکستان و غیرہ مسلم ممالک میں برآمد کرنا چاہتے ہیں۔ کاش ہمارے نا عاقبت اندیش صحافیوں، سیاست دانوں، حکام عوام اور باہم لڑنے والے سنی علماء کرام کو اپنے دین اور قوم و ملک کے تحفظ کی فکر ہو جائے۔

تو وہ اس ہلا کو، چنگیز اور تیمور کے جانشین نڈنہ کا سد باب کریں۔

سنی مشرکین کی طرح ہیں

دور کفر یکہ مقابل ایں ایمان است داخل اند جمیع فرق ارباب مذاہب باطلہ از کفار و منافقین و مشرکین و سنیان و سائر فرق شیعہ از زیدیہ و فطیجہ و وقفیہ و کسانید و ناد سہ و ہر کہ غیر شیعہ اثنا عشریہ است زیرا کہ ایشان مخلد در جہنم اند (حق الیقین ص ۵۳)

اس (شیعی) ایمان کے بالمقابل کفر ہے اس میں تمام مذاہب باطلہ کے سب فرقے داخل ہیں جیسے عام کفار منافقین، مشرکین اور سنی مسلمان اور غیر اثنا عشری تمام شیعہ فرقے زیدیہ، فطیجہ و فقیہ، کسانید، نادسیہ (اسماعیلیہ آغا خانی وغیرہ) کیونکہ یہ سب لوگ دائمی جہنمی ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ اثنا عشری رافضی باقی سب شیعوں کو بھی کافر کہتے ہیں۔ اس لیے ان کی نمائندگی ”رفقہ جعفریہ“ کے عنوان سے شریعت بل میں ہرگز نہ کی جائے۔ ورنہ فرقہ پرستی اور فسادات کا خطرہ ہے اور دیگر شیعہ فرقے بھی اپنی نمائندگی مانگیں گے۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ شریعت بل کی صرف قرآن و سنت اور اجماعی و اکثریتی فقہ اسلامی پر قوانین سازی کر کے اسے بطور واحد پبلک لاء نافذ کیا جائے۔ اور اقلیتی فرقوں کی صحیح موم شماری کر کے ان کے عقائد و اعمال کا قرآن و سنت سے موازنہ کیا جائے۔ اگر وہ واقعی مسلمان ثابت ہوں تو ان کو عدوی تناسب سے سیاسی معاشرتی اور مذہبی حقوق اپنی حدود و عبادت گاہوں میں دیتے جائیں۔ ورنہ قرآن و سنت کا فیصلہ اگر ان کے خلاف ہو تو ان کو اس کا پابند کر کے ذمی حقوق سے نوازا جائے۔ کہ وہ اسلام و ایمان اور شعائر اسلامی کا نام استعمال کیے بغیر اپنی مذہبی تعلیم و تبلیغ اپنی اولاد اور ہم مذہبوں کو دے سکیں۔ لیکن برسر عام اور فرائع ابلاغ سے ان کو کسی قسم کی تبلیغ کی اجازت نہ دی جائے۔

غیر شیعہ سادات بھی کتے سے بدتر ہیں

ہم سمجھتے تھے کہ شیعہ مذہب گو سراہہ رسالت تمام صحابہ کرام تمام انبی اور سسرالی اقباء رسول اور پوری امت محمدیہ کا دشمن ہے لیکن آل علی اور سادات بنی فاطمہ کا تو دوست اور خیر خواہ ہے۔ لیکن جب ہم نے مستند کتب شیعہ دیکھیں تو رائے بدلتی پڑی کہ ان لوگوں کی محبت کی بنیاد نہ قرابت رسول ہے نہ حضرت علیؓ و فاطمہؓ سے تعلق فرزند می سے معیار محبت صرف تشیع اور بغض و غلو سے ملوث ناگفتہ بہ عقائد و اعمال ہیں کوئی چوڑا مراسی شیعہ بن کر سید کہلانے لگے وہ عزت کی نگاہوں سے دیکھا اور عقیدت کے ہاتھوں پر اٹھایا جائے گا۔ اور جو حقیقت سادات اور نسل رسول سے ہو مگر شیعہ نہ ہو ”سگ در حرامی“ کہنے سے کتر کوئی گالی اسے نہیں ملے گی۔

۱۔ ملا باقر علی مجلسی حق الیقین میں ارشاد فرماتے ہیں۔

معانی الاخبار میں معتبر سند سے منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے حماد بن شیعہ سے کہا اپنے اور لوگوں کے درمیان دین حق اور ولایت اہل بیت کی رسی تان دو ولایت اور امامت اہل بیت میں جو تیرے مذہب کا مخالفت ہو وہ زندگی اور بے دین ہے۔ اگرچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی نسل ہو۔ مانند صحیح حسن کے ساتھ پھر فرمایا ہے کہ جو کوئی تمہاری مخالفت کرے اور ولایت کی رسی کاٹ دے اس سے تبرا اور بیزاری کرو۔ اگرچہ وہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی نسل سے ہو (حق الیقین ص ۵۲)

۲۔ عبد اللہ بن مغیرہ نے ابو الحسن (علی رضا) سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں ایک سنی ہے ایک زیدی بن علی بن حسینؓ کا پیروکار شیعہ (زیدی) ہے میں کس سے اچھا سلوک کروں فرمایا برائی میں وہ دونوں برابر ہیں۔ جس نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اس نے اسد پس پشت پھینک دیا۔ وہ تمام انبیاء اور مرسلین کا جھٹلانے والا ہے پھر فرمایا کہ سنی کی دشمنی تو تیرے ساتھ ہے اور زیدی کی دشمنی ہم اہل بیت کے ساتھ ہے۔

(روضہ کافی ص ۲۳۵)

۳۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے سادات اہل سنت کے متعلق یہ رباعی لکھی ہے۔

اذا العلوی تابع ماصیبا بمذہبہ فما هو من ابیہ

وکان الکلب خیرا منه طبعًا لان الکلب طبع ابیہ فیہ

جب کوئی علوی سید مذہب سنی کا پیرو کار ہو تو وہ اپنے باپ کا نہیں ہے اس

سے تو کتا بھی فطرت میں بہتر ہے کیونکہ کتے میں اپنے باپ کا مزاج تو پایا جاتا ہے۔

۴۔ حضرت حسن بن حسن بن علیؑ کے متعلق جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ اگر حسن بن حسن بن

علیؑ نہ نکرتا شراب پیتا سو دکھاتا اور مرجاتا تو اس سے بہتر تھا کہ وہ (سنی مذہب پر) فوت

ہوتا۔ احتجاج طبری ص ۲۲۵ ج ۱

مسئلہ نمبر ۵۳۔

اہل مکہ کافر اور اہل مدینہ سترگنا زیادہ پلید ہیں (معاذ اللہ)

۱۔ عن ابی عبد اللہ قال اهل الشام

شر من اهل الروم واهل المدينة

شر من اهل مكة واهل مكة يكفرون

۱۔ جہمۃ (اصول کافی ص ۴۰۶)

۲۔ عن احدهما علیہما السلام

قال ان اهل مكة لیکفرون

والله جہمۃ وان اهل المدينة

اخبث من اهل مكة اخبث

ہم سبعین ضعفاً ایضاً۔

۳۔ قال الصادق ان الروم

کدروا لیسجدوا وان اهل

الشام کفروا وعادونا

۱۔ اصول کافی ص ۲۷۰ ج ۲

بھی۔

۱۱۱

مرکز اہل اسلام کی خدمت میں ”فقہ جعفری“ کے یہ تکفیری ہدایا جات بہت قیمتی سامان ہے۔ مسلمان اس کا غرض ادا نہیں کر سکتے بہتر یہی ہے کہ یہ تکفیری ہدیے خود ان پاکبازوں کو واپس کر دیئے جائیں، ارشاد نبوی ہے جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا کفر اسی پر لوٹا (کافی)

مسئلہ نمبر ۵۴۔ سنی واجب القتل ہیں امام مہدیؑ سب سے پہلے سنیوں کو قتل کریں گے

امام باقرؑ نے فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ محمدؐ کو برائے رحمت فرستادہ است و قائم را

برائے انتقام و عذاب خواہد فرستاد (حیات القلوب ص ۲۷ ج ۲)

کہ خدا نے حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو رحمت کے طور پر بھیجا ہے اور ہمارے

مہدیؑ کو بدلہ لینے اور عذاب دینے کے لیے بھیجے گا۔

یہ انتقام و عذاب صرف اہل سنت پر ہوگا۔ ملا مجلسی ہی کہتے ہیں۔

چوں قائم نا ظاہر شود ابتداء بقتل

سنیوں و علماء ایشان پیش از کفار خواهد

کرد (حق الیقین ص ۵۲۴)

چنانچہ خمینی اور اس کے ایجنٹ شام فلسطین ایران و عراق میں سنیوں کا قتل عام

کر رہے ہیں لیکن پاکستان کا غافل ترین (بدھو) مسلمان یہاں بھی ایرانی انقلاب چاہتا ہے

ایم آر ڈی اور پی پی پی میں شیعوں کو سر پر بٹھا رکھا ہے۔ اسمبلی نے فخر امام کو سپیکر بھی بنا دیا

اور جب وہ اپنی حرکات کی وجہ سے معزول ہوا تو حکومت کا مخالف ہر طبقہ اسے سیاسی

سربراہ بنانے کے خواب دیکھ رہا ہے (معاذ اللہ) حالانکہ ضلع جھنگ کی سنی اکثریت اس

جوڑے کے اقتدار کی وجہ سے جو مصائب جھیل رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کاش۔

۹۵ سنی قوم اپنی سیاسی قوت بناتی اور خلفاء راشدین کا نظام لانے والی لیڈر شپ کو

منظم کرتی تو ہمیشہ کی مظلومی اور غلامی سے نجات پا جاتی یہ حقیقت ہے کہ شیعہ تمام سنیوں

کو دشمن علی۔ اولاد زنا مانتے ہیں ان کی نماز تک کو زنا کہتے ہیں۔ عہد مغلیہ کا چیف جسٹس

نور اللہ شہسوتری اہل سنت کو یوں گالی دیتا ہے۔

بعض الولی علامۃ معروفۃ
کتبت علی جبہات اولاد الزنا
من لعیوال من الانام ولیہ
سیان عند اللہ صلی اور زنا
محاسن المؤمنین ص ۲۸ (فارسی)

علی ولی سے بغض کی نشانی مشہور ہے جو حرامیوں کی پیشانی پر لکھی ہوتی ہے جو لوگ حضرت علیؑ کی ولایت (حسب عقیدہ شیعہ) کے قائل نہیں۔ خدا کے ہاں برابر ہے کہ وہ نماز پڑھیں یا زنا کریں (معاذ اللہ)

۷۔ تصور اسلام کے متعلق شیعہ عقائد

نوٹ:- ان تمام مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شیعہ توحید و رسالت، قرآن کی صداقت، امت مسلمہ کی ہدایت کسی چیز پر صحیح ایمان نہیں رکھتے بلکہ مسلمانوں کو ننگی گالیاں دیتے ہیں لیکن اسلام و ایمان کے دعوے دار خوب بنتے ہیں۔ درج ذیل تصریحات سے معلوم ہو گا کہ بظاہر مسلم سوسائٹی میں ہنسنے اور تمام اسلامی مفادات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو بہکانے کے لیے ظاہر اسلام کا ایک لیبل لگا رکھا ہے۔ ورنہ وہ کسی چیز کی حقانیت کے قائل نہیں۔ اسلام و ایمان دراصل مسلمان کی ایک ہی متاع عزیز ہے۔ جو دونوں کو ماننے وہ مسلمان ہے جو دونوں کا انکار کرے وہ کافر ہے جو ظاہر احکام اور کلمہ شہادتین کا اقرار کرے اور دل میں ان کو نہ مانتا ہو۔ وہ بھی کافر اور منافق ہے سورت منافقوں ان کو کاذبوں کو یا کافر کہتی ہے۔

نغابن میں ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ
كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ - ۲۸

خدا نے تم کو پیدا کیا تو کچھ کافر ہوئے
کچھ مومن

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يُقَوْمُ إِن كُنْتُمْ
آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا
إِن كُنْتُمْ مُّسْلِمِينَ - (یونس ۱۰۶)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا
میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی
پر بھروسہ کرو بشرطیکہ مسلمان بنو۔

یہاں اسلام و ایمان کو یکجا مدار توکل اور ذریعہ نجات بتایا ہے پہلی آیت میں مومن کا تقابل کافر سے ہے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں صحیح مسلمان اور مومن ایک ہی ذات کے دونام اور ایک کاغذ کے دو صفحے اور ایک تصویر کے دو پہلو ہیں، شیعوں نے یہاں دوسرا ظلم کیا ایک تو ارکان اسلام کو ظاہر داری کہہ دیا اور ایمان سے ان کو وابستہ نہ کیا۔ الگ تھلگ مومن کہلانے لگے باقی تمام مسلمانوں کو غیر مومن گو یا کافر بنا دیا۔ دوم حقیقت ایمان صرف معرفت امام کو ماننا اور امامیہ کہلا کر تمام مسلمانوں کو معاذ اللہ بے ایمان اور کافر جاننے لگے۔

مسئلہ نمبر ۵

اسلام ظاہر داری کا نام ہے

امام صادقؑ سے ایک آدمی نے اسلام اور ایمان کا فرق پوچھا امام نے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں اسے کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا تو بھی امام نے ٹال دیا اور کہا مجھے گھر آکر ملنا چنانچہ گھر میں امام نے اسے تنہا یہ مسئلہ بتایا۔

فَقَالَ الْإِسْلَامُ هُوَ الظَّاهِرُ الَّذِي عَلَيْهِ النَّاسُ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصِيَّامَ الشَّهْرِ وَمَحْضَانَ فَهَذَا الْإِسْلَامُ. وَقَالَ الْإِيمَانُ مَعْرِفَةُ هَذَا الْأَمْرِ مَعَ هَذَا فَإِنْ اقْرَبَهَا وَلَمْ يَسْرِفْ هَذَا الْأَمْرُ كَانَ مُسْلِمًا كَانَ ضَالًّا.

اسلام وہ ظاہری بات ہے جس پر لوگ ہیں، خدا کے وحدہ لا شریک ہونے کی گواہی حضرت محمدؐ کے بندہ خدا اور رسول ہونے کی گواہی، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا یہ تو اسلام ہے اور ایمان یہ ہے

کہ تو امامت کو اس (سلسلہ اہل بیت) کے ساتھ پہچانے۔ پس جس نے ظاہری اسلام کا اقرار و یقین کیا۔ اور امامت آگے کو نہ مانا پہچانا تو وہ مسلمان گمراہ ہوگا (جیسے کافر کہا جاسکتا ہے) (اصول کافی ج ۲)

پتہ چلا کہ توحید و رسالت اور ارکان اسلام کا اقرار و یقین ایمان نہیں ہے۔ ایمان صرف عقیدہ امامت کو کہتے ہیں۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام تو ظاہری قول فعل کا نام ہے اور اسلامی جماعت میں شامل ہونے کا کسی ایک فرقہ کیساتھ ثبوت (الثانی ج ۲ ص ۲۹)۔

روایت بالا کی تشریح ملاحظہ فرمائی مجلسی نے یوں کی ہے۔

اسلام، ہمال، انقیاد و پیروی ظاہر است و تصدیق و اذعان قلبی و راہ معتبر نیست۔

اسلام صرف ظاہری پیروی اور فرمانبرداری کا نام ہے دل سے تصدیق و یقین معتبر نہیں ہے (کافی فارسی ج ۲ ص ۴۵)

مسئلہ نمبر ۵۶۔

ثواب اسلام پر نہیں ایمان پر ملے گا

قال ابو عبد الله الاسلام يحقن به الدم وتؤدى به الامانة وتستحل به الفروج والثواب على الايمان وفي رواية التالى قال الايمان اقرار وعمل والاسلام اقرار بلا عمل۔

امام صادقؑ نے فرمایا ہے اسلام کا فائدہ (صرف دنیا میں) یہ ہے کہ خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ امانتیں واپس مل جاتی ہیں۔ عورتوں سے نکاح حلال ہوتا ہے یہاں ثواب اور نجات تو وہ صرف ایمان (عقیدہ امامت) پر ملے گا (اصول کافی ج ۲ ص ۲۴)۔

اگلی روایت میں ہے کہ ایمان اقرار و عمل کا نام ہے اور اسلام صرف اقرار بغیر عمل کا نام ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۷۔

ارکان اسلام میں چھٹی ہے

۱۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں ان الله عز وجل فرض على خلقه خمسا فرضا في اربع و لم ير خصل في واحدة۔

کہ اللہ نے مخلوق پر پانچ باتیں فرض کی ہیں، ۴ میں تو نہ کرنے کی چھٹی دی ہے لیکن ایک (عقیدہ امامت) میں چھٹی نہیں دی ہے۔

۲۔ ایک شخص نے امام صادق سے پوچھا کیا اسلام و ایمان واقعی دو مختلف چیزیں ہیں۔ فرمایا ایمان اسلام میں شریک ہے اور اسلام ایمان میں شریک نہیں۔ (یعنی مسلمان تصدیق قلبی نہ کرے نہ ارکان پر عمل کرے تب بھی دعویٰ اسلام کی وجہ سے مسلمان ہے) (اصول کافی ج ۲ ص ۲۵)۔

اگلی روایت میں ہے۔ ایمان دل کی تسکین کا نام ہے اور اسلام وہ ظاہری معاملہ ہے جس پر نکاح، وراثت، جان کی حفاظت ہوتی ہے۔ ایمان اسلام میں شریک ہے اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔ ص ۲۶ ج ۲۔

ان تمام حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ اسلام عند الشیعہ کمتر چیز ہے تسلیم اور عمل کی بھی ضرورت نہیں اگر تصدیق اور عمل ہو بھی تب بھی وہ مومن نہیں۔ کیونکہ اسلام ایمان کو اپنے ساتھ شریک نہیں کر سکتا یعنی مسلمان مومن نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۵۸۔

نماز، روزہ حج زکوٰۃ فرض نہیں

ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا مجھے دین کی وہ باتیں بتائیے جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں جن سے جاہل نہ رہنا چاہیے۔ اور ان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہ ہو فرمایا پھر عا دہ کر اس نے پھر بیان کیا: فرمایا اور گواہی دینا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے عبد و رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا، اسے جو وہاں تک پہنچ سکے اور ماہ رمضان

کاروزہ اس کے بعد آپ، کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر دوبار فرمایا۔ ولایت، پھر فرمایا یہ وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (اصول کافی ج ۲ ص ۲۲ و ترجمہ شافی ص ۳۷)۔
۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ حج اور ولایت اسلام اس شان سے کسی چیز کے ساتھ نہیں پکارا گیا جتنا ولایت کے ساتھ (الشافی ص ۲ ج ۲)

۳۔ اس روایت میں شہادتین کے اقرار کو بھی ارکان اسلام سے اٹا دیا ہے دوسری بلفظ اسی روایت کے بعد یہ ہے کہ لوگوں نے ۴ باتیں لیں اور اس ولایت کو چھوڑ دیا (اصول کافی عربی ص ۱۸ ج ۲)

ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ عند الشیعہ ارکان اسلام کوئی ضروری اور فرض چیز نہیں ہے نہ ماننے اور عمل کرنے میں نجات و ثواب ہے نہ ترک پر کوئی گناہ اور مواخذہ ہے فریضہ خدا صرت اور صرف عقیدہ ولایت و امامت کو ماننا ہے جو ماننے وہی مومن و مسلم۔ جو نہ مانے وہ بے ایمان و کافر گو باقی سب اسلام کا قائل و عامل ہو۔ لیجئے بسارا قرآن و سنت اور فتنہ شریعت عقیدہ امامت ایجاد کر لینے سے باطل اور منسوخ ہو گیا۔ اب شہادتین و ارکان کا اقرار صرف ظاہریت مفاد پرستی اور تقیہ و طمع سازی ہے تاکہ شیعہ کو انفرادی اور اجتماعی طور پر تحریر و تقریر اور مسلم سوسائٹی پر اثر انداز ہونے کے پورے حقوق اور مواقع حاصل رہیں۔ چنانچہ ایرانی عالم علی اکبر غفاری کافی فارسی ص ۳۵ پر فرماتے ہیں۔

شہادتین و در جامعہ اسلامی بجائے شہادتین کی ادائیگی مسلم سوسائٹی میں
ہماں برگ شناسنامہ یا بقول عربیہ رہنے کے لیے ایک شناختی کارڈ
ورقہ جنبیہ است۔ یا پاسپورٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس عنوان کے حوالہ نمبر کی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے۔

ہذا ذالذی فرض اللہ امامت ہی خدا کا وہ فرض ہے جو اس
علی العباد ولا یستل الرب العباد نے بندوں پر فرض کیا ہے اب خدا

بیرم القیامتہ (غیر خدا) بندوں سے قیامت کے دن اسکے
سوا اور کسی بات کا نہ پوچھے گا۔

پھر محشی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ خدا امامت کے سوا ارکان اسلام میں سے کسی چیز کو نہ پوچھے گا۔ جیسے جو پانچ نمازیں پڑھے تو خدا نوافل کے متعلق نہ پوچھے گا اور جو زکوٰۃ واجبہ دے تو صدقات نافلہ سے نہ پوچھے گا (حاشیہ ص ۲۲ ج ۲ اصول کافی)

اس صراحت مع مثال سے معلوم ہوا کہ شہادتین، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کوئی بھی عند الشیعہ فرض اور مسئول نہیں۔ صرف امامت ہی فرض اور رکن ہے۔ جس کا قیامت کے دن سوال ہو گا۔ شیعہ کتاب کشف الغمہ ص ۵۳۹ پر ہے۔

وَقِفُّوْهُ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۲۳ = یعنی ان کو ٹھہراؤ، ان سے حضرت علی رضی کی
ولایت کے متعلق پوچھنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۹ =

شیعہ اہل اسلام سے جدا مذہب کہتے ہیں

یہ بات محتاج حوالہ نہیں ہے کہ ظاہری لبیل کے طور پر شیعہ اسلام کے جن اعمال کے قائل ہیں وہ سب مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ چنانچہ کلمہ، آذان، نماز، زکوٰۃ، وقت روزہ، مناسک حج، جہاد، اتباع ہادی معصوم، علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ و اصول تدریج و سیرت، سیاست معاشرت، تہواری رسوم وغیرہ مہربات میں علیحدگی رکھتے ہیں۔ علیحدگی مانگتے ہیں، سکولوں کالجوں سے نصاب و نیت الگ کر لیا اب ”نقہ جعفری“ کے نام سے الگ قانون چاہتے ہیں۔ زکوٰۃ و عشر کا الگ کر کے اور حدود آدمی نفس کی مخالفت کر کے مسلمانوں سے جدا راہ اختیار کی ہے۔
۸۴۸۵ء میں تمام مسلمانوں نے شریعت بل کے نفاذ و اجراء کا مطالبہ کیا تمام شیعوں نے ڈٹ کر مخالفت کی اور سوشلزم اپنانے کی دھمکی دی، خدا را انصاف سے کہیے ان کو ملت محمدیہ اور مسلمانوں کا حصہ کیسے تصور کیا جائے جب کہ وہ خود کو ”ملت جعفریہ“ اور شیعان علی کہتے ہیں اور ”مسلمان کہلانے“ پر کبھی فخر نہیں کر سکتے، کیونکہ حسب

تصريحات بالاشیعة اسلام میں ایمان و نجات ہے ہی نہیں ۹۸٪ مسلمان کافر و منافق ہو سکتے ہیں بلکہ ہیں جو جنس ۹۸٪ خراب ہو وہ کون خریدے دریا برو کر دی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰، طینت -

بدشیعہ جنتی اور نیک سنی دوزخی ہے (معاذ اللہ)

شیعہ کا عقل و نقل کے خلاف عجیب عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیعہ کیسا ہی بد اور بد عمل ہو بہر حال جنتی ہے اور غیر شیعہ کتنے ہی قرآن و سنت کے مطابق مومن اور نیک ہوں۔ وہ دوزخی ہیں (معاذ اللہ)

اس پر بہت سی روایتیں وال ہیں۔ صرف دو حاضر ہیں۔

۱۔ اصول کافی ص ۲، کتاب الایمان والکفر باب طینت المؤمن والکافر میں ہے۔
”عبد اللہ بن کبیر نے امام جعفر صادقؑ سے کہا میں آپ پر قربان جاؤں آپ کا غلام اور محب ہوں۔ میں پہاڑ میں پیدا ہوا، ایران کی سرزمین پر پرورش پائی تجارتی وغیرہ کاموں میں میں لوگوں سے ملتا رہتا ہوں، میں بہت سے لوگوں سے ملتا ہوں، تو ان کو اہل خیر نیک چال، خوش خلق، کثیر الامانت پاتا ہوں پھر میں (شیعہ ہونے کی وجہ سے) ٹوہ لگاتا ہوں تو تمہاری دشمنی پاتا ہوں اور کچھ ایسے لوگوں سے ملتا ہوں، جو بد خلق، بے امانت، فسادی، فاسق اور خبیث (محشی نے) زہارہ کا ترجمہ یہی کیا ہے) ہوتے ہیں جب ان کی تفتیش کرتا ہوں تو ان کو آپ کا شیعہ اور دوست پاتا ہوں تو اتنا فرق کیوں ہے؟ تو امام نے فرمایا اے ابن کبیر تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے ایک مٹی جنت سے لی اور ایک مٹی دوزخ سے لی۔ پھر دونوں کو رلا ملا دیا پھر اس کو اس سے اور اس کو اس سے جدا کیا تو جو کچھ ان سنیوں میں تو نے امانت خوش خلقی اور نیکیوں کی شکل اور روش دیکھی تو وہ جنت کی مٹی لگنے کی وجہ سے ہے پھر وہ اصل پیدائش (دوزخ) میں لوٹ جائیں گے۔ اور جو کچھ ان شیعوں میں تو نے بے ایمانی بد خلقی اور فسق و فساد اور پلیدی دیکھی ہے۔ وہ دوزخ کی مٹی لگنے کی وجہ سے ہے پھر وہ اصل پیدائش (جنت) کی طرف چلے جائیں گے۔

۲۔ ابو یوسف کہتا ہے میں نے جعفر صادقؑ سے کہا۔ میں لوگوں میں گھلا ملتا رہتا ہوں میرا تعجب ان لوگوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے جو تمہاری ولایت نہیں مانتے اور فلاں فلاں حضرت ابو جعفر و عمرؓ کو خلیفے مانتے ہیں۔ ان میں بڑی امانت سچائی اور وفاداری کی عادات ہیں۔ اور جو لوگ آپ لوگوں کو خلیفے اور امام مانتے ہیں ان میں امانت اور وفاداری اور سچائی بالکل نہیں ہے؟

امام صادقؑ نے (یہ سنا) تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور غضب ناک میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

لا دین لمن دان اللہ بولایة
امام لیس من اللہ ولا عتب علی
من دان بولایة امام من اللہ
(اصول کافی کتاب الحجہ ص ۲۳ طبع لکھنؤ)
جو خدا کے نہ بنائے ہوئے امام سے
محبت کر کے خدا کے دین پر چلے اس
کا دین کوئی منظور نہیں۔ اور جو خدا کے
بنائے ہوئے امام سے محبت کر کے کسی
دین پر چلے اس پر کوئی گرفت نہیں۔

اس عقیدہ نے خدا کے عدل و انصاف، علم و خلق میں کمال اور جزاء اعمال کو ختم کر دیا (معاذ اللہ)۔

مسئلہ نمبر ۱۱:-

عزاداری جنت واجب کر دیتی ہے

شیعہ کے ادیب اعظم ظفر حسن ”عقائد الشیعہ“ میں لکھتے ہیں۔

عزاداری امام مظلوم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام شیعوں کی رگ حیات ہے اور ان کے خود ساختہ مذہب کی حقانیت کا بہترین ثبوت وہ اپنی جان و مال و آبرو ہر شے عزاداری کو برقرار رکھنے کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار رہے ہیں اور بڑی قربانیاں دینے کے بعد انہوں نے اس کو قائم کیا ہے (واقعی مذہب شیعہ یہی ہے لیکن حضرت رسولؐ اور اہل بیت کے دین کے لیے نہ کچھ قربان کیا نہ اسے قائم کیا، وہ عزاداری سے متعلق ہر شے کو مقدس و متبرک جانتے ہیں (گو وہ تعلیمات اہلبیت

کے مطابق کفر و شرک اور بدعت و بت پرستی ثابت ہوں)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ غم حسین ہیں جو بندہ روئے بار لائے بار دئے والوں کی سی صورت بنائے تو جنت اس پر واجب ہے (عقائد الشیعہ عقیدہ بئر اص ۱۰۸ ط کراچی) جلالہ العیون ص ۳۰ پر ہے "حضرت (صادق) نے فرمایا جو شخص امام حسین کے مرثیہ میں ایک شعر پڑھے اور روئے اور دوسرے کو رلائے حق تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کرتے ہیں اور اس کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ بروایت دیگر اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (قلمی و جلالہ العیون ص ۳۰)

یہی وہ سستا سودا ہے کہ عشرہ محرم میں تمام شرابی بدکار، جوئے باز، فلم بین و فلم ساز (جرائم پیشہ) اپنے اٹے بند کر کے اپنے جیسے فاسق ذاکر و مجتہد سے گناہ بخشوانے اور جنت کا ٹکٹ لینے آجاتے ہیں۔ پھر دنس دن کے بعد دراصل گناہوں کے اس نئے لائنس سے سال بھر خوب گناہ کرتے ہیں دین خدا سے عزاداری کے نام پر اس سے بڑا مذاق کیا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۲۔

شیعہ خدا کے نور سے پیدا ہوتے وہ شفیع المذنبین ہیں

۱۔ ابولعبیر جس کے منہ میں کتے پیشاب کرتے ہیں (رجال کشی ص ۱۱۵) وہ امام صادق پر یوں اقترا باندھتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

شیعتنا من نور الله خلقوا	(ہمدی طرح) ہمارے شیعہ بھی خدا کے
والیہ یعودون واللہ انکم	نور سے پیدا ہوتے اسی کی طرف لوٹیں
الملحقون بنا یوم القیامۃ	گے اللہ کی قسم (اے شیعو تم قیامت
وانا نشفع فتنفع وواللہ انکم	کے دن ہمارے ساتھ ہو گئے سجدہ
تشفعون فتنفعون (علل الشرائع	ہم شفاعت کریں گے تو منظور ہوگی

سہ کشت التواتق ص ۲۲۸

للشیخ الصدوق)

خدا کی قسم تم بھی شفاعت کرو گے تو تمہاری شفاعت بھی منظور ہوگی۔

۲۔ باقر علی مجلسی نے ابن بابویہ کے حوالہ سے ایک ایک شیعہ کا ستر ہزار پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا شفیع اور مقبول الشفاعت ہونا لکھا ہے (حق الیقین و کشف الحقائق ص ۳۳۲) غلو کا کیا ٹھکانہ، حضرت آدم اپنی اولاد انبیاء کرام علیہم السلام سمیت مٹی سے پیدا ہوئے تھے خیر سے یہ غیر انسانی شیعہ مخلوق خدا کے نور سے پیدا ہو کر اپنے اماموں کے ساتھ مل کر برابر چھین ہو گئی اور حضور کا تاج شفاعت چھین کر اپنے سر پر سجایا۔ کہ ایک ایک شیعہ ۷۰ ہزار گناہگاروں کی شفاعت کر رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ شفاعت کریں گے کس کی؟ خود تو مغفور اور عتقی ہیں۔ ان کا کوئی سنی رشتہ دار یا دوست شفاعت کے قابل نہیں۔ امام جعفر سے منقول ہے کہ مومن اپنے دوست کی شفاعت کرے گا لیکن اگر وہ ناصبی ہو تو منظور نہ ہوگی کیونکہ اگر ناصبی سنی کے لیے تمام پیغمبر اور مقرب فرشتے سفارش کریں گے تو بھی قبول نہ ہوگی (حق الیقین ص ۳۸۸ از علامہ شہر شاہ)

مسئلہ ۶۳۔

مذہب شیعہ کے چھ چھپانا واجب ہے

مذہب شیعہ اس قدر خرافات اور واہیات کا مجموعہ ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس میں اتنا زہر اگلا گیا ہے کہ اس کا اظہار کسی صورت میں مناسب نہیں۔ خود اماموں نے شیعہ کو یہ تعلیم دی ہے کہ چھ چھپائے رکھو صرف دسوال حصہ اسلامی اعمال منافقانہ ظاہر کرتے نہ ہوتا کہ لوگ تمہیں مسلمان سمجھیں اور تکلیف نہ پہنچائیں مثنیٰ نمونہ از خروارے چند جعفری حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ان تسعة اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ

دین کے چھ چھپانے واجب ہیں جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بے دین اور لاندہب ہے۔

ل۔ اصول کافی ص ۲۱۷ ج ۲

۲۔ اتقوا علی دینکم فاجتنبوا اپنے دین کو (لوگوں سے) بچاؤ اور

بالتقية فاسد لا ايمان لمن
لا تقية له - ايضا ۲۱۵
تقيه کے پردے میں چھپا دو کیوں کہ
تقيه نہ کرنے والے ایمان ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۲۔

شیعہ مذہب ظاہر کر نیوالا ذلیل ہے

۱۔ امام جعفر نے فرمایا یا سلیمان
انکم علی دین من کتمہ اعزہ
اللہ ومن اذا عد اذ لہ اللہ
اے سلیمان تم جس دین (شیعہ) پر
ہو جو اسے چھپائے گا۔ خدا اسے عزت
دے گا اور جو پھیلانے کا خدا اسے
ذلیل کرے گا (ایران کی مثال واضح ہے)
۲۔ اے معلیٰ ہماری امامت چھپاؤ ظاہر نہ کرو کیونکہ جو اسے چھپائے گا اور شائع
نہ کرے گا اسے خدا دنیا میں عزت دے گا آخرت میں نورانی آنکھوں کے ذریعے
جنت تک پہنچائے گا۔ اے معلیٰ جو امامیہ مذہب ظاہر کرے گا۔ چھپائے گا نہیں
خدا اسے ذلیل کرے گا آخرت میں بینائی سلب کر کے اندھیرے دوزخ میں پھینکے
گا تقیہ ہی میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا مذہب تھا جو تقیہ نہ کرے بے دین
ہے اے معلیٰ خدا کو پسند ہے کہ (شیعہ) اس کی پوشیدہ عبادت کریں جیسے اسے
یہ پسند ہے کہ (باقی مسلمان) اس کی اعلانیہ عبادت کریں، اے معلیٰ ہمارے مذہب
کو پھیلانے والا گویا منکر ہے (ایضاً ص ۲۲۲ ج ۲)

مسئلہ نمبر ۶۵۔

عقیدہ امامت ناقابل تبلیغ راز ہے

۱۔ باتر نے فرمایا خدا کا حضرت علیؑ و ائمہ کو امام بنانا ایک راز تھا جو صرف
حضرت جبریلؑ کو پوشیدہ بتایا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بتایا حضرت رسولؐ نے صرف حضرت علیؑ کو بتایا تھا (یعنی جبریلؑ
رسول اللہ اور علیؑ کے سوا کسی فرشتے پیغمبر اور صحابی و اہل بیت کو اس کا پتہ تک
نہ دیا گیا) حضرت علیؑ نے یہ راز ان کو بتایا جن کو خدا نے چاہا (یعنی حضرت حسنؑ

۱۲۶

وحسینؑ) پھر تم اس کو مشہور کر رہے ہو کون ہے جس نے سن کر ایک حرف بھی بچایا
ہو۔ (ایضاً ص ۲۲۲) یہ ڈانٹ مختار تقی کے پیروکاروں کو ہے جنہوں نے شیعہ کہلا
کر گلی کو چول اور بستنیوں میں امامیہ مذہب پھیلانا شروع کر دیا (لام صادقؑ نے ان کی
مذمت فرمائی ص ۲۲۳) تعجب ہے شیعہ آج بھی مختاری ہیں جعفری ہرگز نہیں۔

۲۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہمارا عقیدہ امامت پوشیدہ بات ہے۔ خدا
و رسول آئمہ کی طرف سے شیعہ لوگوں کو پابند معاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ اسے غیروں سے چھپا
کر رکھیں جو اسے ظاہر کرے گا خدا اسے ذلیل کرے گا (اصول کافی ص ۲۲۲ ج ۲ مع حاشیہ)

مسئلہ نمبر ۶۶۔

ظہور مہدی تک شیعہ مذہب چھپانا امامیہ ضرر ہے

بہت سی حدیثیں اس پر دال ہیں کہ مذہب چھپا کر رہنے اور ضمیر کے خلاف
بات کرنے (جھوٹ بولنے) کا یہ تقیہ امام مہدی کے آنے تک واجب ہے۔ جو
ان سے پہلے کسی عنوان سے مذہب شیعہ کی تشہیر کرے۔ وہ فتویٰ امام میں بے دین
بے ایمان، تارک مذہب اور بقول شیخ صدوق خدا اور رسول اور امامیہ دین سے خارج
ہے (اعتقاد بہ شیخ صدوق) امام صادقؑ نے فرمایا ہے کلمہ تقادب هذا الامر
کان اسشد للتقية۔ جوں جوں یہ معاملہ (خروج قائم حاشیہ) نزدیک آئے گا۔ تقیہ
شدید کرنا ہوگا (اصول کافی ص ۲۲ ج ۲)۔

کاش مسلم کش ایرانی اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ والے پاکستانی یہ ناجائز تبلیغ
تشیع چھوڑ کر مسلمان ہوتے امام کو نہ جھٹلاتے ؟

۸ آخرت اور جزائز کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۶۹ قیامت سے پہلے ایک اور قیامت رجعت ہوگی

شیعوں کا عقل و نقل کے خلاف ایک عجیب عقیدہ یہ بھی ہے کہ اصل قیامت سے پہلے دوبارہ خدا رسول اللہ کو بھیجے گا اور آل محمد کے تمام ظالموں کو بھی زندہ کرے گا۔ اور امام مہدی غار سے باہر تشریف لے آئیں گے۔ وہ ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لاش مبارک نکال کر حد لگانا اور بقول شیعہ فاطمہ کا بدلہ لینا وغیرہ ہمنواست کچھ ہم پیش کر چکے ہیں اور کچھ تفصیل آپ درج ذیل روایت میں دیکھیں۔

بعد از سہ روز امر فرماید کہ دیوار
بشکا مند و ہر دور از قبر بیرون آورند پس
ہر دورا ببدن تازہ بدر آور و بہاں صورت
کہ داشتہ اند پس بفرماید کہ کفنہارا
از ایشان بدر آورند و بکشانید و ایشان
را بخلق کشند و درخت خشکے۔

(حق الیقین مجلسی ص ۳۱ ج ۲
در اثبات رجعت)

قائم مہدی جب مدینہ آئے گا تو حکم دے
گا کہ روضہ اقدس کی دیوار ڈھا دو دونوں
(ابوبکر و عمرؓ) کو قبر سے نکالو پس وہ دونوں
کو انہی تازہ بدنوں کے ساتھ باہر نکالیں
گے جیسے ان کو صحابہؓ نے قبر میں رکھا تھا
(سبحان اللہ) پھر قائم مہدی حکم دے گا
ان کے کفن پھاڑو باہر نکالو اور خشک
درخت پر لٹکا دو (قدرت خدا سے وہ
درخت ہرا ہو جائے گا)

سید ظفر حسن عقائد الشیعہ ص ۵۶ عقیدہ رجعت کے تحت لکھتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت صغریٰ میں جو قیامت کبریٰ سے پہلے ہوگی کچھ لوگ زندہ
کیے جائیں گے یہ زمانہ حضرت حجت کے ظہور کا ہو گا جن لوگوں نے آل رسول پر ظلم کیا
ہو گا ان سے بدلہ لیا جائے گا۔

پھر اس پر کچھ آیات سے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ وہ سب قیامت سے
متعلق ہیں۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ شیعہ نے یہ من گھڑت عقیدہ صرف
شیعیں اور صحابہ دشمنی میں تراشا ہے۔ گویا خدا قیامت کے دن قادر نہیں کہ ظالموں سے
بدلہ لے اس لیے قائم مہدی نئی قیامت برپا کریں گے اور روضہ اقدس ڈھاتے اور انہی
ساتھیوں کو نکالتے وقت ان کو رسول اللہ کا بھی ذرا شرم و لحاظ نہ آئے گا۔

مسئلہ نمبر ۶۸ امام مہدی غار میں ہیں جب وہ نکلیں گے تو ۳۱۳ مومنوں

کے علاوہ تمام سابق پیغمبران کی امداد کریں گے

شیعوں کا یہ دیو مالائی الف لیلیٰ کی سی کہانی والا بنیادی عقیدہ ہے کہ قائم مہدی ۲۵۵
میں پیدا ہوئے جعفر کذاب چچا کے خوف سے قرآن اور آلات امامت تابوت سیکڑہ عصا
موسے وغیرہ لے کر ۵ سال کی عمر میں سرمن رای کی غار (عراق) میں چھپ گئے تاہنوز
زندہ اور غائب ہیں، قرب قیامت میں تشریف لا کر دنیا کو عدل و انصاف سے بھر
دیں گے۔

۱۔ سب سے پہلے جبریل امین بحکم رب العالمین حضرت (قائم مہدی) کی بیعت
کریں گے ان کے بعد تین سو تیرہ شیعیان اہل بیت بیعت کریں گے چند روز حضرت
توقف فرمائیں گے یہاں تک کہ ۱۰ ہزار آدمی حضرت کی بیعت میں آجائیں گے۔
(عقائد الشیعہ ظفر حسن ص ۵۸)

۲۔ منتخب البصائر میں امام باقر سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

ولیبثنہم اللہ احياء من
آدم الى محمد كل نبی مرسل
تک خدا تمام پیغمبروں کو زندہ کر اٹھائے
گا وہ امام مہدی کی نصرت کے لیے
آپ کے سامنے تبلیہ پڑھتے ہوئے
تلواریں کندھوں پر لٹکائے کافروں اور

لیخربون بہا ہام الکفرۃ و اور جابرول کی کھوپڑیوں پر یاریں گے۔
جب امر قہم۔

(حق الیقین ص ۳۲ بحث رجعت)

تیسرہ یہ سارا ڈرامہ اس لیے بنایا ہے کہ ہزاروں برس سے ۳۱۳ مومنوں کی انتظار میں غار میں چھپے رہنے کے بعد جب قائم مہدی باہر تشریف لائیں گے۔ تو ان ۳۱۳ سے بھی معرکہ سر نہ ہو سکے گا۔ لامحالہ خدا حضرت جبریل اور سوا لاکھ سابق پیغمبروں کو بھیج کر ننگے مہدی (حق الیقین ص ۳۲) کی بیعت کر اگر کفار سے لڑائے گا۔ اور کفر و ظلم کا خاتمہ ہو گا لیکن پتہ نہیں اس دور کے کروڑوں وعیدار شیعہ محروم الایمان ہوں گے اور کفار بن کر خود امام مہدی سے لڑیں گے جیسے ہر دور میں اپنے امام سے لڑتے رہے۔ یا کسی آسمانی آفت سے ختم ہوں گے۔ کیونکہ اصحاب مہدی میں ۳۱۳ مومنوں سے زیادہ کا ذکر کسی صحیح روایت میں نہیں۔ کافی ص ۳۲ ج ۱ میں ہے کہ قائم کے ساتھ نفر لیس چہند آدمی ہوں گے۔ ایک بڑی خلقت امتحان اور چھانٹی میں سے نکل جائے گی۔ ظفر حسن نے۔ ہزار کا دعویٰ غلط کیا، لیکن بقول خود موجودہ۔ اگر ڈر شیعہ کے مومن نہ ہونے پر اتنی بات بھی کافی ہے

نوٹ:- زندہ مہدی در غار کا یہ شیعہ عقیدہ بالکل خلاف اسلام ہے قرآن و سنت سے کوئی دلیل اس پر نہیں، البتہ سنی مسلمانوں کے عقیدہ میں ایک بزرگ حضرت محمد بن عبد اللہ از اولاد حسن مجتبیٰ قرب قیامت میں پیدا ہو کر بڑے ہونگے پھر جب پہچانے جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی۔ و جال اور یہودیوں کا خاتمہ ہو گا۔ ان کی پیش گوئی ہماری احادیث میں ہے۔ ان کو مہدی کا لقب دیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۹۔ روز قیامت کی خبر اسرا سے شیعہ بے فکر ہیں

قرآن کریم آخرت کی سزا گرفت سے ہر کسی کو ڈراتا ہے قیامت کی غرض ہی لَتُبْحَثُوا كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ لَهَا (تاکہ ہر جی اپنی اچھی بری کمائی کا بدلہ پلے) بتلائی ہے۔ سورت معارج میں مومنین کا ملین اور منافقوں کی صفتیں یہ بیان فرماتی ہیں۔

”وہ بدے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں یقیناً ان کے رب کا عذاب بے فکر کرنے والا نہیں“
قرآن کے برخلاف شیعہ عقیدہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ امام صادق نے صفوان بن مہران جمال نے کیا۔ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہمارے شیعہ جنتی ہیں، حالانکہ شیعہ میں بہت سے لوگ وہ ہیں جو بڑے گناہ کرتے ہیں اور بے حیائی (زنا) کے مرتکب ہوتے ہیں اور شرابی پیتے ہیں اور دنیا میں ہر قسم کی لذتیں اڑاتے ہیں تو امام نے فرمایا نعوہوا اهل الجنة ہاں شیعہ جنتی ہیں۔ ہمارا شیعہ بیماری، قرض، موزی پڑوسی، بری بیوی سے بدلتا ہونے کی وجہ سے گناہوں سے پاک ہو کر مرتا ہے۔ میں نے کہا بندوں کے حقوق اور ظلم کا حساب تو یقینی ہے۔ فرمایا خدا نے مخلوق کا حساب قیامت کے دن محمد و علیؑ کے حوالے کر دیا ہے تو ہمارے شیعہوں کے باہمی گناہوں کو وہ خمس سے بدلوا دیں گے اور جو حقوق اللہ ہوں گے وہ بخش دیں گے یہاں تک ہمارا کوئی شیعہ آگ میں داخل نہ ہو گا (مجالس المومنین شوشتری ص ۳۹۱ ج ۱۔ ترجمہ صفوان جمال)

۲۔ امام جعفرؑ کے سامنے سید اسماعیل حمیری شاعر کا بار بار ذکر ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے حضرت نے فرمایا اس پر خدا کی رحمت ہو۔ خدا کے سامنے محب علیؑ کے گناہوں کو بخشا کیا مشکل کام ہے؟ (مجالس المومنین ص ۱۵۲ ج ۲)

مسئلہ نمبر ۷۰۔ مسیحی کفارہ کی طرح امام رضاؑ نے شیعہوں کی جان بچائی

عن ابی الحسن علیہ السلام امام ابو الحسن نے فرمایا اللہ شیعہوں پر
قال ان اللہ غضب علی الشیعۃ (قتل حسین کرنے اور کبار کا مرتکب ہونے
فخیر فی نفسی اوہم فوفیتہم کی وجہ سے) غضب ناک ہوا پس مجھے

سہ:- یہ بھی قرآن کا انکا ہے خدا فرماتا ہے۔ یہ ہمارے پاس لوئیں گے ہم ہی انکا حساب لیں گے (غاشیہ پتہ)

واللہ بنفسی - (اصول کافی ج ۱ کتاب الحجۃ
ص ۱۵۹ طبع کھنر۔
اختیار دیا کہ یا تو میں اپنی جان دے
دوں یا شیعہ ہلاک کر دیتے جاتیں گے

اللہ کی قسم اب میں نے اپنی جان دے کر ان کو بچا یا ہے۔
سبحان اللہ کرے کوئی، بھرے کوئی۔ خدا شیعوں کے جرم میں ان کے امام کو ہلاک
کر رہا ہے آخر اس میں اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ (کہ یسوع مسیح نے سولی پا کر تمام
عیسائیوں کو بخشوا دیا) میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ نمبر ۱۷۱۔ ایک بدکار شیعہ کے بدلے ایک لاکھ سنی جہنم میں جانیگے

واتقوا دیومًا لا تجزى الا یہ کی تفسیر میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت
کے دن ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائے گا جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے مگر
ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی اور اس کا ایک لاکھ ناصبیوں (ناصری وہ سنی
ہے جو حضرت علیؑ پر خلفائے ثلاثہ کو فضیلت دیتا ہے) (مجالس المؤمنین ص ۳۸۲ ۱۶) کے
ماہین کھڑا کیا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اس وجہ سے
یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں (ضمیمہ ترجمہ مقبول پ بجا لکشف الحقائق ص ۶۵)

۹۔ حقیقت تشیع کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۱۷۲۔ قرآن میں شیعہ اماموں کا نام تک نہیں

عالم اسلام کا بدترین دشمن سفاح خمینی تھا کہ انقلاب ایران سوال جواب بنا کر لکھتا ہے۔

سوال: جب امامت کا عقیدہ دین کا بنیادی عقیدہ ہے اور حضرت علی
اللہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں تو خدا نے قرآن میں ان کا نام
کیوں ذکر نہ کیا تاکہ جھگڑا ہی نہ رہتا (کشف الاسرار ص ۱۱۲)۔

جواب: (ادخمینی) اگر قرآن میں امام کا نام ذکر ہوتا تو بھی وہ لوگ (البو بکر و عمرو و دیگر
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو سالہا سال تک حکومت کی لالچ میں دین محمد صلی اللہ علیہ
وسلم سے چپکے ہوئے تھے کیا دین پر ایمان و استقامت نے ان کو خلافت کا اہل بنا دیا
تھا؟ ان سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ قرآنی ارشاد پر اپنی کرتوتوں سے باز آتے بلکہ ہر ممکنہ حیلے
سے اپنے لیے مقصد برآری کے راستے نکالتے اس صورت میں تو مسلمانوں کے درمیان
ایسے شدید اختلاف کا امکان تھا کہ اسلام کی پوری عمارت ہی منہدم ہو جاتی اس لیے کہ
وہ لوگ جب یہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے ان کا کام نہیں چلتا تو اسلام کے خلاف ایک
جماعت بنا دیتے (کشف الاسرار ص ۱۱۳)۔

(معلوم ہوا کہ قرآن میں علیؑ کا نام نہ ہونے کی یہ برکت ہے کہ مسلمانوں میں شدید اختلاف
نہیں ہے۔ اسلام کی عمارت مضبوط قائم ہے اسلام کے خلاف صحابہؓ نے کوئی جماعت
نہ بنائی اور اسلام نے ہی ان کے کاموں کو چلایا اور مقاصد میں کامیاب کیا۔ دشمن کی
گواہی سب سے بڑی شہادت ہے)

جواب: اگر قرآن میں امام کا نام ذکر ہوتا تو وہ لوگ جن کو محض دنیا و ریاست
ہی کی خاطر قرآن و اسلام سے سروکار تھا۔ اور قرآن کو اپنی فاسد نیتوں کی تکمیل کا ذریعہ بنایا
تھا۔ ایسے لوگ قرآن سے وہ آیت جس میں حضرت علیؑ کا نام ہوتا ہی نکال دیتے اور
کتاب آسمانی میں تحریف کر دیتے (کشف الاسرار ص ۱۱۴)۔

خمینی کی حق گوئی سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام کو قرآن و اسلام سے پورا سروکار تھا۔ کتاب
آسمانی میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی نہ کوئی آیت نکالی۔ وہ قرآن و اسلام کے پورے مبلغ
تھے ہاں ۴۰۰ سال بعد خمینی کو ان کی بد نیتی اور دنیا و ریاست کی محبت کا علم ہو گیا۔
کیونکہ چور و سرور کو چور ہی جانتا ہے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۱۷۳۔ آئمہ معصومین اپنے شیعوں میں اختلاف ڈالتے تھے

۱۔ اصول کافی ج ۲ ص ۶۴ طبع ایران میں ہے زرارہ کہتا ہے میں نے امام باقرؑ سے

ایک مسئلہ پوچھا مجھ کو انہوں نے ایک جواب دیا پھر ایک اور شخص نے آکر یہی مسئلہ پوچھا اس کو میرے جواب کی خلاف جواب دیا پھر تیسرے شخص نے آکر وہی مسئلہ پوچھا۔ امام نے اس کو ہم دونوں کی خلاف جواب دیا جب وہ دونوں چلے گئے میں نے کہا اے فرزند رسول اللہ! یہ دونوں شخص عراقی اور آپ کے شیعے ہیں۔ دونوں تم سے ایک ہی مسئلہ پوچھنے آئے تم نے ایک کو کچھ جواب دیا دوسرے کو اس کے خلاف جواب دیا۔ تو فرمایا اے زرارہ! یہی اختلاف ساری ہمارے اور تمہارے لیے بہتر ہے اور اس میں ہماری اور تمہاری بقا ہے۔

اگر تم ایک مذہب پر متفق ہو جاؤ تو سب آدمی تصدیق کر لیں گے کہ تم ہمارے خلاف کہتے ہو تو اس میں ہماری اور تمہاری بقا کم ہو جائے گی پھر زرارہ نے کہا میں نے امام جعفر صادق سے ایک مرتبہ پوچھا کہ تمہارے ایسے شیعہ بھی جو تمہارے حکم پر آگ اور برچھپوں میں چلے جائیں۔ تمہارے پاس سے مختلف تعلیم لے کر نکلتے ہیں تو امام جعفر صادق نے مجھ کو وہی جواب دیا جو ان کے باپ امام باقر نے دیا تھا۔ کہ اگر ہم اختلافات نہ پھیلاتیں تو ہماری اور تمہاری زندگی خطرے میں پڑ جائے، (اصول کافی ج ۱ ص ۶)

۲۔ اصول کافی میں روایت ہے کہ کچھ لوگ امام جعفر صادق کے پاس آئے اور کہا کہ ابو یعفر وغیرہ آپ کے متعلق مشہور کرتے ہیں کہ آپ خدا کے مقرر کردہ مفترض الحاقہ امام ہیں کیا ایسا ہی ہے؟ امام نے فرمایا خدا کی قسم وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے ایسا ہرگز ان کو نہیں کہا ہے۔ خدا ان کو اور مجھے کہیں جمع نہ کرے۔ اس سے پتہ چلا کہ مذہب شیعہ اور عقیدہ امامت کی برسر عام امام تکذیب کرتے ہیں۔ اور بقول شیعہ تنہائی میں ان کو یہ سبق پڑھاتے ہیں۔ اسی لیے شیعہ مذہب مجموعہ اضداد ہے اور اصول و فروع کو تصدیق کے ساتھ اصحاب آئمہ نے بھی نقل نہیں کیا۔ مجتہد دلدار علی نے اساکس الاصول ص ۱۵ میں تصریح کی ہے۔

۳۔ جس کی تابعداری نبی کی طرح فرض ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۴۔ آئمہ دو غلی پالیسی رکھتے تھے کہ امام ابو حنیفہ

کی منہ پر تعریف کی بعد میں غیبت کی

کافی کتاب الروضہ میں محمد بن مسلم سے طویل حدیث مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو ایک عجیب خواب سنایا۔ امام ابو حنیفہ پاس بیٹھے تھے۔ امام نے فرمایا ان کو سناؤ یہ تعبیروں کے عالم ہیں۔ میں نے فرمایا کہ میں خواب میں اپنے گھر میں داخل ہوا میری بیوی میرے پاس آئی کچھ اخروٹ توڑے اور مجھ پر پھینک دیئے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا تجھ کو اپنی بیوی کی وراثت لینے کی بابت لڑائی جھگڑا کرنا پڑے گا۔ اور بہت مشقت کے بعد انشاء اللہ تیری حاجت پوری ہوگی یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اصابت واللہ یا ابا حنیفہ۔ خدا کی قسم ابو حنیفہ! تو نے تعبیر درست بتائی۔ جب امام ابو حنیفہ چلے گئے تو میں نے کہا کہ مجھے اس سنی کی تعبیر پسند نہیں ہے امام نے فرمایا اے ابن مسلم! خدا تجھے کوئی تکلیف نہ دے۔ ان کی اور ہماری تعبیریں ملتی نہیں ہیں۔ اور تعبیر وہ نہیں جو اس نے بتائی ہے میں نے کہا آپ نے تو اسے صحیح فرمایا تھا امام نے کہا ہاں میں نے اس بات پر قسم کھائی کہ وہ غلطی تک پہنچ گئے اس دھوکہ بازی اور منافقت پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

میرے آگے میری تعظیم ہے تعریف بھی ہے پیچھے بدکیوں نہ کہیں غیر کی تالیف بھی ہے

مسئلہ نمبر ۴۵۔ آئمہ علم نجوم کو سچا مانتے تھے

اسلام نے کائنات، غیب دانی کے دعاوی اور علم نجوم کے ذریعے کائنات میں تغیر و تاثیر کے جاہلی عقیدوں کی بیخ کنی کر دی تھی لیکن شیعہ اب بھی ان امور کو برحق مانتے ہیں دنوں اور اوقات کی سعادت و نحوست کے قائل ہیں۔ انکی زنجانی وغیرہ جنتریاں ایسی بے ہودہ باتوں سے بھری ہوئی ہیں علم نجوم کی تعلیم و مقانیت کی نسبت امام جعفر صادق کی طرف بھی کر دی ہے۔

معلیٰ بن خنیس کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کیا نجوم حق ہے انہوں نے کہا ہاں حق ہے اللہ نے مشتری ستارے کو آدمی کی صورت میں زمین پر بھیجا تھا اس نے عجم کے ایک شخص کو شاگرد بنا کر علم نجوم سکھا دیا پھر ایک دوسرے ہندی شخص کو سکھا دیا اور خود مرگیا اس ہندوستانی نے وہ علم اپنے گھر والوں کو سکھا دیا اب یہ علم اسی ملک میں ہے (روضہ کافی ص ۱۵۳ طبع ہند)

دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر سے علم نجوم کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا۔

لا یعلمھا الا اهل بیت
من العرب و اهل بیت من الہند
(کافی)

کتاب الروضہ میں حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر نے فرمایا جو شخص ایسے وقت میں سفر کرے یا نکاح کرے کہ قمر عقرب میں ہو وہ بھلائی نہ پائے گا اور باقر علی مجلسی نے حیات القلوب ج ۱ ب فصل پنج ص ۱۱ میں ہر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو تحت الشعاع اور منحوس کہا ہے (بحوالہ نصیحتہ الشیعہ ص ۳۸)

مسئلہ نمبر ۴۷:- آئمہ چھوٹے فتووں سے حرام کو حلال بنا دیتے تھے

فروع کافی کتاب الصید میں ابان بن تغلب سے روایت ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله
عليه السلام يقول كان ابي عليه
السلام يفتي في زمن بني امية
ان ما قتل البازي والخنزير
فهو حلال وكان يقيمهم وانا
لا اقيمهم

پتہ چلا کہ امام باقرؑ نے لوگوں کو حرام شکاروں کا گوشت کھانے سے صاف جدا

صاحب نے باپ کی غلطی کو ظاہر کر کے تقیہ کے پردے میں بھی چھپا دیا۔ حالانکہ اس مسئلہ میں تقیہ کی کیا ضرورت تھی؟ سعید بن جبیر مجاہد ضحاک سدی اور ابن عمرؓ کا یہی مذہب تھا کہ باز اور شاہین کا مقتول شکار مکروہ ہے (ابن کثیر) لیکن خلفاء بنو امیہ نے ان سے تو کبھی تعرض نہ کیا۔ اور پھر امام باقرؑ کے لیے تقیہ جاتز نہ تھا۔ اصول کافی میں ہے کہ آپ کے عہد نامہ میں یہ حکم خدائی تھا "لوگوں کو حدیثیں سننا اور فتوے دو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو کیونکہ کوئی شخص آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔" (نصیحتہ الشیعہ)

مسئلہ نمبر ۴۸:-

آئمہ کا کوئی یقینی مذہب نہ تھا

۱- عن بعض اصحابنا
عن ابي عبد الله عليه السلام
قال ادعيتك لوحد تتلى
بحدیث العام شرجتني من قابل
فحدتک بخلافه یا یھما کنت
تاخذ قال کنت آخذ بالاجیر
فقتال لی رحمک اللہ
(اصول کافی ص ۶۷ طبع ایران)

لیکن اگلے سال پھر اگلے سال یہ رائے اور مذہب بھی بدلے گا۔ آخر کس مذہب کو آخری اور سچا سمجھا جائے؟

۲- منصور بن حازم نے کہا میں نے امام صادقؑ سے پوچھا کیا بات ہے۔ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں تو آپ ایک جواب دیتے ہیں پھر دوسرا شخص وہی بات آکر پوچھتا ہے تو آپ اور جواب دیتے ہیں۔

فقہا انما نجیب الناس علی
الزیادة والنقصان (امل کان ۱۶ ص ۶۵)

ہم لوگوں کو (یکساں جواب نہیں دیتے)
بڑھا گھٹا کر جواب دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۷۰: آئمہ رسول اللہ کی سچی احادیث کو اپنی

حدیثوں سے منسوخ کر دیتے تھے

عن محمد بن مسلم عن ابی
عبد اللہ علیہ السلام قال
قلت لہ ما بال اقوام یروون
عن فلان وفلان عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یتھمون
بالکذب فیجئ منکم خلافہ
قال ان الحدیث ینسخ کما ینسخ
القرآن (اصول کافی ۱۶ ص ۶۱۷)

محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق سے
پوچھا کیا بات ہے مسلمان فلاں فلاں
کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے احادیث روایت کرتے ہیں ان
پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جاتی۔ پھر
آپ کی طرف سے ان کی مخالفت
ہوتی ہے؟ امام نے فرمایا (ہم ساری
حدیثیں رسول اللہ کی ان احادیث کو)
منسوخ کر دیتی ہیں جیسے قرآن منسوخ کرتا ہے

یہی وہ فقہ جعفری ہے جس کی بنیاد شریعت محمدیہ کو بلیا بیٹ کر کے رکھی گئی ہے
حالانکہ ان کو اقرار ہے کہ صحابہ رسولؐ آپ پر جھوٹ نہ باندھتے تھے چنانچہ اگلی روایت میں
ہے کہ میں نے امام صادق سے پوچھا بتلایئے اصحاب رسول اللہ نے حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر سچ بولایا جھوٹ بولا تو فرمایا جلیل صدقوا اصحاب رسول نے حضورؐ
سے سچی احادیث نقل کی ہیں۔

میں نے کہا پھر ان کا اختلاف کیوں ہے فرمایا تجھے معلوم نہیں ایک شخص رسول
اللہ سے مسئلہ پوچھتا آپ اسے جواب دیتے پھر اس کے بعد ایسا جواب دیتے جو پہلے
کو منسوخ کر دیتا پس بعض احادیث نے بعض کو منسوخ کر دیا (اصول کافی ج ۱ ص ۶۱۷) اس
آخری حدیث سے یہ مفید نکتہ معلوم ہوا کہ اختلاف احادیث کذب صحابہ کا نتیجہ نہیں جیسے
رافضی لعن کرتے ہیں بلکہ احکامی احادیث کا ایک دوسرے کو منسوخ کرنا اور دیگر راویوں
کا ناواقف رہ جانا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۱: آئمہ برسر عام مذہب شیعہ کو جھٹلاتے تھے

۱۔ عن نصر الخثعمی قال
سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام
یقول من عرف انا لنقول الاحقا
فلیکتف بما یعلم منا فان سمع
منا خلاف ما یعلم فلیعلم ان
ذالک دفاع منا عنہ
(اصول کافی ص ۶۱۷)

نصر خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر
صادق سے سنا فرماتے تھے جو یہ جانتا
ہے کہ ہم حق بات ہی کہتے ہیں تو وہ
جو کچھ ہم سے جانتا ہو اس پر پکا ہے
پھر اگر ہم سے اپنی معلومات کے برخلاف
سنے تو جان لے کہ ہم نے خلاف حق
بات کہہ کر اس کا دفاع کیا ہے۔

۲۔ مذہب شیعہ کا مرکزی ستون زرارہ بن ایین امام جعفر سے راوی ہے۔
میں اگلے دن ظہر کے بعد امام کے پاس
حاضر ہوا یہ میرے لیے تنہائی کا مقصد رہ
وقت ظہر اور عصر کے درمیان تھا کیونکہ
میں تنہائی کے سوا عام محفل میں پوچھنا
ناپسند کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں امام
موجود لوگوں کی وجہ سے مجھے تفتیش کر کے (غلط
اور مذہب شیعہ کے خلاف) قتل نہ
دے دیں۔

ان دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ آئمہ برسر عام ہرگز شیعہ مذہب کی تعلیم نہ دیتے بلکہ
اس کے برخلاف کہہ کر اپنی بات کی تکذیب کرتے اور خاص لوگوں کو پابند کرتے کہ وہ
ان سے بدظن نہ ہوں ہم ان کے دفاع اور فائدہ کی بات کر رہے ہیں۔ زرارہ جیسے
لوگ بھی تنہائی میں اماموں سے وہ سب کچھ سیکھتے اور نقل کرتے جو شب و روز کی
برسر عام تعلیم کے خلاف ہوتا تھا ہر کچھ باطن کچھ کی اس منافقانہ پالیسی سے آئمہ اور

مذہب شیعہ کی پوزیشن بالکل معروض ہو جاتی ہے اور اس شعر کا مصداق بنتی ہے۔

واعظاں کیں جلوہ بر منبر و محراب کنند

چوں بخلوت مے روند آں کار دیگرے کنند

اہل سنت کے ہاں آئمہ اہل بیتؑ ہرگز منافق اور دھوکہ باز نہ تھے یہ صرف شیعہ دشمن اسلام راویوں کی کارستانی ہے کہ اسلام کے مد مقابل اہل بیتؑ کے نام سے ایک کفریہ مذہب تصنیف کر ڈالا۔

مسئلہ نمبر ۸۰ =

اصل مذہب شیعہ اہل اسلام اور

اخلاقیات کے بھی مکمل خلاف ہے

کتب شیعہ میں ایک ”کتاب علیؑ“ کا چرچا ہے جو رسول اللہ کے املا سے حضرت علیؑ نے بقلم خود لکھی تھی مگر وہ کچھ ایسے کفریات سے لبریز تھی کہ امام باقرؑ اپنے زرارہ جیسے خاص شیعوں کو بھی دکھاتے پڑھاتے نہ تھے ایک دفعہ زرارہ نے چوری سے دیکھ لی تو یوں تبصرہ فرمایا۔

یہ اونٹ کی ران کے برابر موٹی تھی امام جعفر صادقؑ نے (زرارہ سے) کہا میں یہ کتاب اس وقت تک تجھے نہ پڑھنے دوں گا جب تک تو قسم کھا کر یہ نہ کہہ دے کہ جو کچھ تو اس میں پڑھے وہ کبھی کسی سے (میری اور میرے باپ کی اجازت کے بغیر) بیان نہ کرے گا۔ میں نے کہا یہ شرط تمہاری خاطر مان لیتا ہوں۔ میں علم فرائض اور وصایا کا خوب ماہر عالم تھا۔ جب میرے سامنے اس کتاب کا کنارہ ڈالا گیا تو وہ ایک موٹی پرانی کتاب تھی۔

فاذا فیہا خلاف ما بایدی
الناس من الصلة والامر بالمعروف
الذی یس فیہ اختلاف واذا
عامۃ کذالك فقرۃ متہ حتی
اتیت علی آخرہ بخبت نفس

میں نے اس کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو صلہ رحمی اور امر بالمعروف کے احکام لوگوں کو معلوم ہیں جن میں کسی کا بھی اختلاف نہیں یہ ان کے بھی برخلاف نوشتہ کتاب ہے اور وہ ساری کتاب

قللہ تحفظ واستقام دای۔ ایسی ہی تھی۔ میں نے آخر تک خبث

باطنی یاد نہ کرنے اور بری رائے کے ساتھ پڑھ ڈالی اور یقین کر لیا کہ یہ باطل ہے پھر میں نے وہ لپیٹ کر امام کے حوالے کر دی اور امام باقرؑ سے ملا تو آپ نے پوچھا کیا کتاب فرائض پڑھ لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں امام نے پوچھا اسے کیسا پایا میں نے کہا بالکل جھوٹی کتاب ہے ذرا قابل اعتبار نہیں وہ تمام لوگوں کے مذہب کے خلاف ہے۔ امام باقرؑ نے کہا اے زرارہ اللہ کی قسم یہی برحق کتاب ہے جو رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو املا کرائی تھی (معاذ اللہ)۔ (اصول کافی)

اس مختصر رسالہ میں اس کتاب علیؑ پر تبصرہ ممکن نہیں اور وہ اس کے سوا ہو ہی کیا سکتا ہے۔ کہ شیعہ مذہب اس کتاب کے مطابق تمام ترکفریات کا مجموعہ ہے اسلام کے بالکل برخلاف ہے جو کچھ شیعہ اسلامی رسوم کا نام لیتے ہیں زنا تقیہ اور طلع سازی ہے حضرت علیؑ یا زرارہ میں سے جس کو جھوٹا کہیں شیعہ اسلام تبہا ہو جاتا ہے۔

۱۰ مسلمان عورتوں کی پاکدامنی کی متعلق شیعہ عقائد

مذہب شیعہ کا مرغوب اور دل پسند مسئلہ متعہ بھی ہے جو تمام عبادتوں سے بڑھ کر کار ثواب ہے متعہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی مرد و عورت جنسی تسکین کے لیے بغیر ولی اور گواہوں کے وقت اور نفیس مقررہ کر کے معاہدہ کر لیں وقت ختم ہونے پر خود بخود تعلقات ختم ہو جاتیں گے۔ نان، نفقہ مکان، وراثت عزت کی حفاظت کسی چیز کی عورت حق دار نہیں بقول امام جعفرؑ گریہ دار عورت ہے اسلام کی نظیرین زنا بارضا ہے۔ عہد برائش اور شیعہ بریاستوں میں لائسنس یافتہ عورتیں یہ کاریز کرتی تھیں۔

متعہ میں ولی اور گواہ نہیں ہوتے

ہمارے پاس علامہ مجلسی کا رسالہ متعہ ہے جس کا عجلالہ حسنہ کے نام سے سید محمد جعفر قدسی نے ترجمہ کر کے ۱۹۱۴ء میں لاہور سے چھپوایا۔ اس میں دو احکام متعہ کا بیان کے تحت ہے۔

پوشیدہ نہ ہے کہ زن بالغہ عاقلہ اگرچہ باکرہ (کنواری) ہو صحیح ترین اقوال کے مطابق اسے متعہ کرنے میں اجازت ولی کی احتیاج نہیں ہے اور اس شرط جائز کا پورا کرنا اس پر لازم ہوگا جو ضمن عقد میں واقع ہو پس اگر ضمن عقد میں یہ شرط واقع ہو کہ مدت معینہ میں روز مباشرت کرے یا ہر شب ایک مرتبہ یا دو مرتبہ تو اس شرط کا بجالانا لازم ہے (عجلالہ حسنہ ص ۲۲)

شہر عقد متعہ میں بغیر اذن زوجہ عزل کر سکتا ہے اگر فرزند متعہ سے انکار کرے لعان کی احتیاج نہیں ہے اور مجرور انکار اس کے قول کو مان لیں گے۔ اگر کوئی شخص متعہ کو بطرف کرنا چاہے مدت مہر کرے عقد متعہ میں زوج و زوجہ ایک دوسرے سے میراث نہیں پاسکتے اور نان و نفقہ لباس و مکان زوجہ اور قسمت بین الازوج زوج پر واجب نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ متعہ کرے ص ۲۳۔۔۔ اور قبل گذرنے عدت زوجہ کے سالی سے متعہ کرنا جائز ہے ص ۲۴۔

خط کشیدہ الفاظ پر تلپ خود غور کر لیں اس مختصر رسالہ میں مذہب شیعہ کی اس دیوثی اور بے حیائی پر تبصرہ مکان نہیں۔ سالی بمنزلہ بہن کے ہوتی ہے۔ ۴ سے زائد عورتوں سے بذریعہ عقد بھی تعلق نص قطعی میں حرام ہے۔ زن متعہ، ولد متعہ کو کہاں اٹھائے پھرے اس کا والد تو کوئی بنتا نہیں نہ عورت لعان کر کے اپنی عزت کا تحفظ کر سکتی ہے۔ الغرض مسلم عورت کی عزت کو مذہب شیعہ نے بکاؤ مال بنا دیا اور اس کی عصمت جانوروں کے برابر ہو گئی۔

متعہ حج کے برابر ہے اور متعہ بار جہنم سے

آزاد ہیں ان پر انبیاء و رسل کا گمان ہوگا (سوال اللہ)

۱۔ حضرت سید عالم نے فرمایا ہے جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔

۲۔ جناب رحمۃ للعالمین ارشاد فرماتے ہیں جس نے ایک دفعہ متعہ کیا ایک حصہ اس کے جسم کا نار جہنم سے آزاد ہوا جو دو مرتبہ یہ عمل خیر بجالائے گا دو ثلث جسم اپنا آتش جہنم سے امان میں پائے گا تین بار جو اس سنت کو زندہ کرے گا اس کا تمام بدن دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جناب سید البشر شفیع محشر نے فرمایا اے علی مومنین و مومنات کو رغبت دلانی چاہیے کہ دنیا سے اٹھنے سے پہلے متعہ کر لیں اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو خدائے پاک نے اپنے نفس کی قسم کھائی ہے کہ آتش دوزخ سے اس مرد اور عورت پر عذاب نہ کروں گا جس نے متعہ کیا ہو۔۔۔ جو دو مرتبہ متعہ کرے گا اس کا حشر نیک بندوں کے ساتھ ہوگا۔ تین مرتبہ متعہ کرنے سے جنت کی سیر ہوگی۔۔۔۔۔ یہ لوگ بجلی کی طرح پل صراط سے گز جائیں گے ان کے ساتھ ساتھ ستر صفیں ملائکہ کی ہوں گی دیکھنے والے کہیں گے یہ ملائکہ مقرب ہیں یا انبیاء و رسل فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنت پیغمبر کی جابت کی ہے (حالانکہ کسی شیعہ سنی کی روایت میں نہیں کہ حضور نے متعہ کیا ہو) اور وہ بہشت میں بغیر حساب داخل ہوں گے (عجلالہ حسنہ ص ۲۵)۔

متعہ کی دلالی بھی کار ثواب ہے

(بالاحادیث نبوی کے) آخر میں ہے یا علی برادر مومن کے لیے جو سعی کرے گا اس کو بھی انہی کی طرح ثواب ملے گا یا علی جب وہ غسل کریں گے کوئی قطرہ ان کے بدن سے جدا نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ ہر بوند کی تعداد میں ایسے فرشتے پیدا کرے گا جو

تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ بجالا کر اس کا ثواب انہیں بخشیں گے (ایضاً ص ۱۰۰)۔

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے متعہ کی فضیلتیں سن کر عرض کیا جو شخص اس کا رخیہ میں سعی کرے (دلالی کرے) اس کے لیے کیا ثواب ہے آپ نے فرمایا جس وقت نارغ ہو کر وہ غسل کرتے ہیں باری تعالیٰ غراسمہ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا ملک خلق کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح و تقدیس ایزدی بجالاتا ہے اور اس کا ثواب ان (دلالوں اور متعہ بازوں) کو پہنچتا ہے جناب امیر المؤمنین فرماتے ہیں جو اس سنت کو دشوار سمجھے اور اسے قبول نہ کرے وہ میرے شیعوں سے نہیں ہے اور میں اس سے پیرا ہوں (عجالت حسنہ ص ۱۵۱)۔

مسئلہ ۸۴۔

عیش بہار کا ثواب بے شمار ہے

حضرت سلمان فارسی و مقداد بن اسود کندی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم حدیث صحیح روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت سے ہے جب زن متعہ کے ساتھ متعہ کرنے کے ارادے سے کوئی بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک وہ اس مجلس سے باہر نہیں جاتے ان کی حفاظت کرتا و دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں جب مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے خدا تعالیٰ ہر بوسہ پر انہیں ثواب حج و عمرہ بخشتا ہے جس وقت وہ عیش مباشرت میں مصروف رہتے ہیں پروردگار عالم ہر ایک لذت و شہوت پر ان کے حصہ میں پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے الخ (عجالت حسنہ ص ۱۵۱)۔

مسئلہ نمبر ۸۵۔ متعہ باز کا درجہ حضرت حسین علیؑ کے برابر ہے (معاذ اللہ)

فیہ کی معتبر تفسیر منہاج الصادقین ص ۱۴۴ ج ۱ پ ۱۵۱ میں ہے۔

”جو ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ امام حسین کا درجہ پائے گا اور جو دو دفعہ متعہ کرے گا

۱۹۲

وہ امام حسن کا اور جو تین دفعہ کرے وہ حضرت علیؑ کا اور جو ۴ بار دفعہ متعہ کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ پائے گا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ (اور جو عورت متعہ کرے اس کا درجہ تمام سادات انبیوں سے بڑھ کر معاذ اللہ کیا حضرت زینب و فاطمہ تک جا پہنچے گا؟) مذہب شیعہ نے زانیوں کے لیے بھرتی کا کیسا خوشنما دفتر قائم کر رکھا ہے۔ اب پاکستان کے عیاش انسر اور ہر قسم کے غنڈے، بد معاش، رشوت خورد و سود خور فلمی ستارے اور اداکار اس مذہب میں دھڑا دھڑکیوں داخل نہ ہوں۔ بلا عمل لذت زنا کے ساتھ جنت خدا بھی مل جاتی ہے۔

مقصود تو یہ ہے کہ سیم تنوں سے وصال ہو

مذہب بھی وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

مذہب شیعہ میں متعہ دور یہ بھی کار ثواب ہے کہ کئی مرد ایک ہی رات اور وقت میں غیر حیض والی عورت سے دکتول کی طرح پہنچے۔ یہیں قاضی نور اللہ شوستری نے مصائب النواصب میں اس کی تصریح کی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶۔

مذہب شیعہ میں زنا جائز ہے

ایک عجیب تدبیر سے زنا جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ اگر مرد و عورت تنہا کسی مقام پر زنا پر راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو تو یہ نکاح بن جاتا ہے متعہ کے علاوہ یہ مومنین کے لیے دوسرا تحفہ ہے۔ چنانچہ فروع کافی ج ۲ کتاب النکاح ص ۱۹۸ پر ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے جس پر حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمایا تو اس واقعہ کی اطلاع جب امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کو ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے دریافت کیا تو نے کس طرح زنا کا ارتکاب کیا؟ عورت نے جواب دیا کہ میں جنگل میں گئی وہاں مجھ کو سخت پیاس لگی میں نے ایک اعرابی سے پانی طلب کیا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دے دوں جب مجھ

کو پیاس کی شدت نے مجبور کیا اور اپنی جان کا خوف کرنے لگی تو میں اس کی شرط پر راضی ہو گئی اس نے مجھ کو پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو دے دیا (اس نے عزت لوٹ لی) یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا ہذا تزویج و رب الکعبہ۔ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہوا ہے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عند الشیعة زنا نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے۔ جو ہوس ران چاہے کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر عزت لوٹ لے اور اسے نکاح و شادی کا بھی سرٹیفکیٹ مل جائے۔

غینی جیسے ذمہ دار شیعہ عالم و حاکم زانیہ عورت کے ساتھ متعہ جائز کہتے ہیں۔

يجوز التمتع بالزانية على
بنا برکراہت زانیہ عورت سے متعہ
کراہتہ خصوصاً لو کانت من
جائزہ خصوصاً اگر وہ مشہور کنجری ہو اگر
الحوار المشهورات بالزنا فان
اس سے متعہ کرے تو اسے (عام) زنا سے
فعل فليمنعها من الفجور۔
روکے (اپنی متعائی داشتہ بنا لے)

تحریر الوسیلہ ج ۲، ص ۲۹۲

مسئلہ نمبر ۸۷: عورتوں سے لواطت اور بفعلی جائز ہے

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اپنی عورتوں کے ساتھ خلافت وضع حرکت جائز ہے۔

تیرہویں امام غینی تحریر الوسیلہ ص ۲۷۱ ج ۲ پر رقمطراز ہیں۔

مشہور اور قوی مذہب یہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ وطی وبرا (بغیر فطری عمل) جائز ہے۔

اصول اربعہ میں سے معتبر کتاب الاستبصار میں متعدد روایات ہیں بطور نمونہ یہ ہے

سالت ابا عبد الله عليه
میں نے امام جعفر صادق سے اس شخص

السلام عن الرجل ياتي المرأة
کے متعلق پوچھا جو اپنی بیوی سے لواطت

کرے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

فی دبرها فقال لا بأس به

(الاستبصار ج ۲، ص ۲۴۳)

عورت جماع کے لیے غیر مرد کو دینا جائز ہے

۱۔ عن الحسن العطار قال سالت
میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ

ابا عبد الله عن عادية الفرج
کوئی شخص اپنی عزت دوسرے کو استعمال

قال لا بأس به (الاستبصار ص ۱۳۸ ج ۲)
کے لیے ویدے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۲۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام صادق سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو اپنی

لوٹدی کی شرمگاہ دوسرے کے لیے حلال کر دے فرمایا یہ اس کے لیے حلال ہے (وہ اس

سے جماع کر لے) (الاستبصار ص ۱۳۶ ج ۲)۔

۳۔ عن بن مضارب قال
ابن مضارب کہتے ہیں مجھے امام صادق

لی ابو عبد الله یا محمد خذ هذه
نے کہا اے محمد! یہ ہماری باندی لے جاؤ

الجادية تخدملك وتحبيب
تمہاری خدمت کو لے گی تم اس سے

منها فاددوها اليكنا۔
جماع کرنا پھر ہمارے پاس واپس

(الاستبصار ج ۲، ص ۱۳۸) لے آنا۔

سبحان اللہ کیسے شیعہ اور مرید امام ہیں۔ امام کے حرم پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور امام

کی غیرت کا فخر یہ جنازہ بھی نکال رہے ہیں کہ انہوں نے باندی سے جماع کی اجازت دی

ہوتی ہے (معاذ اللہ)

۴۔ ابن بابویہ قمی اپنی کتاب اعتقادات میں صراحتہ ذکر کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک عورت مرد کے لیے چار طریقوں سے حلال ہوتی ہے ۱۔ نکاح

۲۔ ملک یمین (باندی جس کا رواج اب ختم ہو چکا ہے) ۳۔ متعہ، ۴۔ کسی عورت کا اپنے

آپ کو بخوشی مرد کے لیے بغیر اجرت حلال کر دینا اسے تحلیل کہتے ہیں۔ یہ شیعوں کے

لیے جنسی تیسرا تحفہ ہے۔

۱۱۔ انسانی معاشرہ و مذہب کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۸۹۔ گالی دینا مذہب شیعہ میں عظیم الشان عبادت ہے

تبریزی اور مسلمان پر لعنت شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے اس عقیدہ کے بغیر مذہب شیعہ بے جان ہوتا ہے یہ عقیدہ اس قدر مشہور ہے کہ مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہی ہے اس لیے کسی خاص حوالہ کی حاجت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے کر شیعہ اکثر و بیشتر جیل خانوں کو آباد کیا کرتے ہیں انہی گالیوں اور تبرؤں کی بدولت ماریں کھاتے اور خوب خوب ذلتیں اٹھاتے ہیں۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۶۷ء کو فیصل آباد آنے والی شاہین ایکسپریس میں ایک منحوس شکل ملنگ نے ایسی ہی حرکت کی۔ ایک بزرگ نے اس کی پٹائی کر کے خوب جلی کٹی سنائیں آخر اس نے سب سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ ہمارے سامنے ناک سے لکیریں کھینچیں اور لبہ ذلت گاڑی سے اتر گیا۔ ہمیں ایسے بے پردہ لوگوں کے گمنام خطوط ملتے ہیں جن میں ننگی گالیوں کیساتھ یہ صراحت ہوتی ہے کہ تم غار ثلاثہ، حضرت عائشہ و حفصہ اور عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف و ثناء کرتے ہو۔ ہم اٹھ بیٹھے، سوتے جاگتے نیاز کھاتے پکاتے ہر وقت ان پر معاذ اللہ لغتیں کرتے ہیں احترام صحابہ آرڈی ننس اسی لیے معرض وجود میں آیا۔ کاش عوام اہل سنت بیدار ہوں اور مجرموں کا تعاقب کر کے ان کو تین سالہ قید کی سزا دلانیں۔

مسئلہ نمبر ۹۰۔ غیر مسلم عورتوں کو نہنگا دیکھنا جائز ہے

فروع کافی جلد دوم ص ۳۱ میں صاف مذکور ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام امام جعفر صادق نے فرمایا غیر مسلم مرد یا عورت کے ستر و شرکاء کو دیکھنا ایسا ہی

نظرک الی عودۃ الحماد
ہے جیسے کوئی گدھے کی شرمگاہ دیکھے۔
سہ جنس حیا رشیعہ منڈی میں نایاب شے ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۱۔ چونامل کرماہر زاونگے بدن پھرنا درست ہے

فروع کافی جلد ۲ ص ۳۱ میں ہے۔
امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام، کھلاتالاب وغیرہ کا پانی جہاں لوگ اکٹھے نہاتے ہیں میں بلا پائجامہ داخل نہ ہو۔ ایک دن امام ممدوح حمام میں نہانے آئے تو چونامل لگایا اور ازاد پھینک دی۔ غلام نے کہا میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہم کو پائجامہ پہننے کا حکم دیتے اور تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے پائجامہ اتار ڈالا، امام نے کہا تم جانتے نہیں ہو کہ چونامل نے ستر کو چھپا لیا ہے۔

گویا ستر صرف رنگ کا نام ہے اعضاء مخصوصہ کو شاید ستر نہ جانتے ہوں پھر چونامل نے سب عوام کے سامنے ستر ڈھانپنے کا فریضہ سرانجام دیا پانی میں داخل ہوتے ہی تو وہ بہ چکا ہو گا حالانکہ مسئلہ شرعی میں اس وقت بھی ستر کپڑے سے ڈھانکنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۲۔ جھوٹ بولنا بڑا کار ثواب ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا تقیہ (دل کی اصل بات چھپا کر جھوٹ ظاہر کرنا) میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے (اصول کافی جلد ۲ باب التقیہ ض ۱۸)۔

تقیہ کا معنی جھوٹ بولنا اسی باب کی اس روایت سے واضح ہے۔
امام جعفر صادق نے کہا تقیہ (جھوٹ بولنا) اللہ کا دین ہے میں نے کہا اللہ کا دین؟
فرمایا ہاں اللہ کی قسم، خدا کا دین ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے قافلے والو تم

یقیناً چور ہو حالانکہ انہوں نے کوئی چیز نہ چرائی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا میں بیمار ہوں۔ خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے۔ (اصول کافی) یہاں دو سچے پیغمبروں پر شیعہ امام نے جھوٹ بولنے کا الزام لگا کر تقیہ بمعنی جھوٹ بولنا اور خلاف واقعہ بات کہنا واضح کر دیا لیکن نص قرآن میں یہ مقولہ حضرت یوسفؑ کا نہیں۔ انبار کے ایک چوکیدار موزن کا ہے جسے حقیقت حال کا علم نہ تھا اپنے گمان میں سچ کہہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک و بت پرستی کے عناد و نفرت میں واقعی بیمار تھے تو وہ بھی سچ فرما رہے تھے تقیہ کا جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۹۳۔

جنازہ میں بد دعا کرنا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا

سنت حسینؑ ہے

فروع کافی ج ۳ باب الصلاة علی الناصب میں ہے۔

کہ ایک سنی منافق کے جنازہ میں امام حسینؑ گئے راستے میں ان کو اپنا غلام ملا۔ امام نے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازے سے بھاگتا ہوں اور اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہتا۔ حضرت امام نے اس سے فرمایا کہ میری داہنی جانب کھڑے ہو اور جو کچھ مجھے کہتے سنو وہی تم بھی کہنا چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ اپنے فلاں بندے پر لعنت کر ہزار ہا لعنتیں جو ایک ساتھ ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اے اللہ اس بندے کو دوسرے بندوں میں رسوا کر اور اپنی آگ کی گرمی میں ڈال کر سخت عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ یہ شخص تیرے دشمنوں (اصحاب رسولؐ) سے دوستی رکھتا تھا۔ اور تیرے دوستوں (شیعوں) سے دشمنی اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا (حالانکہ اس بد دعا کے حقدار شیعہ ہی ہیں جو چار حضرات کے سوا تمام اہل بیت رسول اور تمام اولیاء خدا و رسول صحابہ کرامؓ سے دشمنی رکھتے ہیں)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ نے محض دھوکہ اور فریب دینے کے لیے لوگوں کے سامنے منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور حقیقت دعا کے بجائے بد دعا اور پھکار کی

حالانکہ خدا نے منافق کی نماز جنازہ سے صراحتاً منع فرمایا ہے ولا تقصل علی احد منهم الا یہ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شیعہ کا نہ خود جنازہ پڑھیں نہ اپنے جنازہ میں ان کو شریک ہونے دیں۔ نہ ان سے پڑھوائیں کیونکہ وہ فریب دیتے ہیں اور بد دعائیں پڑھتے ہیں۔ فروع کافی میں ہے کہ سنی کے جنازہ پر یہ دعا پڑھو۔

اللہم املاء جوفہ نادا اے اللہ اس کے پیٹ کو اور اس کی قبر و قبرہ نادا و سلط علیہ الحیات کو آگ سے بھر دے اس پر سانپ والعقارب۔ اور پھو مسلط فرما (معاذ اللہ)

۱۲ شیعہوں کے سیاسی نظریات و عقائد

مسئلہ ۹۴۔

آئٹم ہی حکومت کے اہل اور سیاہ و سفید کے مالک ہیں

علامہ خمینی الحکومت الاسلامیہ ص ۱ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی نگوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے (الحکومت الاسلامیہ ص ۵)۔
۲۔ اماموں کے بارے میں سہو و غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ص ۹۔

۳۔ ہمارے معصوم اماموں کی تعلیمات، قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں (یعنی قرآن کے بجائے ان کی تعلیمات واجب العمل ہیں) وہ کسی خاص طبقے اور خاص دور کے لوگوں کے لیے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لیے ہیں اور قیامت تک ان کا نافذ کرنا اور اتباع کرنا واجب ہے (الحکومت الاسلامیہ ص ۱۳)۔
چونکہ آئٹم کو نہ سیاسی اقتدار ملا نہ انہوں نے احکام نافذ کیے اس لیے شیعہوں نے اپنے دل کی تسلی کے لیے امام غائب کا عقیدہ وضع کیا ہے اور ہم پہلے باحوالہ بنا چکے ہیں کہ یہ مہدی منتظر ایک انتقامی شخص ہو گا۔ سب سے پہلے تمام سنی مسلمانوں کا

خاتمہ کرے گا۔ شیعوں کی سیاست و حکومت پانے سے غرض ہی یہ ہے کہ خلفاء راشدین کو ماننے والے تمام صحابہ اور مسلمانوں کو اسلام دشمن جان کر ختم کیا جائے۔ مختار ثقفی (سن علقی تیمور لنگ تاتاریوں سے بغداد تباہ کرانے والے، نصیر الدین طوسی، اسماعیل و دیگر شاہاں صفویہ اور اب آیتہ اللہ خمینی لاکھوں کی تعداد میں اہل سنت کشی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں خود خمینی نصیر الدین طوسی جیسے ظالم و غدار اسلام کے متعلق لکھتا ہے۔

”نصیر الدین طوسی کا تاتاریوں سے اشتراک اور ان کی خدمت اگرچہ بظاہر استعمار کی خدمت نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد تھی (الحکومت الاسلامیہ ص ۷۲) مسئلہ نمبر ۹۔

امام غائب کے نائب خمینی جیسے سفاح ہیں

۱۔ خمینی تحریر الوسیلہ ص ۳۲ میں لکھتے ہیں۔ اس دور میں ہمارے اکثر و بیشتر فقہ کے عالموں میں وہ صفات پائی جاتی ہیں جو انہیں امام معصوم کا نائب ہونے کا اہل بناتی ہیں۔ ۲۔ اور جب کوئی فقہ مجتہد جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تنظیم و تشکیل کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات میں وہ سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سماع و طاعت واجب ہوگی اور یہ صاحب حکومت فقہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام تھے (الحکومت الاسلامیہ ص ۷۹)

۳۔ امام مہدی کے زمانہ غیبت میں عنان حکومت و امت ایک ایسے فقہ کے ہاتھ میں ہوگی جو عادل متقی شجاع، مدبر، مدبر امور عصر کا جاننے والا ہو اور اسے اکثریت جانتی اور اس کی قیادت کر مانتی ہو (ایرانی آئین دفعہ ۵)۔ جب یہ شرائط (مذکورہ دفعہ نمبر ۵) کسی فقہ میں پائی جائیں جیسے یہ شرائط ایرانی انقلاب کے قائد آیتہ العظمیٰ الخمینی میں موجود ہیں تو ایسے فقہ کو تمام امور کی ولایت حاصل ہوگی۔

آپ نے دیکھ لیا کہ خمینی صاحب نے کیسے ہاتھ کی صفائی سے مہدی کی نیابت ولایت

فقہ میں تبدیلی کی۔ پھر خود اس کے مالک بن کر ایرانی آئین میں اپنا نام درج کرایا اور اب مسلم کشی کی شیعہ سیاست چلا رہے ہیں، ایران عراق جنگ کے بہانے تمام عالم عرب اور مسلم ممالک سے دشمنی کی پالیسی تیز تر کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن ہماری اندھی سیاست، صحافت، ذرائع ابلاغ اسی سفاک کی مدح سرائی میں وقف ہو چکے ہیں حالانکہ اس نے برسر اقتدار آتے ہی دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہا انڈیا کی تائید کی اور پاکستان کی کردار کشی کی۔ اس کے لجنٹ ”فقہ جعفری نافذ کرو“ اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے تحت ملک میں انتشار بد امنی اور فسادات کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، ایرانی قونصلر نے کراچی وغیرہ میں افسوسناک فسادات کرائے۔ مئی ۸۴ء کو تھ کا حادثہ جو پاسداران ایرانی انقلاب اور مقامی شیعوں کے گٹھ جوڑ سے پیش آیا خون فی قلم سے لکھا جائے گا۔

۱۹۸۵ء گزشتہ سال لاہور ایرپورٹ پر، صدر خامنہ ای ایران، کے استقبال میں ضیاء الحق مردہ باد، پاکستان مردہ باد، انقلاب ایران زندہ باد کے نعرے صوبہ پاکستان و ایران کے سامنے لگائے گئے۔ ایرانی سفارت کاروں کے اشارہ پر مقامی شیعہ آبادی نے سکرو کو ایرانی مملکت میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایرانی سفارت خانہ کسی نہ کسی ڈسے کے عنوان سے ہمارے ذرائع ابلاغ سے اپنی پالیسی اور مخصوص شیعہ افکار نشر کرتا رہتا ہے اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر تحریک کی شیعوں نے زبردست مخالفت کی ہے، شریعت بل ہو یا زکوٰۃ و عشر کا نفاذ، حدود آرڈی نٹس ہو یا احترام صحابہ کا قانون ہر بات میں شیعہ نے ملک و ملت کے خلاف تحریک چلائی ہے ان کی ہمدردیاں حکومت ایران کے ساتھ ہیں وہ پاکستان کو ایران کا ایک ماتحت شیعہ صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔ ادھر ہمارے غافل حکمران اور سیاسی جماعتیں ہیں جو مکمل اسلامی نظام اور خلافت راشدہ کی طرز پر انقلاب کا کوئی پروگرام نہیں رکھتے اور نہ ملک کو شیعہ کی شب پر کمپرسٹ انقلاب سے بچانا چاہتے ہیں۔ مانگے کی سواہیوں کے برابر سیاسی جماعتوں کے بے دین لیڈر بھی خمینی انقلاب کے حوالہ سے اپنا تعارف کراتے ہیں (معاذ اللہ)

۱۳۔ جعفری اور خمینی فقہ کے زیر مسائل و عقائد

مسئلہ نمبر ۹۴

ناپاک کون لوگ ہیں

خمینی کی معتبر کتاب تحریر الوسیلہ سے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ناصبی (سنی مسلمان) اور خارجی خدا ان پر لعنت بھیجے بلا توقف نجس ہیں۔

(تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۱۱۸)

۲۔ تمام فرقوں کا ذبیحہ جائز ہے سوائے نواصب کے اگرچہ اوہ اسلام کا دعویٰ کریں (ج ۲ ص ۱۴۶)

۳۔ ہر قسم کا کافر یا جن کا حکم کافروں جیسا ہے جیسے نواصب لعنہم اللہ اگر شکاری کتا شکار پر چھوڑ دے تو ایسا شکار حلال نہیں (ج ۲ ص ۱۳۶)

۴۔ کافر یا وہ جو کافر کے حکم میں ہے مثل نواصب اہل سنت، خوارج ان کی نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے (تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۹۷)

۵۔ نفلی صدقہ بھی ناصبی اور حربی کو دینا جائز نہیں اگرچہ وہ شتر دار ہی کیوں نہ ہو۔

(تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۹۱)۔

مسئلہ نمبر ۹۵

سنیوں کا مال ہر ممکن طور پر لے لیا جائے

اور قوی یہ ہے کہ ناصبیوں کو اہل حرب (جنگ لڑنے والے کافروں) کے ساتھ ملا لیا جائے چنانچہ ناصبیوں (سنیوں) کا مال جہاں اور جس طریقے سے ملے لے لیا جائے اور اس میں سے خمس نکالا جائے (تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۲۵۲)

یہ وہی خمینی ہیں جس کے متعلق ہمارے بے ضمیمہ صحافی اور ایرانی ایجنٹ یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ نہ سنی ہیں نہ شیعہ وہ خالص مسلمان ہیں اور عالم اسلام کے اتحاد کے داعی ہیں۔

ناصری کا مفہوم ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ جو سنی مسلمان حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کو علی سے پہلے خلفاء اسلام اور افضل مانتا ہے وہ ناصبی ہے اور شیعہ کے ہاں نجس۔ واجب القتل اور مباح المال ہے (کتاب الروضہ ص ۱۳۷ ج ۱ دور الحجوس ص ۱۸۷ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹۸

مجوسیوں کی عید نوروز اسلامی عید ہے

نوروز کے دن عیدین کی طرح غسل کرنا مستحب ہے اور روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔
تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۹۸-۹۹، ۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-

۲۔ اسی طرح فاتحہ کے بعد قصداً آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (ایضاً ج ۱۹ ص ۱۹)
 ۳۔ نماز پڑھتے ہوئے سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں اور نماز کے دوران سلام کا جواب دینا واجب ہے (ایضاً ج ۱۸ ص ۱۸)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد و
 علی آلہ و اصحابہ و خلفاء الراشدین و اہلبیتہ
 و ازواجہ و اتباعہ و جمیع امتہ اجمعین۔

راقم آٹم مہر محمد
 ۲۵ ذوالعقدہ ۱۴۰۲ھ - ۲ اگست ۱۹۸۶ء

ملنے کے پتے:

محمد رمضان میمن معرفت ہلال بک ہاؤس صدر کراچی
 کتب خانہ رشیدیہ - راجہ بازار - راولپنڈی
 مکتبہ فاروقیہ حنفیہ - عقب فائر بریگیڈ - اردو بازار گوجرانوالہ
 مدینہ کتاب گھر - اردو بازار گوجرانوالہ
 عمران اکیڈمی - 40/B اردو بازار لاہور
 مکتبہ قاسمیہ 17 - اردو بازار - لاہور
 مکتبہ اسلامیہ - گلی مہاجرین - تلہ گنگ

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

ہیں کر نیں ایک ہی مشعل کی ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
 ہم مسلک ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروںؓ میں

تحفة الاخيار

یعنی

شیعہ کے تمام اعتراضات

کے

مدلل جوابات

مولف: مولانا حافظ مہر محمد مدظلہ

عرض حال طبع ہفد ہم

حامد او مصلیٰ۔ اسلام نبوی کے ترجمان مذہب اہل السنۃ والجماعت کا امتیاز یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور سنت نبوی ہی کو مکمل، واجب الاتباع اور غیر منسوخ و متغیر دین مانتے ہیں ختم نبوت کی حقیقت یہی ہے اور چار یاران نبوی کو خلفاء راشدین اور افضل الامت مانتے ہیں اور تمام صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھتے ہیں کسی کی بھی غیبت اور بد گوئی کو ہلاکت ایمان جانتے ہیں۔ افسوس کہ عصر حاضر میں اہل السنۃ والجماعت جس قدر اپنے مذہب اور فرائض سے غافل ہیں اسی قدر مخالفین صحابہ کرامؓ سے عداوت اور باطل کی اشاعت میں تیز ہیں۔ نصاب دینیات کی علیحدگی، کلمہ طیبہ کی تبدیلی کے علاوہ تحریر و تقریر میں صحابہ رسول، اہمات المؤمنین اہل بیت نبوی رضی اللہ عنہم پر تبر لبازی اور افتراء عام ہے تعلیم آئمہ کے بالکل مخالف عزاداری کی آڑ میں اہل سنت کشی ہو رہی ہے اور سادہ لوح سنی، بریلوی، وہابی میں ہٹ کر آپس میں دست و گریبان ہیں۔ لو کانوا یعلمون

۱۹۷۶ء میں ایک دلائل چارٹ ”میں کیوں شیعہ ہوا؟“ کے ۲۴ سوالات کا تحقیقی جواب ”تھنۃ الاخیر“ کے نام سے احقر نے شائع کر لیا۔ محمد اللہ دینی اور علمی حلقوں میں اسے پذیرائی ہوئی، رد و انقض میں کامیاب حربہ ثابت ہوا تبلیغی ضرورت کے لیے ۲۰ ہزار چھپا اب بڑے سائز میں یکجا حاضر خدمت ہے میں نے انہی سوالات کے مفصل جوابات تحفہ امامیہ ضخیم علمی کتاب میں دیئے ہیں۔ میں اپنے محترم قارئین درد مند سنیوں اور مخیر بھائیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ غیرت دینی اور ضرورت ملی کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہ پمفلٹ پھیلا کر ”نبی دیاران نبی“ کی شفاعت کے مستحق ہوں گے تمام مواد شیعہ کے ہاں معتبر کتب سے ماخوذ ہے۔ تردید و دفاع میں الزام کچھ جملے ناگزیر ہوتے ہیں ورنہ ہمیں کسی سے کوئی ضد و کدورت نہیں معذرت خواہی کے بعد یہ دعا مانگتے ہیں۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی

قلوبنا غلاً للذین آمنوا۔ الاحقر محمد عفی عنہ، ۲۰ رمضان ۱۴۲۰ھ

صفحہ نمبر

فہرست مضامین

- سوال نمبر ۱ شیخین سمیت تمام مسلمانوں کی قید۔ ۱۸۱
- حضرت ابو بکر و عمرؓ کی روضہ اقدس میں تدفین ۴ نبات رسول کا ثبوت ۱۸۳
- دعوت ذی العشرۃ کی حقیقت ۱۸۵
- مواخات سے حضرت علیؓ کی افضلیت پر استدلال ۱۸۶
- حضرت ابو بکرؓ کے خصائص، بعض صحابہؓ سے کثرت روایات کے اسباب ۱۸۸
- قاتلان امام حسینؓ کے نشان دہی، قاتلوں کو اہل بیت کی بددعیں ۱۸۹
- حضرت علیؓ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقات، عہد راشدہ میں جہاد نہ کرنے کا سبب ۱۹۲
- حسد و بغض سے صحابہ و اہل بیت کی برأت اور قصہ قرطاس ۱۹۵
- قبل از تدفین انتخاب خلیفہ کی ضرورت تمام مسلمانوں کی جنازہ نبوی میں شرکت ۱۹۶
- فدک اور وراثت انبیاء کا مسئلہ ۱۹۸
- عہد علوی کی خانہ جنگیوں پر شیعہ کا فتویٰ ۱۹۹
- خلافت راشدہ میں منافقوں کی تحقیق ۲۰۲
- شیعہ دلائل اربعہ کے منکر ہیں خلافت راشدہ دلائل اربعہ سے ثابت ہے ۲۰۴
- حضرت طلحہ و زبیرؓ کی پوزیشن اور فریقین کے مسلمہ اکابر میں اختلاف آراء ۲۰۶
- سنی و شیعہ کی کامیابی کا معیار ۲۰۷
- قتل عثمانؓ سے حضرت عائشہؓ کی برأت، اہل سنت کے آئمہ اربعہ کی امامت ۲۰۹
- حضرت عائشہؓ کی وفات کی تحقیق، حضرت ابو بکر و عمرؓ کے اوصاف عالیہ ۲۱۰
- بارہ خلفاء کی بحث ۲۱۳
- دین مصطفیٰ میں کسی کو ہلال و حرام کا اختیار نہیں، شیعہ مذہب کی تصویر ۲۱۵
- امم سابقہ میں انتخاب و اجماع کا ثبوت ۲۱۸
- کلمہ طیبہ کی بحث ۲۱۹
- شیعہ سے چند سوالات ۲۲۶ تا ۲۳۱

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله
محمد وآله واصحابه اجمعين.

(نوٹ: ہر سوال کا مختصر مفہوم درج کیا گیا ہے۔ اور جواب میں تمام اجزاء کو مد نظر رکھا گیا ہے۔)

سوال نمبر ۱: شعب الی طالب کی قید میں کیا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

جواب: طبری ص ۳۴۲ جلد دوم وغیرہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ۶ھ نبوت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو کفار اور برہم ہو گئے اور ہاشم سے حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گرفتاری مانگی۔ مسلم و کافر کی تفریق سے قطع نظر ہاشم نے خاندانی لحاظ سے جب حضور ﷺ کو ان کے حوالے نہ کیا تو انہوں نے سب ہاشم کو سوائے ابو لہب کے اور مسلمانوں کو شعب میں قید کر دیا جو تین سال تک بدستور بھوک اور مصائب میں ہاشم کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ رہا ہوئے۔ کچھ مسلمان گھروں میں قید کر دیے گئے۔ شیعہ کتاب روضۃ الصفا ص ۴۹ جلد دوم وغیرہ پر بھی شعب کی قید کا یہی سبب لکھا ہے۔ اکبر خاں نجیب آبادی لکھتے ہیں ”جس قدر مسلمان تھے وہ بھی ان کے ساتھ اس درے میں جو شعب الی طالب کے نام سے مشہور ہے چلے گئے“ تاریخ اسلام ص ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰۔

ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ وہ بھی آپ کے ساتھ قید تھے۔ امام اہل سنت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ نے خلفاء راشدین ص ۳۰ مناقب صدیقی میں صراحتاً حضرت ابو بکرؓ کی حضورؐ کے ساتھ گھاٹی میں مصیبت اور قید کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

”حضرت صدیق از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے۔ آپ کے ساتھ وہ بھی شعب میں چلے گئے اور وہیں رہے۔ جب

آنحضرت ﷺ کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی تو انہوں نے بھی نجات پائی ابو طالب نے اس واقعہ کو اس شعر میں یوں بیان کیا ہے

وہم رجعوا سهل بن بیضاء راضیا۔ فسر ابو بکر بہا و محمد
(انہوں نے جب سهل بن بیضاء کو (نقض معاہدہ پر) راضی کر کے بھیجا تو اس پر حضرت ابو بکرؓ صدیق اور رسول ﷺ خوش ہو گئے۔) حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا افضل اور قائد المسلمین ہونا فرمان الہی طلب سے بھی ثابت ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تو اور بھی قرین قیاس یہی ہے کہ ان کو قید کیا ہو گا کیونکہ عقلاً یہ بعید ہے کہ جس شخص کے اسلام لانے سے برا فروختہ ہو کر کفار نے یہ سخت قدم اٹھایا اس کو آزاد چھوڑ دیں۔ بالفرض اگر گھر میں ہوں تو بھی قید تھی کیونکہ ان سے خرید و فروخت نہ ہو سکتی تھی۔ (ولایشترون ولا یبیعون الا فی الموسم) (اعلام الوری ص ۶۱) جب یہ کسی سے خرید و فروخت کر ہی نہ سکتے تھے بلکہ قانون ہی یہ بن گیا تھا کہ جو کوئی ان مسلمانوں کے ہاتھ کچھ خرید و فروخت کرے گا اس کا مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا۔ اندریں حالات محصورین تک راشن پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ ہمدرد قسم کے کفار یہ کام کریں جو خرید و فروخت میں آزاد تھے۔ لہذا ان دو بزرگوں سے آب و دانہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجنے کا ثبوت مانگنا محض تعصب ہے۔ اگر انہوں نے کبھی پہنچایا ہو تو اس کی روایت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم مشرب و ہم مذہب ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہی ہیں یہ تو کوئی انوکھی بات نہیں۔ البتہ زہیر بن امیہ وغیرہ کفار کا کھانا پہنچانا یا مقاطعہ ختم کرانے کی کوشش کرنا ضرور اہم اور قابل روایت بات ہے۔ ورنہ کیا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ یا مقداد رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کیا جاسکتا ہے؟ اصل بات یہی ہے کہ سب مسلمان قید تھے کوئی بھی آزاد نہ تھا۔ خواہ گھروں میں ہوں یا شعب میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا۔ غیر ہاشمی حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ ایک رات

سو کھا چڑا بھگو کر اور بھون کر میں نے کھایا۔

(روض الانف عوالہ سیرت النبی ص ۲۴۵ جلد اول)

انتہائی متعصب شیعہ مورخ باقر علی مجلسی بھی حیات القلوب ص ۳۱۱ جلد

دوم پر لکھتا ہے۔

”کہ جب شعب ابی طالب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسد رسانی بند ہو گئی اور آنحضرتؐ کے اصحاب پر زندگی تنگ ہو گئی تو حضورؐ سے شکایت کی۔ تب آپ نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے من و سلوا (حلوہ بئیر) سے بہتر کھانا نازل فرمایا۔ ان میں سے جو بھی آرزو کر تا ہر قسم کے کھانے میوے اور کپڑے اس کے پاس حاضر ہو جاتے“ معترض زہیر کے ساتھ حضرت ابو العاص بن ربیع کا ذکر کیوں نہیں کرتا جو آپ کے داماد تھے اور بہت سے اونٹ گندم اور کھجوروں سے لاد کر لاتے۔ آواز دے کر اونٹ درہ میں داخل کر دیتے۔ (مسلمان غلہ اتار لیتے) اور ابو العاص واپس ہو جاتے اس لیے حضور ﷺ فرماتے تھے کہ ابو العاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کیا (حیات القلوب جلد دوم) اگر حضرت ابو العاص کا نام لیں تو داماد نبی ہونے اور کئی صاحبزادیوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور شیعہ مذہب خاک میں ملتا ہے۔ انہی ابو العاص کی صاحبزادی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی (کشف الغمہ ص ۱۴۲ جلاء العیون وغیرہ)

سوال نمبر ۲: روضہ اقدس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بجائے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تدفین کیوں ہوئی۔

جواب: حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے رات کو اپنا جنازہ اٹھانے اور جنت البقیع میں دفن کرنے کی خود وصیت کی تھی اور اس پر حضرت علی و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں سے آپ کا جنازہ پڑھایا (طبقات ابن سعد ص ۹ جلد آٹھ) شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص ۱۵۸ میں ہے ودفنہا علی امیر المومنین ہر ابو صیۃ منہانی ذالک۔ کہ حضرت فاطمہ کی وصیت کے مطابق حضرت

امیر نے آپ کو رات کے وقت پوشیدہ دفن کیا۔ شیعہ عالم نجم الحسن کراروی ”چودہ ستارے ص ۲۵۲“ پر آپ کی وفات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

”جب رات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ نماز پڑھی اور جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کو منبر اور قبر رسول ﷺ کے درمیان دفن کیا گیا“ روایت ثانی پر تو سوال بنانے کی حاجت ہی نہ رہی۔ روایت اولیٰ پر ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کام وصیت کے مطابق کیے۔ اگر حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کرنے کی وصیت ہوتی تو آپ ایسا ہی کرتے۔ مگر جب آپ نے نہ ایسا کیا۔ نہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سوال ہوا نہ سنی شیعہ مورخین اس کا ذکر کرتے ہیں تو آج چودہ سو سال بعد معترض کا فرضی دلویدا اور سخن سازی کون سنتا ہے۔ الغرض روضہ اقدس میں دفن کرنے کی وصیت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کی ہی نہیں۔ ثبوت معترض کے ذمے ہے۔ بلا وصیت از خود دفن کرنے کا بھی سوال نہ تھا۔ کیونکہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہ قبرستان تھا نہ جائے وقف۔ جس قرآنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت خاصہ تھا۔ اور سید الکائنات کی قبر مبارک سے آپ کے حجرے کا مشرف ہونا خصوصیت پر مبنی تھا۔ بالفرض سیدہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی ہوتی تب بھی اپنی ماں و مالکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت درکار تھی۔ اگر نہ ملتی تو شرعاً و عرفاً کوئی اعتراض کی بات نہ ہوتی۔ دو سال بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی آپ کی وصیت اور ام المومنین کی اجازت سے ہوئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہاں تدفین کی اجازت مانگی اور پھر وصیت کی (بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۰) بنا بریں مسلمانوں نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دفن کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کا خیال ہی نہ گذرا۔

یہ تو ظاہری سبب ہوا اصلی سبب تدفین مع الرسول وہ ہے جو سنی و شیعہ میں مشترک و مسلم ہے کہ ہر شخص کی قبر وہاں بنتی ہے جہاں سے اس کا خیر تیار کیا جاتا ہے۔ مولوی مقبول صاحب آیت منہا خلقنا کم کے تحت لکھتے ہیں کہ کافی میں امام

جعفر صادق سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے۔ چنانچہ وہ فرشتہ لا کر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی طرف مائل ہو تا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے (پ ۱۲ ص ۷۷ ۷۸)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”ہر چہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن ہو جائے اور میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے بنے ہیں۔ اور اسی میں دفن ہوں گے۔ (الحق والمفترق للخطیب حوالہ عبقات نمبر ۷۱)

شیعہ کے ہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق تین اقوال ہیں۔ جنت البقیع میں اپنے گھر میں جو ہوامیہ کے عہد میں مسجد نبوی میں شامل ہو گیا۔ قبر اور منبر کے درمیان میں جو روضۃ من ریاض الجنۃ کا حصہ کہلاتا ہے۔ پہلا قول بعید ہے اور دوسرے دو اقرب الی الصواب ہیں (اعلام الوری ص ۱۵۹) بنا بریں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مدفن کا عز و شرف واضح ہے اور اعتراض باطل ہوا۔ کیونکہ مسجد نبوی کے حصہ ”روضۃ“ میں آپ کی تدفین مسلمانوں سے مخفی اور خلیفہ کی مرضی کے بغیر نہ ہو سکتی تھی جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی ہی میں کھلتا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو اکلوتی بیٹی کہنا قرآن و حدیث کی تکذیب ہے۔ سورت احزاب ع ۸ میں و بنا تک (اپنی صاحبزادیوں سے کہیے) کا لفظ آیا ہے اور شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی ص ۴۳۹ جلد اول باب مولد النبی میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے قبل حضور ﷺ کی اولاد قاسم رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد از بعثت اور اسی طرح حیات القلوب ص ۸۷ جلد دوم پر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر خدا کی رحمت ہو۔ میرے اس سے طاہر مطہر عبداللہ (قاسم) فاطمہ رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم اولادیں پیدا ہوئیں۔“

سوال نمبر ۳: دعوت ذوالعشرۃ میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیوں نہیں۔

جواب: یہ دعوت آیت و انذر عشیرتک الاقرین (شعر ع ۱۱) آپ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو ڈرائیے کی تعمیل میں منعقد ہوئی اور قریب ترین رشتہ دار بنو عبد المطلب کو جمع کر کے آپ نے دعوت الی اللہ دی۔ جب کسی ہاشمی نے اسلام اور حمایت پیغمبر کا اعلان نہیں کیا تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صغریٰ میں آپ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا (طبری ج ۲ ص ۲۳) علامہ ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ میں تصریح کے مطابق روایت و سند کے لحاظ سے یہ قصہ اگرچہ غلط ہے تاہم اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اظہار اسلام کی تاریخ (دعویٰ نبوت کے تین سال بعد) اور آپ کی تمام بنو عبد المطلب پر افضلیت اور جناب ابو طالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت ہوا۔ یہ مخصوص برادری کو دعوت الی الاسلام تھی۔ حضرت ابو بکرؓ قسیمی اور عمرؓ عدوی کو بلانے کا سوال ہی نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو تین سال قبل آغاز نبوت پر ایمان لا چکے تھے۔ اور آپ کے دست راست بن کر دسیوں افراد کو حلقہ بگوش اسلام لانے سے اشاعت اسلام تیز ہو گئی۔ اور مسلمانوں نے بیت اللہ میں جا کر نماز ادا کی۔ (ملاحظہ ہو تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۳۵ البدایہ ج ۳ ص ۷۹) نسباً گو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ مگر نصرت پیغمبر میں قریبی رشتہ داروں سے بڑھ کر ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تحریک اسلام کو شیخین کے اسلام سے جس قدر نفع پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچا۔ ان اولی الناس بابراہیم (وبحمد) لذین اتبعوه۔ بیشک حضرت ابراہیم (اسی طرح حضور کے سب لوگوں سے زیادہ قریبی وہ ہیں جو آپ کے تابع دار ہوئے۔ پ ۳ ع ۱۲۔ حضرت ابو بکر کے سابق الایمان اور تتبع اول ہونے پر یہ شہادت کافی ہے کہ ایک راہب کے کہنے پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ بصری سے مکہ پہنچے تو پوچھا اس ماہ میں کیا نئی بات ہوئی تو لوگوں نے کہا محمد بن عبداللہ الامین تنبأ وقد تبعہ ابن ابی قحافۃ۔ کہ محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا اور ابو بکر نے اس کی پیروی کی..... پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے اور نوفل بن خویلد۔ حضرت ابو بکر و طلحہ کو غنڈوں سے پڑاتا تھا۔ (اعلام الوری ص ۵۱)

سوال نمبر ۴: مواخات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانا سب صحابہ

پر افضلیت کی دلیل ہے۔

جواب: ہجرت الی المدینہ کے بعد مہاجرین کا معاشی مسئلہ حل کرنے کے لیے آپ نے ایک ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کرادیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھائی چارہ کیا (الاصابہ ترجمہ سہل) شیعہ کتاب کشف الغمہ ج ۱ ص ۹۲ پر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کسی کے ساتھ آپ نے عقد مواخات نہیں کیا تو وہ حضور پر غصے ہو کر کہیں چلے گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں تلاش کر کے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا تو صرف ابو تراب (مٹی والا) بننے کے لائق ہے کیا تو مجھ سے ناراض ہو گیا۔ جب میں نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کیا اور تجھے کسی کے ساتھ نہیں ملایا۔ سن لے تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔“ حضور ﷺ نے حسب سابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاشی کفالت کو اپنے ذمہ لیا اور تسلی کے لیے یہ فرمایا۔ اس سے مطلقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال درست نہیں کیونکہ حضرت ابو بکر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی حضور ﷺ نے اپنا بھائی اور محبوب فرمایا ہے (بخاری ج ۲ ص ۵۱۶-۵۲۸)

نیز بصورت تسلیم یہ جزوی فضیلت ہی ہے جیسے حضرت ابراہیم کو امة قانتا للہ حنیفا (آپ نمونہ امت عبادت گزار موحد تھے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کلمۃ اللہ اور حضرت یوسفؑ کے تذکرہ کو احسن القصص فرمایا۔ مگر قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کی ذات اور تذکرہ کے لیے یہ صریح الفاظ نہیں ملتے جیسے یہاں ان انبیاء کو کلی فضیلت حضور ﷺ پر نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح مواخات مذکورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً فضیلت نہیں دی جاسکتی اگر ایسا ہوتا تو (۱) آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زندگی میں امام نماز بناتے (طہری ج ۳ ص ۹۶ تاخ التواریخ ج ۱ ص ۵۴ ورنہ ج ۲ ص ۲۲۵) اور ظاہر ہے کہ علم اور قرأت میں بڑے اور سب سے افضل کو امام بنایا جاتا ہے (من لائحہ الفقیہ ص ۱۰۳) (۲) آپ آخری وصایا ان سے ارشاد فرماتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۸۵ و جلاء العیون ص ۷۵) (۳) اپنے بعد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما

کی خلافت کی بشارت نہ دیتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۰ تفسیر صافی ص ۵۲۳ و مجمع البیان سورت تحریم) (۴) تمام مسلمان ان پر اتفاق نہ کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کرتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۷۶) (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل نہ مانتے، کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ چار باتوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ پہلے اسلام ظاہر کیا۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ نبی کے یار غار ہوئے۔ نماز قائم کی جب کہ وہ اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں چھپاتا تھا۔ (تذریۃ الکاماتہ الحیدریہ ص ۲۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد از رسول خدا تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین اور شیعہ غلو ہے جس کے متعلق محمود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میرے متعلق محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا جسے محبت ناحق کی طرف لے جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شیعہ عقیدہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ وکلاً فضلنا علی العالمین (انعام ع ۱۰) ہر پیغمبر کو ہم نے سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

سوال نمبر ۵: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے برعکس زیادہ احادیث کیوں مروی ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ مخصوص خدمات کے لیے بعض بعض بندوں کو چن لیتے ہیں۔ ہر جگہ ایک ہی حیثیت سے مقابلہ نہیں ہوتا۔ ہر کسے راہبر کارے ساختند۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت کم گو اور شرمیلی تھیں اور عمر بھی بعد از پیغمبر ۶ ماہ پائی۔ ان سے روایت کم ہوئی۔ حضرات حسین رضی اللہ عنہما نے صغر سنی کی وجہ سے حضور ﷺ سے کم روایات کیں، پھر سیاسیات میں زیادہ مشغول رہے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا ڈھائی تین صد شادیوں نے بھی کافی وقت لیا (جلاء العیون ص ۲۷۷) تاہم آپ سے ۲۵، ۲۰ عدد احادیث مروی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دیگر خلفاء کی طرح سیاسیات اور امور سلطنت میں مشغول رہے اس لیے علم کی نسبت کم احادیث مروی ہیں جیسے خود خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بھی مکثرین کی نسبت کم احادیث مروی ہیں۔

رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸ھ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۰ھ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفی ۵۸ھ اہل سنت کے کثیر الروایۃ حضرات تو انہوں نے اپنی طویل زندگی کا نصب العین اور مشن ہی قال اللہ و قال الرسول کو بنایا۔ ان کے بڑے بڑے علمی حلقے، درسگاہیں اور مدارس بن گئے تھے اور امت پر ان کا یہ عظیم احسان ہے۔ شیعہ حضرات بھی اپنا مذہب پنج تن کرام سے ثابت نہیں کرتے بلکہ ان کی روایات کا ۹۵-۹۰ فیصد ذخیرہ حضرت باقر و جعفر رحمہما اللہ سے ہے۔ فرمائیے کیا حضور ﷺ کا علم شریعت ان سے کم تھا یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حسینؑ اور زین العابدینؑ ان تابعین بزرگوں سے کم رتبہ اور کم علم تھے کہ ان سے شاذ و نادر ہی کسی باب میں ایک آدھ روایت ملتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو اصول کافی کا تجزیہ کر لیں۔ رہی حدیث انا مدینۃ العلم تو یہ منکر۔ غیر صحیح بے اصل بلکہ موضوع ہے۔ (موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۴۰) اسی طرح اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب بھی ساقط الاعتبار اور موضوع ہے صحاح تو کجا کتب موضوعات میں بھی نظر سے نہیں گذری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم و روایات نقل نہ کر کے خود شیعہ نے عملاً ان احادیث کو موضوع اور غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ واللہ الحمد۔

سوال نمبر ۶: اگر بقول ملا شیعہ ہی قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہیں تو اس وقت کے کروڑوں اہل سنت کہاں تھے؟

جواب: فرقہ شیعہ کو ہی غدار اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ بتانے والے معمولی ملاں نہیں بلکہ ان ملاؤں کے پیشوا حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعادی تھی ”اے اللہ ان شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ پھر ہمیں قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اے اللہ ان سے میرا انتقام لے اور حاکموں کو کبھی ان سے خوش نہ رکھ (جلاء العیون ص ۴۰۵) تاریخ میں ہر حکومت مسلمہ کے ہاتھوں شیعہ کی بربادی کی وجہ سمجھ آگئی جس کا خود شور مچاتے ہیں۔

۲۔ اے بیوفاؤ غدار و مجبوری کے وقت اپنی مدد کے لیے تم نے ہم کو بلایا جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی (جلاء العیون ص ۳۹۱)

۳۔ تم پر تباہی ہو۔ حق تعالیٰ دونوں جہاں میں میرا بدلہ تم سے لے گا کہ خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو کافروں والا بدترین عذاب تمہارے لیے تیار ہے۔ (ایضاً ص ۴۰۹)

۴۔ جب شیعان کوفہ قتل کے بعد ماتم کرنے لگے تو زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ہم پر روتے ہو تو بتاؤ ہمیں کس نے قتل کیا ہے۔ (ایضاً ص ۴۱۱)

۵۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان گروہوں کے ماتم پر فرمایا تم نے ہمیشہ کیلئے اپنے کو جہنمی بنالیا۔ تم ہم پر ماتم کرتے ہو جبکہ تم ہی نے خود قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم یہ ضرور ہو گا کہ تم بہت روؤ گے اور کم ہنسو گے۔ تم نے عیب اور الزام اپنے لیے خرید لیا۔ یہ دھبہ کسی پانی سے زائل نہ ہو گا۔ (ایضاً ص ۴۲۴)

۶۔ حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کوئی غدار و اور مکار و ہمارے قتل کے بعد جلدی اپنے انجام کو پہنچو گے۔ پے درپے آسمان سے عذاب تم پر نازل ہوں گے جو تمہیں برباد کرینگے اپنے کر تو توں کی بدولت دنیا میں اپنی تلواریں اپنے آپ پر چلاؤ گے۔ (ایضاً ص ۴۲۵)

شیعہ اگر قاتل اہل بیت نہیں تو واضح کریں کہ یہ بد دعائیں، سینہ زنی، خود کشی زد و کوب کی سزائیں کس کو مل رہی ہیں۔ شیعہ کی تاریخی مظلومیت اور بے کسی میں کیا راز ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی شیعہ ہی نے قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی اور مصلی سمیت سب مال و متاع لوٹ لیا۔ تبھی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ میرے شیعہ کھلانے والوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لیے بہتر ہیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۵۷)

شیعہ کتاب اعلام الوری ص ۲۱۹ پر قاتلین امام کی کیا خوب نشاندہی کی گئی ہے کہ اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی، نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑ دی اور آپ کو

بے یار و مددگار دشمن کے حوالے کیا۔ آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نہ کوئی مددگار تھا نہ جائے فرار۔ ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قدرت پا کر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی (ان کے ہاتھوں) شہید ہوئے تھے۔ امید ہے اب معترض کو تسلی ہو چکی ہوگی۔

پہلی صدی ہی میں کروڑوں اہل سنت کا وجود تسلیم کر کے ان کی قدامت و صداقت پر اور مذہب شیعہ کے خود ساختہ وبدعت ہونے پر معترض نے ہر تصدیق مثبت کر دی۔ رہا یہ امر کہ اہل سنت نے کیوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت نہ کی تو وضاحت یہ ہے کہ کوفہ شیعستان تھا۔ (مجالس المؤمنین ص ۵۶) ایک لاکھ تلواریں مہیا کر کے حکومت کے لیے آپ کو بلانے والے شیعہ (جلاء العیون ص ۳۷۰) کے متعلق یہ گمان نہ تھا کہ وہ خود ہی امام مظلوم و مخدوع کو شہید کر کے اسلام زندہ کر دکھائیں گے۔ سب حضرات اہل مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں اور دامادوں نے آپ کو کوفہ جانے سے مودکا (جلاء العیون ص ۳۷۰) مگر حضرت جانے پر ہی مصر رہے، تاہم احتیاط کے طور پر ۵۰-۶۰ نوجوان اہل سنت نے آپ کے ساتھ کر دیے جو آخر دم تک شرط وفاداری میں آپ کے ساتھ شہید ہوئے اور جن کے فرشتوں نے بھی کبھی مذہب تشیع کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ (من ادعیٰ فعلیہ البیان) یہی وجہ ہے کہ شیعہ ذاکرین مجالس میں ان کا نام لینا ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ پھر اہل سنت کے شہر دمشق میں قافلہ اہل بیت کے ساتھ کوفہ کی نسبت عمدہ سلوک ہوا (جلاء العیون ص ۴۴۹ وغیرہ) حسن صلہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو اسی شہر میں ٹھہر گئیں اور شام میں تاہنوزان کا مزار مرجع خلافت ہے۔ پھر اہل سنت کے قابل صداقتار مرکز مدینہ منورہ نے اہل بیت کو ہمیشہ کے لیے باعزت اپنے دامن میں ٹھہرایا۔ پھر ان حضرات نے کوفہ کا نام ہی نہیں لیا۔ اہل مکہ و مدینہ کا احترام اہل بیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ان کے سنی مذہب ہونے پر قاضی نور اللہ شوستری کی شہادت کافی ہے۔

اما مکہ و مدینہ محبت ابو بکر و عمر برایشاں غالبست (مجالس المؤمنین ص ۵۵) حال کوفہ (مکہ اور مدینہ والوں پر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت غالب ہے۔ سوال نمبر ۷: خلفاء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلقات کیسے تھے۔ ان کے عہد میں آپ نے جہاد کیوں نہ کیا۔

جواب: شیعہ خیال کے برعکس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ بہترین تعلقات تھے۔ ان کی شوریٰ کے ممبر تھے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۴ طبقات ابن سعد الفاروق ص ۲۸۳) عہد راشدہ میں قاضی و مفتی بھی تھے (ازالہ الخفاء ص ۱۳۰ الفاروق ص ۳۴۳) غیر موجودگی میں نائب خلیفہ بھی تھے (فتوح البلد ان ص ۱۴) خلافت کے لیے نامزد ۱۶ افراد کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ یوحہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ پسند تھے۔ (الفاروق ص ۲۶۵)

خلفاء کے کسی امر و نہی سے اختلاف نہ کرتے حتیٰ کہ اپنے عہد خلافت میں بھی قضاۃ کو حسب سابق فیصلوں کا پابند بنایا (بخاری ج ۱ ص ۵۲۰ مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۵۴) خلفاء سے عطایا اور تنخواہیں وصول کرتے (طبری و کتاب الخرج ص ۲۴) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایرانی مفتوحہ باندی شربانو کو قبول کیا۔ جس سے سادات کی نسل چلی۔ (جلاء العیون ص ۴۹۶) ہر وقت خلفاء کی تعریف میں رطب اللسان رہتے (نہج البلاغہ ص ۲۵-۱۸۷-۱۹۷) آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں کا مرجع جائے پناہ۔ قیم الامر (فرمانروا) رعایا کے لیے ایسا منتظم جیسے بار کے موتیوں کے لیے دھاگہ، قطب زمان وغیرہ فرمایا جن میں صراحۃً حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی تصدیق ہے۔ حدیث ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیاہ دی (فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱) مجالس المؤمنین ص ۸۸ پر ہے۔ اگر نبی دختر عثمان دادولی دختر بھر فرستاد۔ اگر پیغمبر ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صاحبزادی دی تو ولی پیغمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر کو بیٹی دے دی۔ اس محبت و تعلق اور نمک خوری کے باوجود شیر خدا کا خلافت راشدہ میں بقول شیعہ ”جہاد نہ کرنا اور اپنے زمانہ میں قصاص عثمان

رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں پر چڑھائی کرنا اور بنفس نفیس ذوالفقار نیام سے نکالنا“ (انقلابات زمانہ دیکھئے کہ یہ اعتراض اعداء مرتضیٰ نواصب نے کیا تھا۔ ”مگر اب شیعہ بھی وہی بولی بول رہے ہیں۔ افراط و تفریط کا انجام یہی ہے۔ لیکن جو جواب ہم نے نواصب کو دیا تھا وہی روافض باطن دشمن علی رضی اللہ عنہ کو دے رہے ہیں کہ اس کا جواب شیعہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں۔ ہمارے نزدیک اب معمولی سپاہی کی حیثیت سے میدان جنگ میں لڑنا آپ کے شایان شان نہ تھا بلکہ وزارت قضاء افتاء خلافت کی نیابت وغیرہ امور میں خلافت راشدہ اور اسلام کی جو خدمت آپ نے کی وہ سپاہ گری اور شمشیر زنی سے بڑی خدمت تھی۔ البتہ اجراء حدود میں خلافت راشدہ کے مقررہ جلا بھی تھے (بخاری ج ۱ ص ۷۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی غزوہ افریقہ اور فتح قسطنطنیہ میں شرکت جہاد خلافت راشدہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صداقت پر دلیل شافی ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اسلام باب غزوہ افریقہ در عہد عثمان والبدایہ ج ۸ ص ۳۲ وغیرہ) اگر یہ حق نہ ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفاء سے تعاون نہ کرتے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کے ماتحت جہاد نہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولید گو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اجتماع نہ ہوں مگر کفار ان کے ہاتھوں زیادہ قتل ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہ اور جعفر طیار کی شہادت کے بعد غزوہ موتہ میں کمان سنبھالنا اور تین ہزار معمولی لشکر کو ایک لاکھ مسلح رومی فوج پر غالب کر دکھانا ہی دربار نبوی سے فاتح اور سیف اللہ کا لقب ملنے کے لیے کافی ہے (بخاری ج ۱ ص ۵۳۱، ج ۲ ص ۶۲۲) یہیں نو تلواریں آپ کے ہاتھ سے ٹوٹیں (تاریخ) یہی تو ہماری دلیل ہے کہ جہاد میں اخلاص، ثابت قدمی اور معیت پیغمبر فضیلت کے لیے کافی ہے۔ بالفعل زیادہ قتل کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ورنہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوالدرداء ابوذر اور سلمان رضی اللہ عنہم (عند الشیعہ مسلمان) کے مقتولین کی تعداد بتائی جائے۔ کثرت قتل کے باوجود جیسے حضرت خالد ان بزرگوں سے افضل نہیں ایسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خلفاء ثلاثہ

رضی اللہ عنہم سے افضل نہیں ہیں۔ رہے بحوالہ الفاروق ص ۲۶۵ طبری کے حضرت ابن عباس و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین مکالمے۔ تو وہ اس لائق نہیں کہ ان پر بنیاد رکھ کر حضرات اہل بیت اور خلفاء پر اقتدار طلبی اور حسد کا مکروہ الزام لگایا جائے۔ اولاد دونوں کی سند منقطع اور مجاہدیل سے ہے۔ ایک معلوم راوی سلمہ ابرش قاضی رہے شیعہ اور منکر الحدیث تھا۔ اہل رہے بد اعتقادی کی وجہ سے اس سے متنفر تھے۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۹۲)

ثانیاً۔ یہ شیعہ کو چنداں مفید بھی نہیں۔ جب اس مکالمہ کی رو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداران کی قوم بھی نہیں اور شیعہ حضرات بھی حرب تقیہ رکھنے کے باوجود ایک ہاشمی کی بھی نشاندہی نہیں کر سکتے جس نے بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق خلافت کی تائید کی ہو۔ پھر آپ کیسے دعویٰ خلافت کر کے لوگوں کی نظروں میں معتبوب ہوتے اور خلفاء سے کشیدہ اور بیزار رہتے۔ کیا قل اللہم ملک الملک تو توی الملک من تشاء۔ آل عمران ع (اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے جسے چاہتا ہے بادشاہ بناتا ہے) اور لیست خلفنہم فی الارض (یقیناً اللہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو خلافت دے گا) کے پیش نظر نہ تھیں۔ جب اللہ نے حسب وعدہ ایک حق حقدار کو پہنچا دیا اور آیت استخلاف کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی چسپاں کیا۔ (نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام نقی ج ۱ ص ۴۳۴ ط ایران) تو پھر تمنائے خلافت یا خلفاء پر حسد کیسا افسوس کہ شیعہ حضرات اپنا باطل نظریہ ثابت کرنے کے لیے ان بزرگوں پر حسد و لالچ کا الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر محسود بالفرض کوئی ہو تو وہ خلفاء اسلام ہی ہیں کہ سب امت کے دل میں بس کر نیابت پیغمبر کا حق ادا کر رہے تھے اور خدا نے اشاعت اسلام و فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔ ہو ہاشم نہیں کیونکہ نبوت سے فیض یافتہ ہونے میں وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے شریک تھے۔ لوگوں کے دلوں میں مکرم و معظم بقول شیعہ تھے ہی نہ معاذ اللہ (حسب روایت مجلسی لوگوں کے دلوں میں ابو بکر و عمر جیسے سامری و پتھر دے کی محبت رچی ہوئی تھی حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۱) پھر کس بات میں ان حضرات پر کوئی حسد کرتا۔

الغرض بغض و حسد کا الزام قطعاً غلط ہے۔ رحماء بینہم سب صحابہ و اہل بیت آپس میں مہربان تھے۔ ارشاد قرآن سچا ہے۔ ان کی الفت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر خود جیوش اسلامیہ کی کمان کرتے ہوئے مدینہ سے ذی القصد کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی باگ تھام کر فرمایا اے خلیفہ رسول! واپس ہو جائیں اگر خدا خواستہ آپ کو گزند پہنچا تو پھر کبھی اسلامی مملکت کا نظام قائم نہیں ہو سکے گا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۱۴)

سوال نمبر ۸: قصہ قرطاس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمان رسول کو ہدیان کیوں کہا۔

جواب: صحاح اہل سنت کی روشنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہدیان کہنے کی نسبت صریح بددیانتی ہے۔ کیونکہ حدیث قرطاس میں ایتونی فتنا زعوا، فقالو ماشانہ اھجر استفہموہ، فذہبوا، فاختلف اھل البیت، فاختصموا، (بخاری ج ۱ ص ۴۲۹-۴۹۷، ج ۲ ص ۶۳۵، ۱۰۹۵) وغیرہ میں یہ سب جمع کے صیغے ہیں جھگڑے کی نسبت بھی اہل بیت کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو صرف اس قدر فرمایا تھا کہ حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہے (لکھوانے کی تکلیف نہ دو) ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ کہنا کوئی جرم نہیں کیونکہ یہ آیت اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب پ ۱۷۱ ع ۱) (کیا ان کو ہماری نازل کردہ کتاب کافی نہیں) کا مفہوم و ترجمہ ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبج البلاغہ میں اور امام جعفر صادق نے کافی میں کئی جگہ کتاب اللہ پر انحصار فرمایا ہے۔ جیسے یہاں مفہوم مخالف مراد لے کر حدیث کی حیثیت سے انکار درست نہیں تو قصہ قرطاس میں بھی درست نہیں تاکہ رد قول پیغمبر لازم آئے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا اسم گرامی مٹانے کا اس سے صریح تر شخصی حکم تھا مگر آپ نے قسمیہ انکار کیا پھر خود حضور ﷺ نے مٹایا۔ علاوہ ازیں اھجر کے معنی ہدیان لینا ہی غلط ہے۔ مشترک اور ذوالوجہ لفظ کے معنی محل و قرینہ کے لحاظ سے متعین ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں یہی ۶ مرتبہ مادہ و صیغہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً تھجرون فاھجرہم، ہجرا، جمیلا۔ مزمل) سب

جگہ چھوڑنے اور علیحدگی کے معنی میں ہے۔ فھجرت ابابکر، ان یھجرا خواہ جیسی احادیث میں بھی ترک اور جدائی کا معنی متعین ہے۔ پھر اس قصہ میں یہ معنی کیوں درست نہیں؟ کیا لغت کے صرف ایک ہی معنی ہدیان پر اصرار صریح عمرو شنی نہیں؟ یہاں مناسب معنی یہ ہے جیسے قاموس میں تصریح ہے۔ ”کیا آپ دنیا چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ آپ سے پوچھ لو۔“ اگر ہدیان کے معنی لیے جائیں تو پوچھ لو بے معنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مخبوط العقل سے پوچھا نہیں جاتا۔ شارحین اہل سنت علامہ کرمانی اور نووی وغیرہ یہی معنی کرتے ہیں (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۶۳۸)

فرض کرو معنی وہی ہے تو استفہام انکاری ہے، ہدیان کی تو نفی ہو گئی علامہ شبلی نے صرف ایک معنی لکھ کر پھر اس کی حضرت عمرؓ سے نفی بھی کی ہے۔ الغرض حضرت علیؓ قلم دوات لا کر اپنا حق لکھوا لیتے۔ یا چار دن بعد آپؐ زندہ رہے، زبانی ہی وصیت کر دیتے ورنہ تبلیغ رسالت میں کوتاہی لازم آتی ہے۔

سوال نمبر ۹: جنازہ نبوی سے قبل خلیفہ کیوں منتخب ہوا؟

جواب: سابقہ پیغمبر کے خلفاء بھی قبل از تدفین متعین ہو جاتے تھے اور امت ان پر اتفاق کر لیتی تھی۔ جیسے حضرت موسیٰ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہما السلام۔ سابقہ کسی پیغمبر کی کیا حاجت ہے ایک شریعت دوسری سے مختلف ہو سکتی ہے جیسے مشکوٰۃ شریف میں یحییٰ کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوتا دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہو گی۔ معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء کے عہد میں انتخاب کی ضرورت ہی نہ تھی ہاں ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کو انتخاب کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلی امم پر قیاس کرنا باطل ہوا مع ہذا سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت میں یہی قانون ہے کہ امت کسی وقت بھی قائد کے بغیر نہ ہو۔ خود شیعہ کے یہاں یہ اصول مسلم ہے کہ نبی یا امام کے آخری لمحات میں اس کا جانشین بنادیا جاتا ہے (فی آخر دقیقہ من حیات الاول) (کافی ج ۱ ص ۲۷۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ والد ماجد کی تدفین سے قبل ہی منبر خلافت پر جلوہ افروز

ہوئے اور اپنے فضائل بیان کرنے کے بعد بیعت لینی شروع کی (جلاء العیون ص ۲۱۹) جب ہر شیعہ امام اپنے پیشرو کی وفات سے قبل امام بن جاتا ہے تو اگر حضور ﷺ کا جانشین قبل از تدفین بنا دیا جائے تو کیا خامی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے چند گھنٹے بھی بلا خلیفہ ہونا مکروہ جانا (طبری ج ۲ ص ۲۰۷)

مدینہ کے اس وقت کے مخصوص حالات سے قطع نظر عقلا یوں بھی انتخاب ضروری ہے کہ امت کا ہر کام امام کی نگرانی میں ہو اور اختلاف پیدا نہ ہو یا اسے امام مٹا دے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے بعد جائے تدفین میں اختلاف ہوا۔ آپ کے ارشاد پر آپ کو جائے ارتحال پر دفن کیا گیا (طبری ج ۲ ص ۲۱۳) آخری وصایا تجنیز و تکفین حضور ﷺ نے آپ ہی کو فرمائیں اور دوسروں کو بتانے کا حکم دیا (جلاء العیون ص ۷۰) اور آپ نے بامر نبوی اس کام کو تقسیم کیا۔ جنازہ کے وقت نہ صرف آپ موجود تھے بلکہ لوگ آپ کو بروایت (جلاء العیون ص ۷۰) امام بنانا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے فرد افراد تمام مہاجرین و انصار نے نماز پڑھی اور مدینہ و نواح مدینہ کا کوئی آدمی مرد یا عورت باقی نہ رہا جس نے جنازہ بصورت دعائے پڑھی ہو (اصول کافی باب مدفنہ و صلاۃ علیہ و حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹) اہل سنت کی معتبر تاریخ البدایہ والنہایہ اور طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۱۰-۱۰ آدمیوں نے فرد افراد حجرہ میں بصورت دعائے نماز جنازہ سب مسلمانوں نے پڑھی (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تدفین و جنازہ میں غیر حاضری کا طعن صریح جھوٹ ہے)

بیعت امام ایک اسلامی فریضہ تھا جو بہر صورت ادا کرنا تھا۔ اگر قبل از تدفین وجود میں آگیا تو شیعہ کو کیا دکھ ہے۔ حسب روایات شیعہ (در کافی ص ۲۴۴ در جال کشی ص ۸) وغیرہ (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سوائے تین چار شخصوں کے کوئی طرفدار ہی نہ تھا) اگر ایک مہینہ بھی انتخاب مؤخر ہو جاتا تو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت نہ ملتی۔ ہاں امت افتراق و اختلاف کا شکار ہو جاتی۔ منافق سازش کرتے، فتنہ ارتداد اور کفار کی یلغار کو روکنے والے کوئی نہ ہوتا۔ پیغمبر اسلام کی وفات کے ساتھ

اسلام کا جنازہ بھی اٹھ جاتا تو آج شیعہ خوشی سے بغلیں جاتے۔ جیسے آج بھی ان کا قطعی متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوائے چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے (روضہ کافی ص ۲۴۶-۲۹۶۔ مامقانی نے تنقیح المقال ص ۲۱۶ میں ان روایات کو متواتر کہا ہے) یہ ہے ان کی اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت و قربانی سے محبت۔ حیف ایسے اسلام اور عقیدہ امامت پر۔ آخر میں بطور الزام یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بنو ہاشم کو مرض وفات ہی میں خلافت کا فکر تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے پاس لے جانا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ”میں نہ پوچھوں گا کیونکہ اگر آپ نے انکار فرمادیا تو پھر کوئی امید باقی نہ رہے گی (بخاری باب مرض النبی) پھر تجنیز و تکفین سے پہلے انصار سقیفہ میں اگر جمع ہوئے تو بنو ہاشم و حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے گھر میں چھوڑ کر حجرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں جمع ہوئے۔ طلحہ و زبیر ان کے ساتھ تھے۔ (طبری ص ۱۸۲)

سوال نمبر ۱۰: اولاد پیغمبر ﷺ کو ترکہ سے کیوں محروم کیا گیا۔
جواب: واقعی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی مثال بھی نہیں ملے گی کہ ان کی اولاد میں مالی ورثہ تقسیم ہوا ہو۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمان، داؤد، یحییٰ زکریا اور آل یعقوب کے وارث بننے کا جو ذکر ہے وہ علم و نبوت کی وراثت ہے نہ مالی۔ حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء کی یہی وراثت حضور کو ملی۔ پھر حضور ﷺ سے حسب عقائد شیعہ ائمہ اہل بیت کو۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۵ ج ۱ ص ۳۸۲ باب فضل العلم باب ان الائمة ورثۃ العلم ص ۲۲۲ باب حالات الائمة ص ۳۸۲ باب ان الائمة ورثوا علم النبی ص ۲۴۳)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحیح حدیث پیش کی۔ حضرت جعفر صادق نے بھی یہی فرمایا۔ ان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا و انما اورثوا العلم اصول کافی ص ۳۴) کہ انبیاء کی وراثت درہم و دنانیر نہیں ہوتی علم اور نبوت ہوتی ہے مگر بقول شیعہ یہ صرف ہمارے پیغمبر کریم ﷺ نے زوال دستور نکالا کہ زندگی میں جس صاحبزادی کے گھر میں فقر و فاقہ پسند کرتے اور بدن سے زیور بھی اتروا

لیتے تھے۔ (جلاء العیون ص ۱۱۰) بعد از وفات صرف ۷۵ دن یا چھ ماہ کی زندگی کے لیے باغ فدک جیسی وسیع جائیداد یا نصف دنیا کے برابر (جبل احد تا عریش مصر اور گوشہ سمندر سے دومۃ الجندل تک کافی ص ۳۵۵) بہہ کر گئے ہوں جب کہ وہ مال نے قرآن نے ۸ مصارف کا حق بتایا ہے (حشر ع ۱) اور بصورت وراثت ازواج مطہرات اور دیگر رشتہ داروں کا بھی حق بتاتا ہے۔ دو ماہ تک گھر میں آگ نہ جلانے والے اور پیٹ پر پتھر باندھنے والے، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ بناوٹ کرتا ہوں (ص ع ۵) کا اعلان کرنے والے زاہد ترین پیغمبر اعظم پر اس سے بڑا حملہ اور بہتان نہیں ہو سکتا جو ۱۰، ۱۰ ہزار روپے میں خون اہل بیت کی لوری پچنے والے نام نہاد شیعیان علی نے فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی آڑ میں اہل بیت نبوی پر لایا ہے۔ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے محروم کیا تھا تو حضرت علی و حسن رضی اللہ عنہما نے اپنے عہد خلافت میں کیوں نہ دیا۔ کیا یہ بھی ظالم و غاصب تھے؟ قدرت نے دربار صدیقی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تولیت کا یہ دعویٰ کروا کر جہاں مسئلہ وراثت انبیاء کو مبرہن کر دیا اور آپ مطمئن ہو کر خاموش رہیں وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حق پر فاطمی تصدیق کرادی کہ اگر آپ کو خلیفہ برحق اور جانشین پیغمبر در تصرفات مالیہ نہ مانتیں تو کبھی آپ سے سرپرستی نہ مانگتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مانگتیں کیا فدک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جیب میں پڑا ہوا تھا یا خلیفہ ہوتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار عین کو بے دخل کر کے سرکاری مزار عین کو دے دیا تھا؟ عطیہ وہبہ کے متعلق کنز العمال وغیرہ کی جملہ سنی روایات مجروح و مردود ہیں ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۰۱-۲۲۸، عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۰) ان سب میں عطیہ عونی شیعہ کذاب مدلس ہے جو ابو سعید کلبی وضاع سے روایت کرتا ہے اور ابو سعید خدری کا وہم و لاتا ہے۔ (ازافادات علامہ تونسوی)

سوالی نمبر ۱۱: جمل و صفین اور نہروان کے مقتولین کے قاتل بموجب قرآن پ ۵ ع ۱۰ لعنتی اور جہنمی ہیں۔ کیا صحابہ قرآن سے مستثنیٰ ہیں؟

جواب: اصل تحقیقی جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان

جنگوں پر صادق نہیں آتی کیونکہ نہروان والے خوارج میں ایمان کی شرط نہ تھی۔ حدیث مرفوع میں ان کے قاتل کی مدح مذکور ہے کہ وہ حق کے قریب ترین گروہ ہو گا۔ جمل کا معرکہ دھوکہ اور لاعلمی سے ہوا۔ عدا کی شرط نہ پائی گئی۔ صفین میں گو طرفین سے ایمان اور فی الجملہ عہد تھا مگر طرفین اپنے اجتہاد کی رو سے آیت فقاتلوا للی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ (اس گروہ سے لڑو جو فتنہ چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی طرف آجائے) پر عمل پیرا ہوئے۔ لشکر علوی نے اہل شام کو باغی جانا اور اہل شام نے قاتلان عثمان اور سبائیوں کو جو لشکر علوی میں بجزرت تھے باغی جانا اور ان سے جنگ کی اپنے علم و اجتہاد میں ہر فریق صاحب دلیل اور معذور تھا۔ ارشاد نبوی کے مطابق مجتہد خاظمی پر کوئی گرفت نہیں ہوتی اور الزامی یہ ہے کہ بغض صحابہ رضی اللہ عنہم میں مست شیعہ معترض اس سوال میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہی (العیاذ باللہ) یہ فتویٰ لگا رہا ہے۔ کیونکہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کی امامت کو منصوص من اللہ (ان الحکم الا للہ) کہنے والے شیعیان علی کو خروج کی بنا پر تہ تیغ کر کے خوشی منائی (طبری ج ۵ ص ۸۹) کوفہ اور کچھ اہل مدینہ سے لشکر جرار لا کر بصرہ کے مقام پر حضرت طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم طالبان قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کو لشکر علوی نے ہی صلح کر چکنے کے بعد غدر کر کے تہ تیغ کیا اور اس پر اب شیعہ کو فخر بھی ہے (طبری ج ۴ ص ۴۹ تا ۴۹۴)

اور کوفہ سے لشکر جرار لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر چڑھائی کی (طبری ج ۴ ص ۵۶۳) اور صفین کے مقام پر از خود خونریز معرکہ برپا کیا۔ (طبری ج ۴ ص ۵۷۴) فریق مخالف تو محض قصاص حضرت عثمان مظلوم رضی اللہ عنہ کے طالب تھے، انہیں تو دفاع کرنا پڑا بعد از قصاص بیعت علی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے (طبری ج ۵ ص ۶) فرمائیے! بلولیان عثمان کی سازش سے ان جنگوں کا ہیر و اور قاتل المسلمین کون ٹھہرا اور قرآنی فتویٰ کس پر چسپاں ہوا؟

اہل سنت نے اس پس منظر کو جانتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے لشکر کو اسی طرح طالبین قصاص کو خطرناک قرآنی فتویٰ سے بچانے کے لیے

متفقہ طور پر استثنائی فیصلہ دیا کہ یہ خانہ جنگیاں اجتہادی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ طرفین سے طلب صواب ہی میں یہ کام ہوا، نیت ہر ایک کی نیک تھی۔ دونوں کے صحیح النیت مقتول بھی جنتی ہیں اور طعن و تشنیع بھی کسی پر روا نہیں (ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت صحابہ باب پنجم) فرمائیے اس فیصلہ سے آپ کو کیا دکھ ہے؟ اور آپ کا کیا نقصان ہوتا ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں اور فاصلہ حوا بین اخویکم (بھوزت لڑائی اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ) کے تحت یہ مصالحانہ فیصلہ کیا۔ اس مفید مسلمین فیصلہ سے آپ کا انکار کیا دشمن اسلام اور دشمن علی رضی اللہ عنہ کی پختہ دلیل نہیں؟

اگر اہل سنت کا یہ فیصلہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان جنگوں کی بدولت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح الگ ہوتی جیسے خود ان کے عہد حکومت کے آخر میں سوائے صوبہ حجاز اور کچھ عراق کے پبلک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرفدار ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصالحت کرنی پڑی (طبری ج ۵ ص ۱۴۰ از الہ الخفاء) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہو کر رہا کہ حضرت معاویہ ولی دم عثمان پوری ملت اسلامیہ کے ایک دن خلیفہ بن جائیں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے۔

ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولہ سلطنا فلا یسوف فی

القتل انہ کان منصوراً (ب ۱۵ ع ۴)

جو شخص ظلماً قتل ہو جائے اس کے ولی الدم کو ہم غلبہ دیں گے

پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بیشک منجانب اللہ اس کی مدد کی

جائے گی۔ (پ ۱۵ ع ۴)

شرکاء و شہداء جمل و صفین کے متعلق معترض کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر ایمان لا کر کفر سے توبہ کر لینی چاہیے۔ قتلائی و قتلی معاویہ فی الجتہ (رواہ الطبرانی و رجالہ و ثقوا) (میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول جنت میں ہوں گے) نیز نبی البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۵ میں آپ کا یہ مشہور خطبہ ہے جس میں آپ نے جمل و صفین کی روئیداد اور فیصلہ کو اپنی مملکت میں نشر کیا۔ کہ ہمارے معاملہ کی

ابتدایوں ہوئی کہ ہم اور شامی جماعت بر سر پرکار ہو گئے حالانکہ کھلی بات ہے۔ ہمارا پروردگار ایک ہمارا نبی ایک (اس میں شیعہ عقیدہ امامت کا ذکر نہیں) ہماری اسلام کی طرف دعوت ایک نہ ہم ان شامیوں سے اللہ پر ایمان لانے اور حضور علیہ السلام کی تصدیق میں زیادتی کے خواہاں ہیں۔ نہ وہ ہم سے یہ چاہتے ہیں۔ ہر بات ایک اور متفق علیہ ہے۔ جز اس کے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں ہمارا اختلاف ہوا۔ اور ہم اس سے بری ہیں۔

قاضی امت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و اہل شام کو برحق مومن کامل بتا دیا۔ اس فیصلہ کا منکر منکر علی اور منکر علی عند الشیعہ جہنمی ہے۔

سوال نمبر ۱۲: خلافت راشدہ میں منافق کہاں گئے؟

جواب: عہد نبوی میں بالعموم یہود میں سے منافق ضرور تھے۔ مگر مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں وہ ایک فیصد بھی نہ تھے باوجود سازشی ذہن رکھنے کے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کے متعلق ان کو فرمایا:

۱. واذا لامتمتعون الا قليلا (احزاب ع ۲)

اور اس صورت میں تم کو فائدہ حیات بھی کم دیا جائے گا۔

۲. ثم لا یجا ورونک فیہا الا قليلا ملعونین اینما ثقفوا

اخذوا و قتلوا تفتیلا (احزاب ع ۸)

پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی اور وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کیے جائیں گے جیسے قتل کیے جانے کا حق ہے۔

۳. لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون

الی عذاب الیم (توبہ ع ۱۲)

اے رسول تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔

عنقریب ہم ان کو دو ہر اعذاب دیں گے۔ (تراجم مقبول)

معلوم ہوا کہ بموجب قرآن حکیم منافق زیادہ تر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ختم ہو گئے اور کچھ وفات نبوی کے بعد کھلے مرتد ہو کر مقتول و مردود ہوئے۔ منظم جماعت کی شکل میں ان کا وجود باقی ہی نہ رہا کہ وہ علی الاعلان اسلام کی مخالفت کرتے یا منافقانہ اسلامی حکومت میں مل کر اپنا اثر پھیلاتے۔ کیونکہ یہ قرآنی پیشگوئی کے برخلاف ہوتا لہذا کتنی کے کچھ افراد تقیہ کر کے رہتے ہوں گے۔ مرنے پر صاحب السر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی نشاندہی کر دیتے تو ان کا جنازہ بھی نہ پڑھا جاتا۔ (زاد المعاد والبدایہ) بنو ہاشم کو حکومت مسلمہ کے مقابل ایک پارٹی کہنا صریح جھوٹ ہے۔ سب بنو ہاشم نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برضاد و غبت خلیفہ تسلیم کیا تھا (طبری ج ۳ ص ۲۰۸) البتہ بروایت شیعہ امت میں سے صرف حضرت علی، ابوذر مقداد اور سلمان و عمار رضی اللہ عنہم نے تقیہ کر کے حضرت ابو بکر رضی اللہ کی بیعت کی تھی (روضہ کافی ص ۱۱۵-۱۲۹ احتجاج طبرسی ص ۴۸) اور شیعہ اپنے اسی جھوٹ کو اچھالتے اور اپنا پیٹ پالتے ہیں گو اس سے اپنا اور ان کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

بہر کیف بیعت صدیق رضی اللہ عنہ تو ہو گئی اور الگ کوئی پارٹی نہ ہوئی۔ ابتداء حضرت ابو سفیان بن حرب نے حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما کو ضرور کہا تھا کہ خلافت قریش کے کمزور خاندان میں کیسے چلی گئی تم اگر چاہو تو میں تمہارے لیے ابو بکر کے خلاف سوار اور پیادوں کا لشکر بھر دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہرگز یہ نہیں چاہتا اگر ہم حضرت ابو بکر کو اس کام کا اہل نہ دیکھتے تو انہیں خلیفہ بننے کے لیے نہ چھوڑتے (کنز العمال ج ۱ ص ۱۴۱)۔ منافقوں کے وجود کی تحقیق کرنے والے شیعہ دوست اپنے اس عقیدہ پر غور کریں کہ بعد وفات نبوی اہل بیت اور ان کے شیعوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ چن چن کر قتل کیا گیا۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ کیا منافقوں کے متعلق مذکور بالا قرآنی پیشگوئیاں اور انجام معاذ اللہ ان پر تو صادق نہیں آگیا؟ انصاف مطلوب ہے۔ یہود نے ”عقیدہ امامت“ اسی لئے تراشا ہے۔

سوال نمبر ۱۳: خلافت خلفاء دلائل اربعہ میں سے کس سے ثابت ہے؟

جواب: الحمد للہ حسب اعتراف شیعہ اہل سنت کے مذہب کی بنیاد چار چیزیں ہیں قرآن مجید۔ حدیث مصطفیٰ۔ اجماع امت، قیاس، شیعہ حضرات چونکہ چاروں بنیادوں کو نہیں مانتے لہذا وہ اہل سنت کو کوسے رہتے ہیں۔ قرآن حکیم کی صحت و صداقت پر ان کو اعتبار ہی نہیں۔ دوہرا اپنی متواتر احادیث کی رو سے اسے محرف جانتے ہیں۔

(احتجاج طبرسی ص ۱۲۵)

اصول کافی میں قرآن پاک کی تحریف و کمی پر مستقل باب ص ۴۳۲ تا ۴۴۱ پر موجود ہے۔ ترجمہ مقبول میں بھی بیسیوں آیات کو محرف بتلایا گیا ہے۔ لہذا قرآن ان کے مذہب کی بنیاد ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث مصطفیٰ کے مقابلے میں انہوں نے ۹۵ تا ۹۰ فیصد احادیث جعفر و باقر بنائی ہیں۔ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہی من اللہ مسلمان اور عالم لدنی مانتے ہیں اور حضورؐ کی شاگردی میں آپ کی توہین جانتے ہیں لہذا بواسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہ حدیث مصطفیٰ کو نہیں مان سکتے۔ بقیہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو وہ خارج از ایمان و عصمت قرار دیتے ہیں ان سے حدیث مصطفیٰ کیسے لیں؟ رہا اجماع امت تو اس کے وہ کھلے منکر ہیں۔ تقریباً ہر مسئلہ میں امت محمدیہ سے الگ ہیں۔ اجماع امت ان کا دشمن ہے اور وہ اس کے ہاں متعہ، بداء، تقیہ و تکفیر صحابہ جیسے خود ساختہ مسائل میں وہ اجماعت الامایۃ اتفق اہل الامامۃ۔ اجمع اہل التشیع فرما کر اجماع شیعہ کے قائل ہو جاتے ہیں (ملاحظہ ہو کتب فقہ و اصول شیعہ)

اہل سنت کے سامنے تو قیاس کی مذمت کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کے برخلاف اپنے ہر مسئلہ کو ڈھکوسلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی آدم بر سر مطلب خلفاء ثلاثہ کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہے۔ جیسے۔

نمبر ۱: آیت استخلاف پ ۱۸ ع ۱۳ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا اہل وعدہ ہے کہ بعد از پیغمبر حسب سابق مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ خلافت و حکومت ارضیٰ نصیب کرے گا۔ ان کے دین کو مضبوط و غالب اور خوف کو امن سے بدلے گا۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر چسپاں کیا

جیسے آگے آرہا ہے۔ شیعہ مفسر طبری کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان خلفاء کو عرب و عجم کے کفار کی زمین کا وارث بنائے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ فتوحات تمکین دین اور خوف کا خاتمہ خلفاء ثلاثہ ہی کو نصیب ہوا۔

نمبر ۲: آیت قل للمخلفین من الاعراب پ ۲۶ ع ۱۰

۳- آیت الذین ان مکنا ہم پ ۷ ع ۱۳

۴- آیت والذین هاجروا فی الله من بعد ما ظلموا سورة النحل ع ۶

۵- آیت یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ پ ۶ ع ۱۲

۶- آیت الم غلبت الروم پ ۲۱ ع تفصیل کا یہ موقع نہیں اور احادیث مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی۔

۱- بعض ازواج مطہرات کو خفیہ بتلایا کہ میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوں گے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۰ تفسیر قتی ص ۲۵۴ مجمع البیان ص ۳۱۴ سورة تحریم وغیرہ)

۲- ایک سائلہ عورت کے پوچھنے پر فرمایا میرے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھنا (بخاری ج ۱، ص ۵۱۶)

۳- خندق کے موقع پر کسریٰ اور قیصر کی فتح کی بشارت دی جو حضرت عمر کے دور میں پوری ہوئی (روضہ کافی ص ۱۲۰ حیات القلوب ج ۲ ص ۵۰ اور عمل مرتضوی سے بھی کہ آپ نے فرمایا میں ان دو شخصوں سے ضرور لڑوں گا۔ جو ناحق دعویٰ کرے اور جو حق کو دوسروں سے روکے (نہج البلاغہ) اور تاریخ شاہد ہے کہ خلفاء ثلاثہ سے آپ نے جنگ نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ان کی خلافت برحق تھی۔

اجماعی خلافت بایں معنی ہے کہ سب مسلمانوں نے بالاتفاق ان حضرات کی بیعت کی عہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح کثیر تعداد الگ نہیں رہی۔ بالفرض اگر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تب بھی اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے خلافت حقہ ثابت ہو جاتی کیونکہ اجتماعی معاملات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے۔

واہمہم شوریٰ بینہم (شوریٰ ع ۵) کہ رب تعالیٰ کے مطیع بندے آپس میں مشورہ سے اپنے معاملات طے کرتے ہیں۔ شوریٰ اور اجماع کی حیثیت پر اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیے یا جیسے نہج البلاغہ میں حضرت امیر نے فرمایا میری بھی ان لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی۔ اگر مہاجرین و انصار ایک شخص پر اتفاق کر کے اسے امام بنالیں تو وہ اللہ کا منتخب امام ہوتا ہے۔ خود حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آئمہ شیعہ کی طرح خود ستائی کے رنگ میں آیات بالا سے خلافت ثابت کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مزہ اس میں ہے کہ دوسرے حضرات آیات اور عمل نبوی سے ثابت کریں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں آیت اختلاف پڑھ کر چسپاں کر دی (نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام ج ۱ ص ۴۳۴) زیر خطبہ و نحن علی موعود من اللہ . ولللہ الفضل . کسی وعدہ کے ایفاء اور پیشگوئی کے پورا ہو چکنے کے بعد ہی اس کی حکایت ہوتی ہے۔ قبل از تکمیل کچھ کہنا موزوں نہیں لگتا۔ جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کے محبت خدا اور محبوب خدا وغیرہ کے اوصاف فرمودہ کی تعیین اسی وقت ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم ملا۔ اس سے پہلے ہر شخص امیدوار تھا۔

سوال نمبر ۱۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر کیا فتویٰ ہے۔

جواب: پہلے مدلل بیان ہو چکا ہے کہ حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ، معاویہ رضی اللہ عنہم نے نہ خلافت علوی کا انکار کیا نہ دانستہ مخالفت کی۔ البتہ حکومت وقت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ خون کا مطالبہ کیا جو آئینی حق تھا جبکہ قاتلان عثمان آپ کی فوج میں شامل تھے (مجالس المؤمنین ص ۲۸۴) مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض مصالح کے پیش نظر قصاص میں تاخیر کر رہے تھے۔ ان حضرات نے دراصل آپ کی اعانت در قصاص کے لیے فوج تیار کی تھی۔ جمل کے موقع پر تبادلہ خیال میں مسئلہ حل ہو گیا مگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے اس صلح میں اپنی موت دیکھ کر غداروں سے رات کو جنگ بھڑکا دی (طبری ص ۴۸۹ تا ۴۹۴) تقریباً یہی کچھ صفین میں ہوا (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت حضرات صحابہ کرام ص ۲۶۶ تا

۲۸۸ اور عمار بن یاسر کی شہادت اور سبائی کر توت) لہذا ان حضرات پر فتویٰ لگانا دراصل۔ رضی اللہ عنہم و رضوانہ اور وکلا وعدا اللہ الحسنی (ہر ایک سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے) جیسی آیات پر قلم پھیرنا ہے۔ ایک مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی ورنہ ہم بھی الزام کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات نے دار الخلافہ مدینہ یا کوفہ پر تو حملہ نہیں کیا، قصاص کی طلب میں تیاری کرتے تھے تو کیوں کوفہ و مدینہ سے آکر علوی لشکر نے ام المومنین سے جنگ کی۔ حالانکہ عبداللہ بن سلام جیسے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع بھی کیا اور فرمایا کہ اگر مدینہ سے نکلو گے تو پھر کبھی مدینہ دار الخلافہ نہ رہ سکے گا (طبری ج ۴ ص ۴۵۶) اور حواری پیغمبر و پاسان رسول کو کس پاداش میں ذبح کیا گیا۔ ساٹھ ستر ہزار مسلمانوں کا خون استحکام خلافت کی خاطر بہانا جائز ہے؟ (فما ہو جوابکم فہو جوابنا) اگر آپ خاٹی کی نشان دہی پر خوش ہیں تو بعض اہل سنت نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے والے خطا پر تھے لیجئے اختلاف چھوڑ کر مسلمانوں سے مل جائے۔

سوال نمبر ۱۵: جمل و صفین کے شرکاء میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر؟
جواب: ہر جگہ فلسفے نہیں بگھارے جاتے۔ فرق مراتب گرنہ نکتی زندیقی۔ ورنہ بتلائیں مندرجہ ذیل بزرگوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ حضرت خضر و موسیٰ کا اختلاف۔ حضرت موسیٰ و ہارون کا معاملہ ڈاڑھی پکڑنا۔ حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلہ کا اختلاف۔ حضرت حسن و علی المرتضیٰ کے سیاسی کاروائیوں میں اختلافات و مناظرے (طبری ج ۴ ص ۴۵۶) حضرت معاویہ سے صلح و بیعت کے وقت حسین رضی اللہ عنہما کا شدید اختلاف۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کئی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہو کر میکے روٹھ جانا اور دربار رسالت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ بضعة می فمن اغضبها اغضبنی (فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا مجھے ناراض کیا) سے عتاب ہونا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں جان دینا اور سجاد کا غلام یزید بننا (روضہ کافی) ان میں سے ہر بات قرآن اور کتب شیعہ سے بھی قطعاً ثابت ہے۔ یہاں اگر محاکمہ کی آپ کو جرأت نہیں تو اسی طرح

اہل جمل و صفین میں حق و باطل کا محاکمہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ شیعہ اگر منکر قرآن ہو کر بند رہا نہٹ کے محاکمہ کریں، تو ان کا دین انہیں مبارک ہو۔ قاتل و مقتول دونوں کا جنتی ہونا سوال نمبر ۱۱ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۱۶: کیا یا علی انت و شیعتک ہم الفائزون جیسی حدیث اہل سنت کے فرقوں کے متعلق بھی ہے۔

جواب: یہ حدیث موضوع ہے۔ کتب صحاح اہل سنت میں اس کا وجود نہیں مقصور و ناکام شیعہ کی تاریخ ہی اسے جھوٹا بتاتی ہے۔ قرآن پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد ہے۔ فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ بے شک اللہ کا لشکر (اصحاب محمدی) ہی غالب ہونے والا ہے۔ (مائدہ ع ۸) الا ان حزب اللہ ہم المفلحون (مجادلہ ع ۲) سنو اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے۔ تجربہ اور تاریخ کی کسوٹی پر جب یہ قرآنی ارشادات سچے ثابت ہوتے ہیں تو شیعہ کا مذہبی وجود اور تشخص کذب کا آئینہ ہے۔ رہا اخروی نجات کا مسئلہ تو جن کی کامیابی کی یہاں بشارت ملی وہ آخرت میں بھی کامیاب ہوں گے۔ اور یہاں کے ناکام قافلہ اہل بیت کربلا سے بد دعائیں لینے والے آخرت میں بھی ناکام اور جہنمی ہوں گے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کر دن

اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مسلمانوں کے فروعی مذاہب پر احادیث مانگنے والو، حب: علی رضی اللہ عنہ کے دعویداران تیرہ فرقوں کی بھی خبر لو جن کو امام باقر نے سوائے ایک کے جہنمی بتلایا ہے (روضہ کافی ص ۲۲۴) نامعلوم معترض صاحب اور موجود شیعہ جہنمی فرقوں سے ہیں یا ناجی سے۔ اہل سنت کے متعلق حضور کا یہ ارشاد کافی ہے۔ قال النبی الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنة والجماعة (کشف العمہ ج ۱ ص ۱۴۲) کہ جو شخص بھی آل محمد کی محبت پر وفات پائے گا وہ سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے مذہب پر مرے گا۔ آفتاب نصف النہار کی طرح حضور ﷺ نے اہل السنۃ کو محبت اہل بیت اور ناجی اور جنتی ہونا بیان فرمادیا (اور شیعہ کے متعلق ص ۱۵۹ پر کافی کی یہ

حدیث ہے کہ اللہ شیعہ پر غضبناک ہے۔

سوال نمبر ۱۷: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقید کیوں تھی؟

جواب: یہ اقلو کا لفظ کتب اہل سنت میں نہیں البتہ طبری ج ۲ ص ۴۵۶ میں ایک روایت ہے۔ مگر اس کے بیشتر راویوں کا کتب رجال سے پتہ نہیں چلتا۔ مشہور راوی سیف بن عمر لیس بشنی متروک منکر الحدیث اور وضع و زندقہ سے متہم ہے (میزان الاعتدال ترجمہ سیف) پھر آخری راوی مروی عنہ کا نام نہیں ملتا۔ تو روایت مدلس ہوئی درایت کے لحاظ سے بھی۔ یہ روایت محض بجواس ہے۔ معہذا حسب تصریح در روایت بلوائیوں کے غلط پروپیگنڈے پر آپ نے ایسا فرمایا پھر رجوع کیا۔ حضرت عثمانؓ کی مخالف نہ تھیں۔ باغیوں کو روک رہی تھیں۔ ماں کی حیثیت سے کسی بات پر تنقید مخالفت نہیں ہوتی۔ جب بلوائی کمینوں نے حضرت ام حبیبہؓ کی بے عزتی کی نوعزت بچا کر چلی آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کو دیرینہ دشمنی نہ تھی۔ اختلاف کا سبب قصاص قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھا۔ ایک پیغمبر کی اہلیہ ہیں ایک معزز داماد۔ ان دونوں میں نفرت اور دشمنی ثابت کرنا پیغمبر کا دشمن اور آپ کی تعلیم و تربیت کا منکر ہی کر سکتا ہے۔ آپ کا محبت اور مسلمان تو اس کی مدافعت ہی کرے گا۔ حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کے بغض سے برأت کی تفصیل (سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا از سید سلیمان ندوی) میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر ۱۸: آئمہ اربعہ کی امامت کیسی ہے۔

جواب: اہل سنت کے فروغی گروہوں کے آئمہ اربعہ کی امامت نہ مثل نبوت ہے نہ منصوص ہے (اور نہ اہل سنت شیعہ کی طرح نبوت کے ساتھ اس شرک عظیم کو جائز سمجھتے ہیں) یہ تو قرآن و سنت میں غور و فکر اور غیر منصوص مسائل کی تحقیق میں اختلاف آرا ہو کر ایک ایک مذہب کی حیثیت اختیار کر گئے۔ جیسے خود حضرت باقر و جعفر رحمۃ اللہ علیہما میں یا حضرت زیدؓ اور دیگر اہل بیت میں یا حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما میں فقہی اختلافات ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کی قطعی تغلیط کی جاسکتی

ہے نہ کسی معین مسلک کو ماننا ہی باعث نجات ہے۔ یہی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے۔ گو مجتہدین امام سینکڑوں گذرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ان چاروں بزرگوں کی امامت و تقلید پر متفق کر دیا۔ یہی ان کی حقانیت کی دلیل ہے۔

کتب اہل سنت میں یہ حدیث قطعی الثبوت ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ کتب شیعہ در حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۸ پر ہے وائشال راہر گمراہی جمع نہ کند۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ وماکان اللہ لیجمعہم علی الضلال (نہج البلاغہ) اللہ ان لوگوں کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں فرمایا لوگو! سواد اعظم کا دامن پکڑو اس لیے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ سے چو کیونکہ سب لوگوں سے الگ راہ چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے۔ جیسے ریوڑ سے الگ بحر کی بھیر یے کا تحفہ (اثنا عشریہ ص ۹۵ طبع ہند فارسی) چاروں مصلوں کو کعبہ میں رکھنے یا اٹھادینے سے ان کی حقانیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ہر ایک کے پیروکار آج بھی اسی طرح شیر و شکر ہیں جیسے پہلے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے خوشی نماز پڑھتے ہیں۔ ہر حاجی اس کا گواہ ہے۔ کیا سنی شیعہ تفریق کے پیش نظر اسلام بھی جھوٹا ہو گیا حکومت کی پیداوار؟ یا شیعہ کا تاریخی نشیب و فراز دیکھ کر اسے زمانہ کی پیداوار مان لیں گے۔ درحقیقت سعودی حکومت کے ہاتھوں قدرت نے یہ کام کروا کر روافض اور قادیانیوں جیسے اعداء اسلام کو یہ طمانچہ رسید کیا ہے۔ جو اتحاد ملی کے دشمن اور چاروں مسالک کو ایک دوسرے کی ضد یا مخالف جانتے ہیں۔ چاروں مصلوں کو بعض علماء نے مکروہ کہا ہے۔ مگر علامہ شامی و ملا علی قاریؒ نے جواز کو ترجیح دی ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۲۶۳)۔

سوال نمبر ۱۹: مروان پر قتل عائشہ رضی اللہ عنہا کا الزام۔

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ ماننے والے کو آپ جہنمی مان چکے ہیں۔ اپنی ماں سے جنگ کرنے والے مومن بیٹوں پر فتویٰ بھی آپ بتادیں۔ نجیب آبادی کی تاریخ سے مروان پر عائشہ رضی اللہ عنہما کے قتل کا جو الزام لگایا ہے وہ بظاہر غلط ہی ہے کیونکہ مؤرخین آپ کے تذکرہ وفات میں یا مروان کے حالات میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔ نجیب آبادی صاحب نے بلا حوالہ لکھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ام المومنین اور معلمہ امت کی

اچانک کنوئیں میں گر کر تیر تلواروں سے شہادت کا سب مؤرخین ذکر کرتے اور قاتل پر لعنت بھیجتے۔ سارے مدینہ میں کھرام بچ جاتا اور واقعہ شہادت مشہور ہوتا۔ معبذا مروان متفقہ صحابی نہیں۔ جمہور کے ہاں تابعی ہے۔

سوال نمبر ۲۰: شیخین رضی اللہ عنہما کی شجاعت سے کتنے کفار قتل ہوئے۔

جواب: ہمارے خیال میں جنگوں میں شرکت ثابت قدمی اور جرأت مدار فضیلت ہے۔ بالفعل قتل کرنا تو اتفاقی ہے ورنہ اشجع الناس حضور ﷺ کے ہاتھوں کتنے مقتول ہوئے؟ جرأت کے متعلق سنئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم سب سے بہادر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ بدر کے دن عریش پر حضور علیہ السلام کا پہرہ دینے کے لیے کوئی تیار نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ جو کافر آتا مار بھگاتے (ابن سعد منتخب الکونج ۵ ص ۲۴۰) بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشہور بہادر اور اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا (سیرت ابن ہشام ص ۸۸) پھر کوئی بہادر آپ کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ احد کے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمن کو قتل کرنا چاہا مگر حضور ﷺ نے فرمایا تلوار میان میں کر کے اپنی جگہ واپس آ جاؤ اور اپنی ذات سے ہمیں نفع پہنچاؤ (کشف الغمہ ص ۲۵۳) احد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان سالار لشکر کو محض پتھروں سے مار بھگایا۔ (سیرت النبی ج ۱ ص ۳۸۰) خالد بن ولید نے ایک دستہ کے ساتھ خود حضور ﷺ پر حملہ کرنا چاہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین و انصار کو لے کر حملہ کیا اور اس کو پسپا کر دیا (سیرت ابن ہشام ص ۵۷۶ طبری ص ۱۴۱۱) احد میں چند اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے (ابن ہشام و طبری عوالہ الفاروق ص ۹۲) اور (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹۶) کی ایک طعن آمیز روایت سے بھی ثابت قدمی کا پتہ چلتا ہے۔

ابو سفیان نے جنگ کے خاتمہ پر حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر و عمرؓ ہی کو اسلام کا بڑا ستون سمجھ کر ندا دی تھی۔ افیکم محمد افیکم ابوبکر افیکم عمر بن

الخطاب کیا تم میں محمد زندہ ہیں۔ کیا ابو بکر و عمر زندہ موجود ہیں (بخاری ص ۹۷۹ جلد دوم) حضور ﷺ کے بعد کفار بھی شیخین کو افضل مانتے تھے۔ کیا شیخین نے ان کو رشوت دی ہوئی تھی؟ غزوہ خندق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے جس حصے پر متعین کیا یہاں سے کفار نے آگے بڑھنا چاہا۔ مگر حضرت عمرؓ نے مار بھگایا (الفاروق ص ۱۵) اسی جنگ میں عرب کے مشہور پہلوان ضرار اسدی کا تعاقب کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھگادیا (سیرت النبی ج ۱ ص ۲۲۸) الغرض متعدد غزوات میں ان حضرات نے بھی کفار کو قتل کیا۔ کیا ضروری ہے کہ ہر مقتول کا نام و پتہ ہم تک بھی پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقتولین کے بھی چند نام بتائے جاسکتے ہیں حالانکہ قتل ان سے کہیں زیادہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مشہور کلیہ کے مطابق عدم ذکر شی، عدم وجود شیء کو مستلزم نہیں۔ دوبار حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سالار جنگ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ بنایا۔ (سیرت نمبر چٹان ص ۴۹ ۲ جولائی ۱۹۶۴ء)

گور وایات مغازی کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کفار زیادہ قتل ہوئے مگر کی زندگی اس کے برعکس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت کم حضور ﷺ کا دفاع کیا یا کفار سے تکلیف پائی۔ مگر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں جانفشانیاں اور حمایت رسول ضرب المثل ہیں۔ (طبری ص ۳۳۳، ۳۳۵ جلد دوم البدایہ وغیرہ ج ۳ ص ۷۹) اسی طرح سخاوت، عبادت اور سیادت میں ان حضرات کا مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت ابو بکر آغاز اسلام میں بہت مالدار تھے۔ مگر ۴۰ ہزار درہم۔ اللہ کی راہ۔ مسلمان غلاموں کی رہائی وغیرہ میں خرچ کر دیئے۔ غزوہ تبوک کے لیے گھر میں جھاڑو دے کر سب کچھ حضور ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال دے کر ہر عم خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ عبادت و اخلاص میں جن کے متعلق رب تعالیٰ تراحم رکھا سجدا یتغون فضلاً من اللہ ورضوانا سیماهم فی وجوہهم من اثر السجود۔ (تم ان کو رکوع اور سجدے میں دیکھتے ہو وہ صرف اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں سے

ان کے چہرہ پر آثار ہیں۔ گواہی دیں اب ان میں مقابلہ بازی ایک کو بڑھانا دوسروں کو گھٹانا، ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ ان ہی قربانیوں اور اوصاف عالیہ کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کو اپنا خاص وزیر و مشیر بنالیا اور سپاہیانہ خدمت کم لیتے تھے۔ اشداء علی الکفار قیصر و کسریٰ کی حکومت الٹ دیں اور نصف معلوم دنیا کو فتح کر کے لا الہ الا اللہ کا جھنڈا گاڑ دیں۔ اس میں زیادہ کمال ہے یا بالفعل دو چار کافروں کو قتل کرنے میں زیادہ بہادری ہے۔ کیا بادشاہ، وزیر یا جرنیل کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ سپاہی کی حیثیت سے دو چار خود قتل کریں۔ خدا معترض کو عقل دے۔

سوال نمبر ۲۱: لایزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشرة خلیفة کلہم من قریش (مشکوٰۃ) اس سے کون سے ۱۲ خلفاء مراد ہیں۔

جواب: اس کا ترجمہ ہے اسلام بارہ حکمرانوں کے عہد خلافت تک غالب ہی رہے گا۔ وہ سب قریش سے ہوں گے۔ ترمذی و مسلم کی روایات میں امیرؑ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی حاکم وقت ہوں گے۔

شیعہ کے تصور امامت اور اہل سنت کے تصور امامت و خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کے آئمہ پیغمبروں سے بلند رتبہ۔ اللہ کے نور سے نور اپنی موت و حیات پر قادر۔ عالم ماکان و مایکون اور علم جفر کے مالک۔ صاحب وحی و کتاب ہوتے ہیں اور ان سے اختلاف رکھنے والا کافر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو (در کافی کتاب الحجۃ) جب کہ اہل سنت کے خلفاء حضور ﷺ کے خادم و متبع۔ خاکی بھر، موت و حیات میں خدا کے محتاج۔ خاصہ خداوندی کلی علم غیب سے محروم اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو ہی دینی حجت جان کر ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اس واضح فرق کے باوجود حدیث ہذا کا شیعہ آئمہ سے کوئی تعلق نہیں اور شیعہ کے خود ساختہ بارہ آئمہ اس کے مصداق ہرگز نہیں کیونکہ ان کو حکومت و خلافت اور شریعت و حدود کے نفاذ کا موقعہ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو ملا ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھرتی شیعہ (مجالس المؤمنین ص ۵۴ فروغ کافی ج ۵ ص ۵۵۴ اساس الاصول از دلدار علی وغیرہ شیعہ کے اسلام کا غلبہ نہ تھا۔ سنی اسلام کا تھا۔ شیعہ امام مثل نبی تو

کہلاتے ہیں مگر اسلام نبوی ان کے عہد میں مغلوب اور تقیہ میں چھپا رہا۔ بارہویں امام از خود بارہ سو برس سے غار میں چھپے ہوئے ہیں (تاریخ اسلام از سید امیر علی) صاحب تاریخ الخلفاء اور شرح فقہ اکبر کے انفرادی بیان کے مطابق مسلک مختار کے خلاف اگر چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ ہو تو قطع نظر یزید کی مختلف فیہ پوزیشن اور کردار کے حیثیت مجموعی اسلام غالب رہا فتوحات اسلام بھی جاری رہیں۔ گو حادثہ کربلا اور حرہ کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ عظیم پہنچا مگر حدیث کا مفہوم غلبہ اسلام پورا ہے۔ بہر کیف ملی نقصان اس عہد میں اس نقصان سے کم ہے، جو ۳۶، ۳۷، ۳۸ میں ساٹھ۔ ستر ہزار مسلمانوں (خصوصاً طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جیسے ستون اسلام) کی شہادت سے ہوا یہ لوہے اور لکڑی کے پتلے تو نہ تھے کہ اسلام اور پیغمبر اعظم کو درد محسوس نہ ہو۔ یہ بھی روح مع البدن اور پیغمبر اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص رشتہ دار اور متعلقین تھے۔ یزید جیسا بھی ہو شیعہ کے چوتھے امام نے تو اس کی غلامی اختیار کر کے گویا بیعت کر ہی لی (ملاحظہ ہو روضہ کافی ص ۲۴۶)۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے معترض شیعہ کو کیا خوب جواب دے کر حقیقت کھول دی۔

آیا امید ایند بچک ازمانیست مگر آنکہ در گرون او بیعتی از خلیفہ جورے کہ در زمان اوست واقع می شود مگر قائم ما (جلاء العیون ص ۳۶۱)

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کی گردن میں زمانے کے ظالم خلیفہ کی بیعت و اطاعت ڈالی جاتی ہے سوائے مہدی کے۔

اب تو یزید شیعہ کا ہی امام و خلیفہ ثابت ہو چکا۔ امید ہے کہ اہل سنت کو طعنہ نہیں دیں گے۔

اہل سنت کے دوسرے قول میں تا قیامت خلیفہ ہونے والے غیر معین بارہ حاکم و خلفاء مراد ہیں۔ تیسرے قول میں امام مہدی کے بعد ہونے والے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ (مجمع البحار حاشیہ ترمذی ص ۳۲۳) القصہ اس حدیث میں سب بارہ خلفاء اور حکمرانوں کی ذاتی فضیلت و مدح مذکور نہیں نہ مراد ہے بلکہ مجموعی طور پر اسلام کا

غلبہ اور اندرونی و بیرونی حملوں سے قوت مدافعت مراد ہے۔ رہی منصب امامت ص ۷۴ سے حدیث من مات ولم يعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة (جو امام زمان کو پہچانے بغیر مرے اس کی موت جاہلیت کی سی ہے) یہ کوئی معتبر حدیث نہیں نہ حضرت شاہ صاحب نے اسے حدیث کہہ کر نقل کیا ہے۔ پھر اس میں امام زمانہ سے مراد ظاہر عادل خلیفۃ المسلمین ہے خواہ کسی عہد میں ہو اس کی بیعت اور جائز باتوں میں اس کی اطاعت ضروری ہے امام کا اطلاق قرآن پر بھی ہوا ہے، امام زمان اسے مانا جائے تو کیا حرج شیعہ کے امام تو مثل شارع و نبی ہیں۔ حلال و حرام میں مختار اور ہر زمانہ میں نئے احکام دیتے ہیں۔ آج ان کے امام العصر مہدی ہیں۔ مگر صد افسوس وہ اپنا منصب چھوڑ کر غائب ہیں اور شیعہ یا تو جناب امام باقر و جعفرؑ کی منسوخ امامتوں کی شریعت کے پیرو ہیں یا پھر غیر منصوص غاصب و خاطی مجتہدوں اور ذاکروں کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ امام زماں مہدی کا قول و عمل کسی کے پاس نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ لہذا اس حدیث پر عمل کرنے نہ کرنے میں سنی شیعہ برابر ہو گئے۔

سوال نمبر ۲۱: کیا دین مصطفیٰ میں کمی بیشی کا کسی کو حق ہے۔

جواب: اہل سنت کے مذہب میں یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ یہ صرف شیعہ مذہب کا خاصہ ہے کہ جہاں انہوں نے حضور ﷺ کی سب عمر کی محنت شاقہ سے تیار کردہ مسلمان جماعت کے ایک ایک فرد کو خارج از ایمان اور مرتد قرار دے دیا (اصول کافی) وہاں حضورؐ کی شریعت کے ایک ایک مسئلہ کو ختم کر کے متوازی اور حسب منشاء شریعت اپنے خود ساختہ مثل پیغمبر معصوم اور صاحبان وحی و کتاب آئمہ سے تصنیف کرادی کیونکہ وہ یحللون مایشاؤن و یحرمون مایشاؤن (اصول کافی ج ۱ ص ۷۰) (دین مصطفیٰ کے جس مسئلہ کو چاہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس (حلال) مسئلہ کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں) کے منصب کے مالک ہیں۔ نیز وہ تمام انبیاء کے علوم کے وہبی من اللہ وارث ہیں (کافی ص ۲۲۲) بلکہ وہ اللہ کی شریعت کے والی (یعنی بالفاظ دیگر پیغمبر) اور اس کے علم کا خزانہ ہیں (اصول کافی ص ۱۹۳) بلکہ امام جعفرؑ نے تو صراحت فرمادیا ہے کہ :

ما جاء به علی اخذه وما نہی عنه انتھی (اصول کافی)
جو شریعت علی لائے ہیں میں تو وہ لیتا ہوں۔ اور جس سے وہ روکیں رکھتا ہوں۔

جری له من الفضل ماجدی لمحمد و کذا لک یجری الائمة
المہدی واحد ابعد واحد (اصول کافی ص ۷۷ طبع لکھنؤ)
ان کی وہی شان ہے جو محمد کی (ﷺ) (معاذ اللہ) شان ہے۔ اسی طرح کی شان ہدایت کے باقی امام کیے بعد دیگرے بھی رکھتے ہیں۔
بلکہ العیاذ باللہ پیغمبر کی جملہ تعلیمات باطل اور صرف آئمہ کی تعلیمات برحق ہیں ملاحظہ ہو۔

باب انه لیس شی من الحق فی اید الناس الا ما خرج من
عند الائمة وان کل شی لم یخرج من عندهم فهو باطل
وفیه احادیث عن ابی جعفر (اصول کافی ج ۱ ص ۳۹۲)
کافی میں یہ باب باندھا گیا ہے کہ لوگوں کے پاس کچھ بھی نئی تعلیم نہیں مگر جو آئمہ سے نکلے۔ اور جو ان سے نہ نکلے وہ سب باطل ہے۔ اس میں امام باقر کی کئی احادیث ہیں۔

چنانچہ اس منصب کی رو سے جو آئمہ کی نئی شریعت وجود میں آئی اس میں حضور ﷺ کی پاک بیویوں، خسر، دامادوں اور جائیدادوں پر لعنت بھیجنا (تبرا) اصول دین بن گیا۔ امام انبیاء سے بھی افضل ہو گئے۔ موت و حیات اور آسمان و زمین کے بھی مالک ہو گئے۔ خدا کو بھی صاحبِ بد (جائل) بتایا گیا ۱۰/۹ حصے دین اسلام کو چھپانا اور جھوٹ بولنا واجب ہو گیا۔ زنا کو متعہ کے نام سے سب سے افضل نیکی بتایا گیا کہ تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے (تفسیر المنہج ج ۱ ص ۵) غیر شیعہ اولاد علی اور سادات پر بھی لعنت بھیجی جائز ہو گئی وغیرہ (تفصیل کے لیے علماء اصول کافی ہی ملاحظہ کریں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جن مسائل کی ایجاد کا الزام ہے وہ مذہب اہل

سنت میں غلط ہے۔ کیونکہ یہ مسائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں۔

۱۔ آذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم مرفوع یعنی حضور ﷺ سے ثابت ہے (طحاوی ج ۱ ص ۸۲ طبرانی بیہقی نیل الاوطار ج ۲ ص ۴۰) موطا امام مالک کی ایک روایت سے بعض حضرات کو غلطی لگی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کر دی۔

۲۔ نماز تراویح کا جماعت حضور ﷺ نے تین دن خود پڑھائی (بخاری ج ۱ ص ۱۰۱) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کی سنت کو زندہ کر دیا)

۳۔ چار تکبیر نماز جنازہ حضور ﷺ سے ثابت ہے (بخاری ج ۱ ص ۱۷۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قانونی شکل دی۔

۴۔ متعہ حضور ﷺ نے خود حرام فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے موقع پر حرمت متعہ کا اعلان فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم ابواب المتعہ ج ۱ ص ۴۵۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو تقیہ باز کچھ لوگوں کی شرارت کے پیش نظر سخت قانون بنادیا۔

۵۔ سبحانک اللہم اور التحیات بھی حضور ﷺ کی تعلیم سے ہے (مستدرک ج ۱ ص ۲۳۵۔ شیعہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۰۵)

۶۔ تین طلاقیں معاہدات حضور ﷺ سے ثابت ہیں (بخاری ج ۲ ص ۷۹۱) فلو کان ممنوعاً لا نکح (فتح الباری) اگر ناجائز ہوتیں تو آپ انکار کرتے (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۷۹۱)

۷۔ قیاس احادیث نبوی سے مستطاب اور تمام فقہاء کا معمول یہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل کو حضور نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کس کس چیز سے فیصلہ کرو گے تو انہوں نے قرآن و سنت کے بعد (اجتہاد) قیاس کا نام لیا تو آپ بہت خوش ہوئے (مشکوٰۃ کتاب القضا ص ۳۲۴) خود شیعہ کے علماء مجتہدین آئمہ سے غیر مروی مسائل میں قیاس ہی سے کام چلاتے ہیں۔ مگر یہ بے جان اور اذامات المفتی مات الفتوی (مفتی کے مرنے پر فتویٰ بھی باطل ہو گیا) کا مصداق ہوتا ہے۔ آخر میں معرکہ آلا سوال یہ

ہے کہ بقول شمار ان بدعات عمری کو حضرت علی المرتضیٰ نے کیوں اپنی عہد حکومت میں ختم نہ کیا۔ آپ کیسے امام ہیں جبکہ شریعت میں کمی پیشی پر تقیہ کرتے۔ اور لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اجراء شریعت نہیں کرتے۔ حالانکہ اصول کافی ص ۸۷ میں امام کی تعریف اور غرض بعثت بھی یہ لکھی ہے کہ اگر مسلمان دین میں کچھ اضافہ کریں تو وہ امام رد کرے اگر کمی کریں تو پورا کرے۔ اگر امام یہ کام نہ کرے تو اس کے وجود کا کیا فائدہ اور اس کے انکار پر تکفیر مسلمین کیوں؟ اگر آپ اب برانہ مانیں تو عرض کروں متعہ جیسے حیا سوز مسئلہ کی حرمت نبوی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ لوگ آج تک کیوں کوستے ہیں۔ اب نہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے اور نہ آپ کا اصول تقیہ باقی اور سچا رہا ہے پھر ڈر کیسا جرأت سے کام لے کر اپنی ہر مسجد، امام باڑہ اور کربلا کے ساتھ داراللمعہ بھی بنائیں اور اس کا رخیر کے ذریعہ اپنے مذہب کو خوب ترویج دیں۔ شیعہ تفسیر منہج الصادقین پ ۵ کے مطابق تین تین مرتبہ متعہ کرنے سے جب لاکھوں شیعہ (العیاذ باللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مثل وہم مرتبہ بن جائیں گے تو سب دنیا فتح ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۲۳: کیا کسی امت کا خلیفہ اجماع سے بھی ہوتا؟

جواب: مسئلہ خلافت پر نصوص اور مسلمانوں کا ایک امام پر اتفاق گذر چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد مشیت خداوندی سے جو بھی خلیفہ مناسب امتوں نے اس پر اتفاق و اجتماع کیا اور حضور کے خلیفہ کی بھی یہی شان تھی مگر افسوس کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار امتوں کی سنت کے برعکس۔ بعد میں پیدا ہونے والے فرقہ شیعہ نے متفق خلیفہ کا انکار کر کے نئی راہ ضلالت نکالی اور اتفاق کرنے والے سب صحابہ پیغمبر کو خارج از ایمان قرار دیا۔ کیا سابق کسی خلیفہ کا بھی امت کے کچھ لوگوں نے انکار کیا؟ کیا کسی پیغمبر کے اصحاب کو بھی امت نے مرتد بتایا؟ کیا ہی غضب کی بات ہے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام تو اپنے پیغمبروں کے جانشینوں اور اصحاب کو سب سے افضل مانیں مگر شیعہ اپنے پیغمبر کے خلفاء اور صحابہ کو مرتد و منافق کہیں؟ توبہ

ہاں اجماع اور شورائی سے انتخاب تاریخ سے بھی ثابت ہے۔ تاریخ ان

خلدون ص ۱۶۸ جلد دوم پر ہے و کان امرهم شوریٰ فیختارون للحکم من شاؤا
فی عامتهم و نارة یكون نبیا یدبرهم بالوحی و اقاموا علی ذالک نحوا من
ثلثمائة سنة. کہ حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد..... بنی اسرائیل کا معاملہ
شوریٰ پر چلتا تھا وہ حکومت کے لیے عام لوگوں سے جس کو چاہتے منتخب کرتے اور جنگ
کے لیے اسی طرح آگے کرتے مع ہذا ان کو معزول کرنے کا بھی اختیار تھا اور کبھی ان کا
حاکم پیغمبر بنتا جو وحی سے کام کرتا وہ تین سو سال اسی طرز پر رہے الخ۔ کیا انبیا کی
موجودگی میں یہ سلسلہ گمراہی کا تھا؟
سوال نمبر ۲۴: کلمہ طیبہ کی بحث۔

جواب: کلمہ طیبہ ہی اسلام کی بنیاد اور کفر و اسلام کا امتیازی ستون ہے۔ اگر قرآن پاک
میں یہ بھی نہ ہو تو پھر اور کیا ہو گا۔ مسلمانوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ۵ (پ ۲۶ ع ۶، ۱۲ میں مذکور ہے۔ شیعہ کا کلمہ باضافہ علی ولی اللہ
وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل خود ساختہ ہے۔ آیت ولایت انما ولیکم اللہ
ورسوله والذین آمنو (بلاشبہ (یہود کے مقابل) تمہارے دوست اللہ پاک اس کے
پیغمبر اور مومنین ہیں مائدہ ع ۸) سے ثابت نہیں ہے کیونکہ ایسا کوئی لفظ یہاں نہیں
ہے۔ اگر لفظ ولی سے بناتے ہو تو یوں بنتا ہے۔ لا ولی الا اللہ و محمد و المومنون۔
یا المومنون اولیاء ی نہ کہ علی ولی اللہ۔ اور اس طرح آیت و اولی الامر منکم
کی طرف کلمہ کی نسبت دردغ گوئی ہے۔ علی ولی اللہ یہاں کیسے؟ اس آیت سے مراد
مقتی عادل حکمران ہیں یا نڈر اور ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے علماء مجتہدین۔ شیعہ کے
آئمہ نہ خود مختار حاکم ہیں نہ صاف گو نڈر مجتہد وہ تو خائف و تقیہ باز تھے امام جعفر و باقر کا
فرمان ہے (التقیۃ من دینی و من دین آباء ی (اصول کافی ج ۲ ص ۲۲۲) (تقیہ
میرے باپ دادا کا مذہب ہے) کتب مناقب میں سے ریاض النضرہ ص ۵۱ کا جو حوالہ دیا
ہے خیانت صریح ہے۔ وہاں اخور رسول اللہ کے لفظ ہیں نہ علی ولی اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔
حضرت علی رضی اللہ کے برادر نبوی ہونے کا کوئی مسلمان منکر نہیں..... رہے تذکرۃ
الخواص کے حوالے تو یہ سبط ابن جوزی کی تالیف ہے۔ جو نہایت مجروح و غیر معتبر

ہے۔ یوسف بن فرغلی اس کا نام ہے۔ یہ باطن شیعہ تھا۔ اسی نے امام کے معصوم ہونے
کی شرط تذکرۃ الخواص میں لکھی ہے۔ لالچ میں پیسے لے کر حسب منشا عوام مسئلہ و کتاب
لکھ دیتا۔ اس پر تفصیلی جرح میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۳۲ اور منہاج السنہ ج ۲ ص
۱۳۳ پر ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں مناقب کی ضعیف کتابوں سے اصولی مسائل اور کلمے
طیبے ثابت نہیں ہوا کرتے۔ یہاں قرآن و سنت سے متواتر نصوص درکار ہیں ورنہ ہم بھی
ریاض النضرہ سے ایسے کلمے دکھا سکتے ہیں۔ مثلاً ص ۴۶ پر ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا۔ عرش الہی پر یہ کلمہ لکھا ہے۔ شیعہ
دوستو! کلمہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو مسلمان کرتے وقت پڑھاتے
تھے۔ اس میں توحید و رسالت کا اعتراف ہوتا تھا۔ کتب شیعہ سے شہادتین والے کلمہ پر
انبار لگایا جاسکتا ہے۔ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب ج دوم میں سے چالیس حوالے۔
میں پیش کر سکتا ہوں۔ فہل من مبارز، حضرت خدیجہ ابوزر اور حمزہ رضی
اللہ عنہم یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسی نے یہی کلمہ پڑھ کر جان
دی و حیات القلوب ج ۴ ص ۲۶۳، ۲۷۲، ۲۷۵ اور آئمہ اہل بیت شکم مادر سے باہر
آکر یہی کلمہ پڑھتے تھے (جلاء العیون)

رہا بیابح المودۃ کا حوالہ یہ بھی ہم پر حجت نہیں اس کے مصنف سلیمان بن
ابراہیم معروف خواجہ کلاں نے ۱۲۹۱ء میں شیعہ سنی کتب مناقب سے ہمہ قسم کی
رطب و یابس روایات جمع کر دی ہیں۔ اور یہ باطن شیعہ ہیں کتاب ہذا سے ان کے عقائد
واضح ہیں کہ باب نمبر ۸۳ میں امام مہدی کو زندہ مان کر غائب بتایا اور بارہ خاص و کلا کے
نام بتائے ہیں جو بقول شیعہ ان سے ملاقات کرتے ہیں باب نمبر ۸۶ میں امام مہدی کو
حسن عسکری کا بلا واسطہ بیٹا ثابت کیا ہے۔ باب نمبر ۹۳ میں یہ بتایا ہے کہ حضور کے ۱۲
عدد وصی مفترض الطاعہ ہیں جن کے اول حضرت علی المرتضیٰ اور آخری محمد مہدی ہیں
جو مخالفین سے قتال کرے گا (حوالہ حدیث ثقلین نمبر ۱۹۸ از مولانا محمد نافع) نماز اہل
سنت میں ہاتھ باندھنا فصل لربک وانحر (اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور ہاتھ
باندھیں) بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ اور وضو کی صحیح ترتیب آیت وضو سے ثابت ہے۔ رہیں

نام نہاد اہل سنت کی بدعات۔ قوالی، قبروں پر حال کھیلنا۔ طبلے کی سرتال پر سربازنا، گیارہویں شریف عرس شریف، بہشتی دروازوں سے گذرنا تو یہ جملہ کے کام ہیں۔ مستند علماء اہل سنت ان کے قائل نہیں۔ درحقیقت یہ تارک شریعت محمدی فرقہ کے ماتمی مجالس و جلوس میں شرکت کی تاثیر اور صدائے بازگشت ہے۔

محبت صالح ترا صالح کند

محبت بدعتی ترا بدعتی کند

اگر آپ لوگ اب بھی قرآن و حدیث اور ارشادات آئمہ کی ان تصریحات کو نہ مانیں۔ تو فان تولوا فان الله لا يحب الکافرين۔ پیش نظر رہے۔ وما علينا الا البلاغ۔ ختم شد۔

شیعہ سے چند سوالات

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

سوال نمبر ۱: پ ۲۰ ع ۱ کی آیت میں یہ تصریح ہے کہ خشکی اور تری میں گمشدہ گوں کو راہ دکھانا اور آسمان و زمین سے لوگوں کو رزق دینا۔ مضطر کی دعا کو قبول کرنا اور مصیبت ٹال دینا اور ہر ذرے کا عالم الغیب ہونا اور ہر چیز پر قادر ہونا الہ کے کام ہیں جو صرف اللہ آسمان و زمین کے خالق کا خاصہ ہے۔ جیسے:

امن يجب المضطر اذا دعاه و يكشف السوء اور قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله۔ نیز پ ۱ سورۃ انبیاء ۶۱۵ میں بھی یہ صراحت ہے کہ حضرت نوح، ابراہیم، لوط، داؤد، سلیمان، ایوب، اسماعیل، ادریس، زاکر، یونس، زکریا انبیاء علیہم السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اسی نے ان کی حاجات پوری فرما کر اپنی رحمتوں میں داخل کیا۔

مگر آج عام و خاص شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاجت روا مشکل کشا، روزی رسا، دافع بلیات، غیب دان ہر چیز پر قادر بلکہ انبیاء علیہم السلام کے

مددگار اور دشمنگیر رہے ہیں جیسے کہ تاریخ الاممہ ص ۵۲ پر ہے۔ رسولوں کی ہوئی حاجت ردائی۔ علی نے کی نوح کی ناخدائی۔ مکہ یونس کی دریا کے اندر۔ کیا یعقوب کو یوسف سے آگاہ۔ کی ایوب کے زخموں کی واہ۔ عطا کی خضر کو الیاس کی راہ۔ جب ابراہیم کی چاہی اہانت (العیاذ باللہ) علی نے کی علی نے کی اعانت۔ علی کا معجزہ ایک ایک ہے نادر۔ علی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر۔

سوال یہ ہے کہ شیعہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے کھلے منکر تو نہیں۔ اور کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ الوہیت کے مقام پر نہیں بٹھا چکے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بقول کے۔

جو عرش پر مستوی تھا خدا ہو کر

وہ کوفہ میں اتر پڑا حاجت روا ہو کر

سوال نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور آپ کی پیروی کو فرض قرار دیا۔ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ اطاعت پیغمبر آپ کے زمانے میں واجب تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض ہے۔ وہی حجتہ اللہ اور حلال و حرام میں مختار ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حیثیت تسلیم نہ کی اور براہ راست رسالت مآب سے شنیدہ ارشادات کے متبع رہے وہ شیعہ کے نزدیک دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ کیا شیعہ ”محمد رسول اللہ“ کے منکر نہیں؟ کہ تعلیم رسالت کے بجائے تعلیم امام پر عمل کرتے اور آخری حجت صرف انہی کو مانتے ہیں۔

سوال نمبر ۳: حضرت جعفر صادقؑ مذہب شیعہ کے بانی فرماتے ہیں۔ ماجاء به علی اخذہ وما انتہی عنہ افتہی عنہ جری له من الفضل ماجری لمحمد (اصول کافی ص ۱۱ طبع لکھنؤ) جو علی رضی اللہ عنہ احکام شریعت لائے ہیں وہ میں لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکھتا ہوں۔ آپ کا وہی مرتبہ جو رسول اللہ کو ملا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ شان بیان کی ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہا کم عنہ فانتہوا۔ (حشر ۱) جو تم کو رسول حکم دیں وہ لو اور جس

سے وہ روکیں رک جاؤ۔ کیا شیعہ کے منکر رسول اور منکر ختم نبوت ہونے پر کسی اور دلیل کی بھی حاجت ہوگی؟

سوال نمبر ۴: اسلام کی پوری تاریخ میں لا الہ الا اللہ کے بعد کلمے کا دوسرا جز وقت کے پیغمبر کی نبوت و رسالت کا رہا ہے۔ جیسے آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ پیغمبر کی جانشین و امام کا کلمہ ہرگز نہیں بنایا گیا۔ خود قرآن پاک نے بھی۔ ”لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ“ (پ ۲۶-۶۷-۱۲) کی ہی تعلیم دی ہے۔ اور حضور ﷺ بھی توحید و رسالت کی شہادت کا کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے تھے۔ مثلاً ملاحظہ ہو (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷) (۵۶۵)

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسی پر جان دی (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۵۵-۶۵۷) شیعہ نے قرآن و سنت کے برعکس نیا کلمہ نکالا۔ اور حالیہ سکولوں کے نصاب دینیات میں متفقہ کلمہ کو درج نہ کرنے دیا۔ کیا خدا اور رسول کے کلمے کو ناقص کہنے والا اور اس کے ماننے والے کو مومن نہ جاننے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ اور کیا کلمہ میں اختلاف سے اسلام کے دو ٹکڑے نہیں ہو جاتے؟

سوال نمبر ۵:

قرآن پاک کی تعلیم میں عقیدہ آخرت کی غرض و غایت یہ ہے کہ ایمان و اعمال صالحہ پر جنت ملے گی اور کفر و نافرمانی پر جہنم۔ لتجزی کل نفس بما تسعی۔ (طہ ع ۱) (قیامت آئے گی تاکہ ہر جی کو اس کی اچھائی اور برائی کا بدلہ دیا جائے۔ مگر شیعہ کا قطعی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی بنا پر کسی بھی جرم میں ماخوذ نہ ہوں گے اور قطعی جنتی ہیں۔ (مجالس المؤمنین ص ۳۸۲) حب علی حسنة لا تضر معها سيئة یعنی علیؑ سے اگر محبت ہو تو کسی گناہ سے نقصان نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ سب سے زیادہ فاسق اور گناہوں پر جری ہوتے ہیں۔ کیا شیعہ نے عقیدہ آخرت اور مجازات اعمال کا انکار نہیں کر دیا؟

سوال نمبر ۶: ارشاد خداوندی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱)

کے مطابق قرآن کریم۔ لوگوں کی دست برد اور تحریف سے تاقیامت محفوظ رہے گا اور سب شریعت کا اسی پر دار و مدار ہے۔ مگر شیعہ کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی بیشی ہو گئی۔ اس میں کفر کے ستون قائم کر دیے گئے اور اصلی قرآن امام غائب ممدی کے پاس ہے (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۸) پر ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ سوائے کذاب کے لوگوں میں سے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سارا قرآن کریم جیسے اتر ا تھا موجود ہے۔ قرآن کریم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعد والے آئمہ کے سوا کسی نے نہ جمع کیا نہ محفوظ کیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (مجالس المؤمنین ص ۳۴۵، احتجاج طبرسی۔ فصل الخطاب) شیعہ جب قرآن کریم کی صداقت و صحت کے ہی منکر ہیں تو وہ کس طرح اتباع قرآن کا دعویٰ کرتے یا اسے اپنے مذہب کی اساس قرار دیتے ہیں؟

سوال نمبر ۷: رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انا کل شیء خلقناہ بقدر (قمر ع ۳) ہر چیز کو ہم نے اندازے سے پیدا کیا و کل شیء عنده بمقدار (رعد ع ۳) اور ہر چیز اللہ کے ہاں اندازے سے ہے۔ ان آیات سے عقیدہ تقدیر واضح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اچھی یا بری چیز اللہ کے علم سے واقع ہوتی ہے اور وہ ازل سے ہر خیر و شر کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اللہ کے علم و قدرت کے خلاف واقع نہیں ہو سکتی۔ شیعہ اس کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک صرف خیر کا پیدا کرنا اور از خود پیدا شدہ شر کو ہٹانا اللہ کے ذمے واجب ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ اس نے شر محض شیطان کو کیوں پیدا کیا۔ ظالموں کو آئمہ اہل بیت اور ان کے شیعوں پر کیوں مسلط کیا۔ حتیٰ کہ خیر محض حضرت ممدی دشمنوں کے خوف سے تاہنوز چھپے ہوئے ہیں۔ کیا شیعہ یہ عقدہ حل کرویں گے؟ سوال نمبر ۸: اصول کافی ج ۱ ص ۱۹۶ پر ہے کہ امام ابو الحسنین نے فرمایا۔ ارشاد ربانی یریدون ان یطفنوا نور اللہ بافواہم (توبہ ع ۵) مخالف یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونک سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار گذرے، میں نور سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قیام مراد ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب اللہ نے اتنی تاکید کے ساتھ قیام خلافت مرتضوی کی بشارت دے دی

تو پھر کیوں وہ دشمنوں نے آپ سے چھین لی۔ حتیٰ کہ عمر بھر آپ کو تقیہ کرنا اور مذہب تک چھپانا پڑا۔ کیا خدا کا وعدہ غلط تھا۔ یا وہ دشمن خدا سے بھی زیادہ طاقتور تھا۔ (العیاذ باللہ)
سوال نمبر ۹: خلافت مرتضوی پر شیعہ کی سب سے بڑی نص من کنت مولاه فعلی مولاه: جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔ (یہ خبر انشاء نہیں) بالاتفاق سنی شیعہ حضور ﷺ کی طرح آپ کے بعد جانشین علمی و عملی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بنے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بن سکے۔ فرمائیے پیغمبر صادق کی یہ نص اور خبر خلافت کیوں باطل ہوئی؟

سوال نمبر ۱۰: وفات معصوم کے بعد فی الفور اس کا وصی اپنا عمدہ سنبھالتا اور اعلان کر کے لوگوں سے بیعت لیتا ہے (جلاء العیون ص ۲۱۹) اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی و امام تھے تو کیوں اپنا عمدہ سنبھالنے میں دیر کی۔ حتیٰ کہ انصار کے اجتماع کے پیش نظر مہاجرین و (انصار) کو حضرت ابو بکر رضی اللہ کا انتخاب کرنا پڑا اور بقول شیعہ نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ و آئمہ اپنے حق سے محروم رہے بلکہ محمدی اسلام ہی ملیا میٹ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بیدار مغز اور غیب دان بزرگ نے کیوں سستی کی۔ امامت کا چارج لینے کے بعد بھی تجہیز و تکفین ہو سکتی تھی۔

سوال نمبر ۱۱: اصول کافی ص ۸۷ پر ہے کہ زمین کسی وقت امام سے خالی نہیں رہتی تاکہ اگر مسلمان دین میں اضافہ کریں تو وہ رد کر دے اگر کمی کریں تو پوری کرے بقول شیعہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ نے دین میں بہت کمی بیشی کی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۳۰ سالہ زندگی میں تقیہ توڑ کر اظہار حق اور تکمیل دین کا فریضہ امامت کیوں

سرا انجام نہ دیا۔

سوال نمبر ۱۲: شیعہ حضرت علی رضی اللہ کو صحابی کی حیثیت سے حجۃ اللہ نہیں مانتے بلکہ بعد از پیغمبر امام ہونے کی حیثیت سے حجۃ اللہ اور واجب الاتباع مانتے ہیں۔ تبھی تو ۹ اور بزرگوں کو آپ کا ہم رتبہ مانتے ہیں تو شیعہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد نبوی کے صحابیانہ اوصاف و کمالات سے اپنی تقاریر نہ بنائیں بلکہ بعد از وفات تقیہ والی ۳۰ سالہ زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور حضرت جعفرؑ کے بجائے

شریعت کی روایت آپ سے کریں۔

سوال نمبر ۱۳: زمانہ کے امام کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ پوری شریعت اس سے سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ قطع نظر اس سے کہ ہر امام تقیہ کرتا تھا اور اس سے کما حقہ شریعت حاصل کرنا ناممکن تھا۔ امام العصر حضرت مہدی ۱۴۵۵ سال سے غائب ہیں۔ اور کوئی شخص ان سے احکام شرع حاصل نہیں کر سکتا، تو اس تمام عرصہ میں لاکھوں شیعہ غیر معصوم ذاکروں و مجتہدوں سے شریعت سیکھ کر کیوں گمراہی پر وفات پا رہے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴: جب امامت رسالت کی طرح منصوص عمدہ ہے۔ امام واجب الاتباع اور معصوم بھی ہوتا ہے وہ حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے اور ہر امام کو اپنے اپنے زمانہ کے لیے کتاب بھی ملی ہے تو ہر امام کا مذہب و شریعت دوسرے سے جدا ہے جو پچھلے امام کے شیعہ کے لیے حجت نہیں بن سکتا جیسے شریعت موسوی امت محمدیہ کے لیے حجت نہیں۔ بنا بریں امام العصر کے شیعہ حضرت باقر و جعفرؑ کے اقوال سے کیوں تمسک کرتے ہیں۔ کیا وہ کھلی گمراہی میں نہیں۔ ان کو تو فقط امام مہدی سے شریعت سیکھنے کا حق ہے۔ (واللہ المہادی)

مراجع و مصادر

کتب اہل سنت قرآن کریم، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، ابوداؤد، البہاری و النہایہ، تاریخ طبری تاریخ ابن خلدون، عدالت حضرات صحابہ کرام، تاریخ اسلام نجیب آبادی، تحفہ اثنا عشریہ، الفاروق، المنتہی من المنہاج، ازالہ الخفاء، میزان الاعتدال، عمدۃ القاری، مجمع الزوائد، سیرت النبیؐ، موضوعات کبیر، رد المحتار شامی، سیرت ابن ہشام، سیرت عائشہؓ حیات الصحابہ برائے طبقات ابن سعد و کنز العمال، چنان سیرت، مشکوٰۃ، خلفاء راشدین از علامہ لکھنوی، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، طحطاوی، نیل اللوطی و موطا مالک، تاریخ الخلفاء، منصب امامت، کشف الاسرار برائے اعلام الوری، عیقات کتب شیعہ، اصول کافی، فروع کافی، ردغہ کافی، منہج البلاغہ، تفسیر مجمع البیان، منہج الصادقین، مجالس المؤمنین، تفسیر قمی، ترجمہ مقبول، حدیث نقلین، کشف الغمہ، حیات القلوب، جلاء العیون، انسخ التواریخ، درہ بھنیہ، فیض الاسلام نقی شرح منہج البلاغہ، تنقیح المقال، تاریخ اسلام سید امیر علی شیعہ، احتجاج طبرسی، رجال کشی۔

مضامین سوالات کی اجمالی فہرست

نمبر شمار	مضامین	سوال نمبر	صفحہ
۱	مذہب سیدی تئیس اور درایع نبوت	۱۰ ۳ ۱	۴
۲	مذہب اہل بیت و اہل باغوت	۲۰ " ۱۱	۹
۳	اصناف الوہیت اور مذمت شرک	۳۰ " ۲۱	۱۳
۴	سیدنا حضرت حسینؑ کی شہادت کا المیہ	۳۳ " ۳۱	۱۶
۵	ما تم اور رسوم عزاداری کی تحقیق	۴۲ " ۴۴	۱۷
۶	ایمان بالرسول کی حقیقت اور اس پر شیعی شکوک و شبہات	۴۶ " ۴۳	۲۲
۷	قرابتداران پیغمبرؐ کے متعلق شیعہ عقائد	۵۰ " ۴۷	۲۳
۸	مذہب نبوت و ہدایت کا ایک گونہ انکار	۵۲ " ۵۱	۲۶
۹	قرآن پاک کے متعلق شیعہ عقیدہ	۵۷ " ۵۵	۲۸
۱۰	توحید اہل بیت کرامؑ	۶۰ " ۵۸	۳۰
۱۱	فضائل خلفائے راشدینؓ	۷۱ " ۷۱	۳۲
۱۲	انتخاب خلیفہ کا اسلامی طریقہ	۷۵ " ۷۲	۳۷
۱۳	حضرت علیؑ کی خلافت و امامت	۷۹ " ۷۶	۳۸
۱۴	حضرت حسنؑ و محمدؑ کی خلافت	۸۱ " ۸۰	۴۰
۱۵	لفظ آل و اہل بیت کا شرعی معنی و مسدق	۸۸ " ۸۲	۴۱
۱۶	چند اختلافی فقہی مسائل	۹۳ " ۸۹	۴۴
۱۷	ایمان الہدایہ، اقلیدہ، متعہ وغیرہ	۱۰۰ " ۹۴	۴۶

خلافت راشدہ
زندہ باد

یا اللہ
جبار الحقہ وزمق الباطل ان الباطل کار



ہادیان اسلام حق چار یار

شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات

مصنف
مولانا حافظ مہر محمد میاں نوالوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

شیعہ حضرات سے ایک سوالات

پڑا جو دل جلوں سے کبھی تجھے کام نہیں

جلا کے راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

مذہب شیعہ کی تحقیق اور ذرائع ثبوت

سوال ۱: شیعہ کسے کہتے ہیں؟ ایسی جامع تعریف کریں کہ کوئی ناجی فرد اس سے غارت نہ ہو اور نجات کا غیر مستحق اس میں شامل نہ ہو واضح رہے کہ شیعہ دسیوں فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اصولی اختلاف کی وجہ سے ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ صرف امامیہ کے ۳۹ فرقے ہیں۔ چند موجودہ بڑے فرقوں کے نام یہ ہیں۔ کیسانبیہ، مختاریہ، زیدیہ، اسماعیلیہ (آغاخان)، جعفریہ، اثنا عشریہ۔ امام جعفر صادق کا ارشاد ہے۔

اس امت کے ۳۷ فرقوں میں سے ۱۳ ہماری ولایت و محبت کے دعوے دار ہیں ان میں سے ۱۲ اونٹن ہیں ہوں گے صرف ایک جنت میں ہوگا۔ باقی نوگوں کے ۶ فرقے بھی جہنمی ہیں (ص ۲۲۴ روشہ کالی)۔

براہ مہربانی ناجی شیعہ کی علامات و خصوصیات بیان کریں کہ دوسرے فرقوں کو اعتراض نہ ہو۔

سوال ۲: اثنا عشری فرقہ کب وجود میں آیا؟ اسکے آنے سے سالبہ تمام فرقے کیسے جھوٹے ہو گئے؟ ایرانی شیعہ عالم مرزا ابوالحسن شعرانی لکھتے ہیں: کہ امام بخاری اور امام کے زمانے میں (تیسری صدی) ہمارا فرقہ اثنا عشریہ کے نام سے معروف نہ تھا۔ (مقدمہ کشف الغمہ) اگر بارہویں امام کی آمد پر شیعی اسلام کی تکمیل ہوئی تو سابق ناقص الاسلام اصحاب علی و اصحاب حسنین کا کیا ان سے کم رتبہ ہوا اگر یہ خیال ہو کہ ۱۲ امام کا: جمال عقیدہ پہلوں کا بھی تھا تو ان کے کچھ شیعہ سب ایک قسم کے قوم تھے ہیں کہ جنہوں نے سلوۃ و السلام کی بغت و رسالت کا عقیدہ سالبہ ازام کا بھی جزو ایمان تھا پھر اب مسلم یہود و نصاریٰ کی تقریب ختم کر کے ایک قوم کہلا چاہیے۔ اگر یہود و نصاریٰ اتباع رسول نہ کرنے سے غیر مسلم ہیں تو امام عصر (مدنی) کے عقیدہ کے باوجود انہی اتباع نہ کرنے سے شیعہ کیسے اثنا عشری ہوئے۔

سوال ۳: کیا شیعہ مذہب کے داعی پیغمبر بنے؟ کوئی شیعہ اس کا قائل نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ کے تمام صحابہ و پیروکاروں کو شیعہ مرتد و منافق کہنے کے بجائے مسن و شیعہ مانتے۔ کیا حضرت

علی و حسنین مذہب شیعہ کے داعی تھے؟ کوئی شیعہ اثنا عشری مذہب کے اصول و فروع ان سے بھی ثابت نہیں کر سکتا تبھی تو ان پر تفسیر کا الزام شیعہ لگاتے ہیں البتہ شیعہ اپنے مذہب کا معلم اول حضرت جعفر صادق کو مانتے اور جعفری کہلاتے ہیں مہلک بات یہ ہے جو مذہب پیغمبر اور صحابہ اہل بیت سے ثابت نہ ہو۔

سوال ۴: کیا امامت علی کا پرچار صحابہ کرام سے بیزاری، ان کی بدگوئی کرنا اور ایمان سے خارج ماننا شیعہ مذہب میں ضروری ہے اگر یہ باتیں شیعہ کا عین ایمان ہیں تو ان کے موجد حضرت جعفر صادقؑ نہ تھے۔ ایک دشمن اسلام یہودی تھا۔ شیعہ کے معتمد عالم علامہ کشی رقم طراز ہیں: "بعض اہل علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ مسلمان بن کر حضرت علیؑ سے محبت کرنے لگا وہ اپنی یہودیت کے دوران بھی غلو سے کہتا تھا کہ حضرت یوشع موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں، تو دوران اسلام حضرت علیؑ کے متعلق دسی و امام (بدافضل) ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؑ کی امامت کو فرض (وجز و ایمان) بتایا۔ آپ کے سیاسی مخالفین سے تبرک کیا۔ ان کی خوب تڑپیں کر کے ان کو کافر تک بتایا یہیں سے مخالفین شیعہ کہتے ہیں:

اصل التشیع والرفض ماخوذ من اليهودیۃ کذہب شیخ کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے (رجال کشی) ۱

سوال ۵: کیا شیعہ اعتقاد میں حضرت علیؑ مافوق الاسباب، مشکل کشا، حاجت روا، روزی رسا، مختار کل، عالم الغیب اور اوصاف بشریت سے بالابت کچھ تھے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو حضرت علیؑ کے رب و مشکل کشا ہونے کی یہ تعلیم اسی یہودی نے دی۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "عبداللہ بن سبا پر اللہ کی لعنت ہو اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام میں اوصاف یہودیت کا دعویٰ کیا۔ اللہ کی قسم حضرت علیؑ اللہ کے عاجز و طالع بندے تھے۔ جو ہم پر جھوٹا باغی ہے اس پر تباہی ہو ایک قوم (شیعہ) ہمارے متعلق وہ کچھ کہتی ہے جو ہم اپنے متعلق نہیں کہتے ہم ان سے بیزاریں، ہم ان سے بیزاریں۔ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں (رجال کشی ص ۱۷۷)

سوال ۶: اگر "یا علی مدد" کے نعرے، آپ کو غیب دان، مختار کل اور شکل انسانی میں نوریں نور اللہ ماننے میں کفر و شرک اور یہودیت و نصرانیت کے ساتھ ہم رنگی نہیں تو حضرت زین العابدینؑ کیوں کیوں فرماتے ہیں: "یہود نے حضرت عزیرؑ سے محبت کر تو ان کے متعلق بہت کچھ کہنے لگے حضرت عزیرؑ کا

نہ ان سے کچھ تعلق ہے نہ ان کا آپ سے۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ سے محبت کی تو انہوں نے بھی آپ کے حق میں بہت کچھ کہا حضرت عیسیٰ کا ان سے اور ان کا آپ سے کچھ تعلق نہیں بلاشبہ ہم اہل بیت سے بھی یہی معاملہ ہوگا کہ ہمارے شیعہ کی ایک قوم ہم سے محبت کرے گی تو ہمارے حق میں وہی باتیں کہے گی جو یہود نے حضرت عزرائیل اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کیں۔ نہ وہ ہم میں سے ہیں نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے (رجال کشی ص ۹۷)

سوال ۷: بالفرض اگر مانا بھی جائے کہ مذہب شیعہ حضرت جعفر کی تعلیم سے ہے تو ان سے کس نے روایت کر کے ہم تک پہنچایا ظاہر ہے کہ بعد والے بالترتیب چھ امام تو راوی نہیں نہ پنجالہ غائب ہونے والے بارہویں مہدی العصر نے کسی کو کہا نہ یا تا کہ اثنا عشری اصول پر دین کا ماخذ باہواں امام ہوتا۔ یہیں سے اثنا عشریہ، اسمعیلیہ، واقفہ (امام جعفر کے بعد کسی کو امام نہ ماننے والے) عملاً ایک نظر آتے ہیں شیعہ بن کر حضرت صادقؑ پر لوگوں نے ہزاروں احادیث افزا کیں جیسے مقدمہ رجال کشی میں ہے۔ "آئمہ بھی ان لوگوں سے بچ نہ سکے جنہوں نے اپنے آپ کو اصحاب آمد میں گھسیڑ کر ان پر جھوٹ گھڑنا شروع کر دیا۔ من گھڑت حدیثیں آپ سے روایت کیں، بہت سی بدعتیں اور گمراہ عقائد ایجاد کیے حتیٰ کہ ان میں سے بعض دجالوں نے ہزاروں حدیثیں بنائیں اور اس امام کی طرف منسوب کیں جس نے ان کا ایک حرف بھی منہ سے نہ نکالا۔ (تقدیم ص ۲۱ بقلم سید احمد الحسینی ایرانی)

سوال ۸: یہ ہے آئمہ معصومین سے وہ کون سے معصوم راوی ہیں یا علماء جرح و تعدیل میں سے وہ کون سے معصوم مؤلفین ہیں جن کی روایت یا تحقیق پر اعتماد کر کے مذہب شیعہ کو سچا مانا جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا یہ بہتر نہیں کہ پیغمبر معصوم کے تمام ارشادات کو عادل صحابہ کرامؓ... جو قرآن کے بھی جامع و راوی ہیں کے توسط سے ثقہ مؤلفین صحاح ستہ کی کتب سے ثابت اور واجب العمل سمجھا جائے.... جن کی ثقاہت و دیانت پر تمام لوگوں کا اتفاق رہا ہے۔

سوال ۹: امام جعفر صادقؑ سے شیعہ مذہب کے مرکزی اور ہزاروں احادیث کے راوی ہیں۔ زرارہ بن اعین، ابوبصیر مرادی، محمد بن مسلم، برید بن معاویہ عجل۔

امام جعفر صادقؑ کی طرف منسوب ہے۔ آپ نے فرمایا، اگر زرارہ اور اس کے ساتھی نہ ہوتے تو میرے باپ کی احادیث مٹ جاتیں۔ نیز آپ نے فرمایا میں ان چار کے سوا کسی کو نہیں پاتا جس نے

ہمارا ذکر اور میرے باپ کی احادیث کو زندہ کیا ہو اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی شخص دین کا مسئلہ نہ جان سکتا یہ وہ حفاظ حدیث اور خدا کے حلال و حرام پر امین ہیں جو دنیا و آخرت میں ہمارے سابقین ہیں۔ (رجال کشی ص ۹۱-۹۲)

اب ذرا ان کی مذہبی پوزیشن ملاحظہ ہو۔

زرارہ امام باقرؑ کو رحمۃ اللہ کننا تھا اور امام صادقؑ سے منحرف تھا کیونکہ حضرت صادقؑ نے اس کی رسولیوں کا پردہ چاک کیا تھا۔ امام ابوالحسن کہتے ہیں استطاعت میں زرارہ کا مذہب بالکل غلط تھا۔ (رجال کشی ص ۹۶)

برایت ابوبصیر امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ اسلام میں جو بدعتیں زرارہ نے نکالیں اور کسی نے نہیں نکالیں اس پر اللہ کی لعنت ہو دوسری روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے اس پر تین دفعہ لعنت کی۔ (رجال کشی ص ۱۰۱) ایک روایت میں فرمایا زرارہ یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور ان سے بھی خدائے تیں۔ (کشی ص ۱۰۱) ابوبصیر امام کو لالچی اور شکم پرست جانتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت صادقؑ نے اندرانے کی اجازت نہ دی تو بولا: اگر مارے پاس ملوے کا تھاں ہوتا تو اجازت مل جاتی اسی اثنا میں کہتے ابوبصیر کے منہ میں پیشاب کر دیا۔ ایک غیر محرم عورت کو قرآن پڑھاتا تھا۔ ایک دفعہ ہاتھ کے اشارہ سے ٹھوناک مذاق کیا تو امام نے بروک دیا۔ (رجال کشی ص ۱۱۱)

محمد بن مسلم کے متعلق امام صادقؑ نے فرمایا اللہ کی اس پر لعنت ہو یہ کہتا ہے کہ خدا کسی چیز کو نہیں جانتا جب تک واقعہ نہ ہو جائے نیز فرمایا اپنے دین میں فریب کرنے والے ہلاک ہو گئے زرارہ، برید، محمد بن مسلم، اسمعیل جعفی (رجال کشی ص ۱۱۲) برید بن معاویہ عجل کے متعلق امام نے فرمایا: برید پر اللہ کی لعنت ہو۔ (رجال کشی ص ۱۵۶)

فرمائیے ایسے کذاب ملعون، بد اعتقاد، یہود و نصاریٰ سے بدتر لوگوں سے جو دین مروی ہو وہ کیسے سچا ہوگا؟

سوال ۹: اگر حضرت صادقؑ اور آپ کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کی نص کر دی تھی تو کیا وجہ ہے کہ آپ کے راوی اصحاب عصمت تو کجا، اطاعت، عدالت، راست گوئی اور تقویٰ سے بھی مشرف نہ ہو سکے۔ عرف تین شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ایک سچے آدمی شریک بن مفضل نے حضرت صادقؑ سے سنا فرماتے ہیں "مسجد میں کچھ لوگ ہیں جو ہم کو امام، اور خود کو شیخ مشہور کرتے ہیں یہ لوگ نہ ہم سے ہیں نہ ہم ان سے ہیں ان سے چھپ کر پردہ پوشن ہوتا ہوں وہ میری پردہ درسی کرنے ہیں کتے ہیں امام، امام، خدا کی قسم میں صرف اس کا امام ہوں جو میرا فرمانبردار ہو، جو نافرمان ہو اس کا امام نہیں ہوں، کیوں میرا نام لیتے ہیں خدا ان کو اور مجھے ایک جگہ جمع نہ کرے (روشنہ کافی ص ۳۷۷)

۲۔ ابو یعفر نے امام صادقؑ سے کہا میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو آپ کے امام نہیں مانتے اور فلاں فلاں (ابوبکر و غیرہ) کو امام مانتے ہیں یہ بڑے امانت دار سپہ اور وفادار ہوتے ہیں اور جو آپ لوگوں سے تو لار کھتے ہیں ان میں وہ امانت، وفاداری اور راست گوئی نہیں ہے؟ امام سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور غضب ناک ہو کر کہنے لگے جو امام جائز کو خلیفہ مانے اس کا نہ کوئی دین ہے نہ وہ خدا کا کچھ لگتا ہے اور جو امام عادل کو مانے اس پر دان گناہوں کی وجہ سے کسی قسم کی گرفت نہیں۔ (سبحان اللہ)۔ (اصول کافی ج ۱ ص ۳۷۷)

۳۔ رجال کشی مثلاً پر ہے کہ شیعوں نے امام صادقؑ سے ایسا آدمی مانگا جو دین و احکام میں مرجع ہو ان کے اصرار پر آپ نے مفضل کو بھیجا کیونکہ یہ اللہ پر سچ بولے گا۔ کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر یہ کہنا شروع کر دیا یہ نماز نہیں پڑھتے، بنید شراب پیتے ہیں حرام میں مرد و عورت شنگے نہاتے ہیں، ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور مفضل ان کے ساتھ اور قریب ہوتا ہے۔

سوال ۱: حضرت باقر و صادقؑ شارب دین تھے (شریعت ساز) یا راوی دین اگر شارب و ملال و حرام میں مختار تھے تو نبوت کے ساتھ کھلا شرک ہوا۔ اگر راوی دین تھے تو راوی کے لیے عصمت کا اصول کس نے ایجاد کیا ہے جب کہ آپ کو اپنے شاگرد بھی غیر معصوم صرف نیکو کار عالم جانتے تھے۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں: "احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کی جماعت جو آئمہ علیہم السلام کے زمانے میں ہوئی وہ ان کی عصمت دگنا ہوں سے پاکہ امنی کا اعتقاد نہ رکھتے تھے بلکہ وہ ان کو نیکو کار علما میں سے جانتے تھے جیسے رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے۔ مع هذا آئمہ علیہم السلام ان کو مومن و عادل کہتے تھے۔ (حق الیقین)

صداقت مذہب اہل السنۃ والجماعۃ

سوال ۱: مدعیان اسلام میں تین بڑے بڑے فرقے ہیں (شیعہ، خارجی، سنی) ان کے متعلق پیش گوئی حضرت پیغمبرؐ خدا نے کر دی ہے جیسے کہ نبی البلاغہ قسم اولؑ پر حضرت امیر کا خطبہ موجود ہے: یہیے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے محبت ناحق و کفر و شرک تک پہنچائے گی اور حد سے زیادہ نفرت رکھنے والا جسے نفرت ناحق (نفاق و نفی ایمان) تک پہنچائے گی۔ میرے متعلق سب سے اچھے حال والے وہ لوگ ہوں گے جو درمیانی راہ چلتے ہیں پس تم ان کی اتباع لازم پکڑو اور اس سواد اعظم (عظیم اکثریت) سے چمٹے رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہوتا ہے۔ تفرقہ اور جدا ہوتے سے بچو۔ کیونکہ سب لوگوں سے الگ چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے جیسے ریوڑ سے علیحدہ بکری بھیڑ نیچے کے ہاتھ لگتی ہے سوا! جو علیحدگی کا داعی ہو اسے قتل کرو اگرچہ میری پگڑی کے نیچے ہو! تاریخ شاہد ہے کہ شیعہ اور خارجی دونوں فرقے عظیم اکثریت سے الگ اور افراط و تفریط کا شکار چلے آ رہے ہیں، کیا مذہب اہل سنت کی صداقت پر اس سے زیادہ واضح فیصلہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟

سوال ۱۲: یہ مشاہدہ ہے کہ اللہ کی سب سے افضل کتاب قرآن مجید کو اہل سنت ہی نے سینہ سے چٹایا، وہی لاکھوں کی تعداد میں حافظ و قاری ہیں اس کے مقابلے میں شیعہ کا تناسب کچھ بھی نہیں۔ (التادیر کا معدوم) رمضان میں انہی کی مساجد قرآن مجید سننے سننے سے آباد رہتی ہیں۔ اپنے مردوں کو قرآن کا ایصال ثواب یہی کرتے ہیں۔ شیعہ تو بے دین ذاکروں سے مجلس ماتم پڑھا کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں اصول کافی کتاب فضل القرآن سے امام باقرؑ کی یہ حدیث ملاحظہ ہو: فرمایا: "اے سعد قرآن یکھو، قرآن قیامت کے دن سب سے بہتر شکل میں آئے گا اور لوگ دیکھیں گے۔ سب لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی۔ اسی ہزار صف صرف امت محمدیہ (قرآن خوانوں) کی ہوں گی اور چالیس ہزار صفیں اور سب امتوں کی ہوں گی۔" یہ کثرت صرف سنی المسلمان قرآن خواں امت کی ہوگی۔ شیعہ کبھی نہیں ہو سکتے کیونکہ سب آئمہ کے تمام اصحاب و شیعہ چند صد سے متجاوز نہ تھے جیسے رجال کشی مثلاً قلت اتباع الہدیت کے سلسلے میں ہے۔

”کہ قیامت کے دن منادی ندا دے گا محمد بن عبد اللہ کے حواری کہاں ہیں جنہوں نے عہد شکنی نہ کی اور قائم رہے تو حضرت سلمان، مقدا اور ابو ذر رضی اللہ عنہم اٹھیں گے۔ حضرت علیؓ وحی رسولؐ کے۔ عمرو بن الحق، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ التمار اور اویس قرنی رحمہم اللہ اٹھیں گے۔ حضرت جن بن علیؓ کے حواریوں میں سفیان بن ابی لیلیٰ، مذیفہ بن اسید غفاری ہوں گے۔ حضرت حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ آپ کے ہمراہ شہید ہونے والے (۷۲) ساتھی ہوں گے۔ علیؓ بن حسینؓ کے حواری جبیر بن مطعم، یحییٰ بن ام الطویل، ابو خالد کابلی، سعید بن المسیب ہوں گے۔ حضرت باقرؓ کے حواری عبد اللہ شریک زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، عبد اللہ بن ابی یعفور، عامر بن عبد اللہ جحر بن زائدہ اور حران بن اعین ہوں گے۔ پھر منادی ندا دے گا۔ باقی آئمہ کے باقی سب شیعہ کہاں ہیں؟ (تو کسی کے اٹھنے کا ذکر روایت میں نہیں۔)

تویہ (۹۴ حضرات) جمع ہونے والے پہلے سابق و مقرب ہیں اور پیروکاروں میں سے ہیں۔ کیا اہل السنۃ والجماعۃ سوا داعظم کی حقانیت پر دنیا اور قیامت میں یہ نفس قاطع نہیں؟

سوال ۱۳ :- اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”ان اکرم عند اللہ اتقکم“ اللہ کے ہاں سب سے بڑا معزز تمہارا وہ شخص ہے جو تم سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: ”اے قریشیو! آدمی کا مرتبہ اس کے دین، شرافت، خوش اخلاقی اور عقل سے بڑا ہوگا۔ نیز فرمایا اے سلمان! سوائے تقویٰ کے تجھ پر کوئی فضیلت نہیں۔ (رجال کشی ص ۱۸) حضرت باقرؓ کا فرمان ہے۔ اللہ کے ہاں سب سے پیارا اور معزز وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار اور عمل کرنے والا ہو (اصول کافی ص ۱۷۱) اہل سنت اس تعلیم کی روشنی میں صرف تقویٰ اور عمل سے مرق مراتب کے قائل ہیں حسب نسب ثانوی چیز ہے۔ کیا مذہب سنی برحق ہے یا وہ مذہب شیعہ جو صرف فضیلت نبی کے قائل ہیں اور جو شخص اہل بیت کی طرف کسی قسم کی نسبت کرے اسے سب سے افضل اور پاک جانتے ہیں خواہ کتنا بڑا بدکار و بد عمل کیوں نہ ہو ملاحظہ ہو۔ (روضہ کافی ص ۱ - ۷ روایات)

سوال ۱۴ :- سنی و شیعہ میں سے کوئی شخص براہ راست امام وقت اور پیغمبر سے کسب فیض نہیں کر سکتا۔ شیعہ اپنے وسائل سے امام معصوم اور مطاع صرف اہل بیت کو جانتے ہیں اور اہل سنت اپنے وسائل سے رشتہ مؤدت و اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استوار کرتے

ہیں اور آپ ہی کو معصوم پیشوا قیامت مانتے ہیں۔ پیغمبر افضل ہیں یا امام اور اتباع پیغمبر سے کیا اہل سنت کی صداقت اظہر من الشمس نہیں ہے؟

سوال ۱۵ :- اہل سنت کا دین ہزاروں صحابہ کرام بشمول اہلبیت و اقربائے پیغمبرؐ کی روایت سے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوا پھر لاکھوں، کروڑوں تابعین، تبع تابعین و من بعدہم کی روایت سے ہم تک پہنچا جس کے متواتر اور یقینی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ عقل سلیم انسانی ہزاروں، لاکھوں افراد کو امر باطل پر متفق نہیں مان سکتی۔ اس کے برعکس شیعہ مذہب صرف چند افراد کے واسطے سے بطور تفسیر منقول ہوتا رہا۔ برسر عام آئمہ نے ان لوگوں کی تکذیب کی۔ وہ اپنی مخصوص مذہبی بات و عقیدہ کی تصدیق آئمہ سے کرا ہی نہیں سکتے تھے۔ ملاحظہ ہو: اصول کافی فروع کافی ص ۴۶ کہ مدینہ میں امام جعفر صادقؑ کے پاس شیعہ علانیہ نہیں آسکتے تھے۔ انصاف سے فرمائیے مذہب اہل سنت برحق ہوگا یا یہ شیعہ برحق ہوں گے۔

سوال ۱۶ :- ارشاد خداوندی ہے: ”کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو دین حق اور ہدایت دے کر اس لیے بھیجا:

لنظہر علی الدین کلمۃ دکنی باللہ۔ تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے شہیداً۔ (فتح)

سنی مذہب کے مطابق محمدی دعوت اور دین اسلام سب دنیا پر غالب ہوا۔ باطل ادیان اور ان کی حکومتیں خلاقاً پیغمبر کے سامنے نیست و نابود ہو گئیں اور وعدہ الہی سچا ہوا۔ اس کے برعکس اعتقاد شیعہ میں دعوت محمدی فیل ہو گئی چند نفوس کے سوا کسی نے قبول ہی نہ کی۔ ۴ اہل بیت اور جو چند نفوس مومن تھے وہ تفسیر اور خاموشی میں رہے بلکہ بقول شیعہ ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے نہ دین الہی پھیلا نہ اسے غلبہ ہوا۔ فرمائیے نص قرآنی اور اہل سنت کو سچا کہیں یا شیعہ انکار کو۔

سوال ۱۷ :- کتب شیعہ اور تاریخ میں حضور علیہ السلوۃ والسلام کی یہ پیشگوئی متواتر منقول ہے کہ خدق کی کھدائی کے موقع پر سخت چٹان نمودار ہوئی تین ضربوں سے وہ ٹوٹی اور۔ دفعہ روشنی ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: پہلی ضرب میں میرے ہاتھ میں مین کی، دوسری میں کسے غی

کی اور تیسری میں قیسر کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں یعنی اللہ ان کو میرے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ (حیات القلوب ص ۳۹۵) میں خود آپ کے عہد میں فتح ہوا اور کسریٰ و قیسر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں۔ کیا یہ فتوحات خلافت راشدہ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کی حقانیت پر فیصلہ صریح نہیں ہے۔ نیز حضورؐ نے قیسر و کسریٰ کے قاصدوں سے فرمایا تھا اپنے بادشاہوں کو کہ میری بادشاہی تمہاری آخری سرحدوں تک پہنچے گی اور قیسر و کسریٰ کی حکومت میری امت کے قبضے میں آئے گی انہیں کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کا ملک ان کے ہاتھ میں چھوڑنا ہوں۔ (حیات القلوب ص ۴۱۲)

کیا حضورؐ کا فتح قیسر و کسریٰ کو اپنی بادشاہی سے تعبیر کرنا۔ خلافت جو رکی پیش گوئی ہے یا خلافت حقہ راشدہ کی؟

سوال: اَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا نَزَلَ
اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْمَنَافِقِينَ إِلَّا دَهَى فِيمَنْ
يَمْتَحِلُ النِّبْتَاحَ - (رجال کشی ص ۱۹۳)
امام ابو عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اللہ نے منافقوں کے متعلق کوئی آیت نہیں اتاری
مگر وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو شیعہ ہونے کا دعویٰ
کرتے ہیں۔

گلمہ گویوں میں دہی قسم کے لوگ ہیں مومن یا منافق۔ جب حضرت جعفر صادقؑ نے شیعہ پر منافق ہونے کا فتویٰ صریح لگا دیا تو اہل سنت کا خود بخود مومن ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

سوال ۱۹:۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ثقلین کتاب اللہ اور سنت نبوی ہیں۔ شیعہ کے خیال میں کتاب اللہ اور اہل بیت ہیں جو لازم و ملزوم ہیں ایک سے جدائی اور محرومی دوسری سے جدائی ہے۔ اہل سنت کے دلائل وہ سینکڑوں آیات قرآنی ہیں جن میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ دسیوں آیات میں پیغمبر کی نافرمانی اور اعراض سے ڈرایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع کے خطبہ میں قرآن کا نام لیا ہے کہ اس چیز کو پکڑو گے تم گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب خدا ہے۔ (حیات القلوب ص ۴۳۵) عام کتب میں سنت نبوی کا مستقل ذکر ہے۔ مگر اس سارے خطبہ میں اہل بیت یا ولایت علیؑ کا ذکر نہیں ہے۔ اصول کافی میں مستقل باب، باب الرد الی الکتاب و السنة موجود ہے۔

نیز یہ باب بھی ہے باب الاخذ و السنة و شواہد الکتاب اور اس میں یہ ارشاد امام ہے۔ ہر چیز کو کتاب اللہ اور سنت نبوی پر لوٹایا جائے گا۔

کیا یہ سب دلائل اس پر حجت صریحہ نہیں کہ کتاب اللہ اور سنت نبویؐ کا ہی ثقلین ماننا سنی مذہب برحق ہے اور شیعہ کا سنت نبویؐ کو ہٹا کر، آئمہ اہل بیت کو رکھنا ایک قسم کا انکار رسالت ہے۔

سوال ۲۰:۔ اگر سنی مذہب برحق نہ تھا تو تمام اہل بیت اسی مسلک کے کیوں پابند رہے اور یہی پڑھایا سکھایا تبھی تو شیعہ کو امام جعفر صادقؑ کی طرف یہ منسوب کرنا پڑا تقیہ ہی میرا اور میرے باپ دادا کا مذہب ہے۔ (اصول کافی ص ۲۲۱)

اگر مخالفین کا ڈر تھا تو پیغمبر کے جانشین کیسے ہوئے؟ کیا انبیاء علیہم السلام بھی تقیہ اور ہیر پھیر کرتے تھے؟

اوصاف الوہیت اور مذمت شرک

سوال ۲۱:۔ اگر حضرت علیؑ کو مافوق البشر حاجت روا اور مشکل کشا و روزی رسا ماننا شرک نہیں تو حضرت علیؑ نے ان دس آدمیوں کو زندہ کیوں جلادیا جو یہ کہتے تھے آپ ہمارے رب و کار ساز ہیں۔ آپ نے ہمیں پیدا کیا آپ رزق دیتے ہیں، تو حضرت علیؑ نے فرمایا تم پر تباہی ہو ایسا مت کہو۔ میں بھی تمہاری طرح مخلوق ہوں جب وہ نہ مانے پھر وہی بات کہی تو آپ نے آگ میں بھونک دیا۔ (رجال کشی ص ۴۸)

اور ۲۲:۔ پر ہے کہ اور ستر آدمیوں نے آپ کے متعلق ایسا کہا تو آپ نے گڑھے کو دکر ان کو آگ میں جلادیا۔

سوال ۲۲:۔ کیا امام حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آیت قرآنی اور امام صادقؑ کی اس تفسیر کا مطلب کیا ہے: "لوگوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو خدا کے سوا رب بنالیا۔ تو امام نے فرمایا: اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اپنی عبادت کی طرف نہیں بلایا اور اگر وہ اصرار ملتے تو یہ نہ ملتے لیکن انہوں نے کچھ چیزیں حلال کر دیں اور کچھ ان پر حرام کر دیں تو وہ

ان کو حلال و حرام میں مختار مان کر یوں عبادت میں لگ گئے کہ ان کو پتہ ہی نہ چلا۔ (اصول کافی باب الشکر ص ۳۹۸ - مجمع البیان ص ۴۵۵)

سوال ۲۳ :- کیا آئمہ دین نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہیں؟ اگر ایسا ہے تو رجال کشی کی اس حدیث کا مطلب کیا ہے کہ جعفر بن داؤد اور ابوالخضاب کے ساتھیوں نے کہا امام وہ ہوتا ہے جو آسمان و زمین میں حاجت روا ہوتا ہے تو امام ابو عبد اللہ نے فرمایا ہرگز نہیں، خدا ان کو اور مجھ کیسے جمع نہ کرے وہ یہود، نصاریٰ، آتش پرست اور مشرکوں سے بھی برے ہیں..... خدا کی قسم اہل کونہ کی میں اس (مشرکانہ بات) کو تسلیم کروں تو زمین میں دھنس جاؤں۔ و ما انا الا عبد مملوک لا اقدر علی ضر شیء ولا نفع شیء۔ میں اللہ کا مملوک بندہ ہوں نہ کسی چیز کے نقصان پر قادر ہوں نہ کسی کے نفع پر۔ (رجال کشی ص ۱۹۴)

سوال ۲۴ :- کیا آئمہ عالم الغیب اور ظاہر و باطن سے آگاہ تھے؟ اگر ایسا ہو تو آئمہ نے اس کی نزدیک کیوں کی ہے۔ (۱) ابوبصیر نے امام کو بتایا کہ لوگ آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ بارش کے قطرے، ستاروں کی تعداد، درختوں کے پتے، سمندر کا وزن، مٹی کی گنتی جانتے ہیں تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا! سبحان اللہ! سبحان اللہ! اللہ اس شرک سے پاک ہے، لا الہ الا اللہ ما یعلم هذا الا اللہ (رجال کشی ص ۱۹۳) بخدا کوئی نہیں جانتا ان باتوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ (۲) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تعجب ہے ان لوگوں پر جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم علم غیب جانتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا میں نے اپنی فلاں باندی کو مارنا چاہا وہ مجھ سے بھاگ گئی میں نہ جان سکا کہ وہ گھر کے کس کمرے میں ہے۔ (اصول کافی ص ۲۵۴)

سوال ۲۵ :- کیا غیر خدا کو نافع و ضار جان کر پکارنا جائز ہے؟ اگر ایسا ہے تو امام اپنی دعا میں اس کی نفی کیوں کرتے تھے۔ امام جعفر صادقؑ تکلیف کے ذلت یوں دعا مانگتے تھے :-
”اے اللہ تو نے مشرک قوموں کو طعنہ دیا ہے اور فرمایا ہے۔ اے لوگو! پکار کر دیکھو ان لوگوں کو جن کو اللہ کے سوا تم نے کارساز سمجھ لیا ہے پس وہ تم سے کوئی تکلیف دور کرنے یا ہٹانے کے مالک نہیں۔ (بنی اسرائیل ۷۷)۔

پس اے وہ ذات! کہ میری تکلیف کو دور کرنے اور ہٹانے کا مالک اس کے سوا اور کوئی نہیں، تو

محمدؐ و آل محمدؑ پر رحمت بھیج میری تکلیف دور کر دے اور اس شخص پر پھیر دے جو تیرے ساتھ اور طاعتِ ردا پکارتا ہے حالانکہ تیرے بغیر کوئی فریادرس نہیں۔ (اصول کافی کتاب الدعاء ص ۵۶۲)

سوال ۲۶ :- کیا تعزیہ بنانا اور اس کی تعلیم کی دعوت دینا عملِ آئمہ کے خلاف اور بدعت ہے کہ نہیں؟ اگر بدعت ہے تو امام جعفر صادقؑ کا یہ فتویٰ کیوں آپ پر صادق نہ آئے گا۔ ابوالعباس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ بندہ کم از کم کس بات سے مشرک ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”جو ایک بات گھر لے اور اس کے ماننے پر لوگوں سے محبت رکھے اور انکار پر دشمنی رکھے۔ (کافی باب الشکر ص ۳۹۶)

سوال ۲۷ :- ذرا بتلائیے بت پرستی کی کیا حقیقت ہے۔ قرآن پاک میں مذکور اصنام اور اوثان لغت میں ان بتوں کو نہیں کہتے جو اپنے معظم و محترم انسان کی شکل و صورت پر تراشے گئے ہوں۔ مشرکین ان بزرگوں کی یادگار مجسموں کی تعلیم میں رکوع، سجدہ، دعا، استعانت، نذر و نیاز، طلب حاجات وغیرہ امور شرکیہ بجا لاکر خدا کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔

ما نعبدہم الا لیفرحونا الی اللہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ ہمیں اللہ زلفی - (ص ۲۳) کے قریب کر دیں گے۔

دقیقون ھولاً شفعاءنا عند اللہ۔ پل اور کہتے ہیں یہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارش ہیں۔ ذرا انصاف سے کہیے کہ آج کل انسانی پر یادگار کے بجائے اپنے معظم بزرگ کی قبر ضریح روضہ کی یادگار بنا کر اس کے ساتھ وہی مندرجہ بالا امور کیے جائیں جو مشرکین اپنے بزرگوں کی یادگار مجسموں سے کرتے تھے اور اسے تقرب الی اللہ اور خدا کے ہاں سفارش اور نجات کا ذریعہ سمجھا جائے تو کیا یہ شرک نہیں ہوگا؟ عین اسلام ہوگا۔

بدل کے آتے ہیں زمانے میں لات و منات دیتے ہیں دھوکہ کھلا یہ بازی گر سوال ۲۸ :- اگر تقرب الی اللہ کے لیے عظمت لات و منات میں اس کی یادگار کے آگے ابوجہل جھکتا تھا تو یہ شرک تھا مگر کیا تقرب الی اللہ کی نماز میں خلعت حسین و علیؑ سے ستر ہوا کر بلا و نجف کی یادگار ٹیکہ پر شید مومن جبین نیاز ٹیکتا ہے تو یہ عین اسلام بات ہے؟

سوال ۲۹ :- قرآن پاک نے سینکڑوں آیات میں صبح و شام، دوپہر، دن رات،

جلوت و خلوت میں صرف اپنی یاد اور ذکر کا بار بار حکم فرمایا ہے۔ اپنے حبیب سے بھی یہ اعلان کر دیا ہے: "اتخذوا دینی ولا مشرك به احداً" (الجن)، بلاشبہ میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تو کیا شاہدہ پر مبنی ایک عزا دار، ناز روزہ سے آزاد، ڈاڑھی چٹ موچھیں دراز، مومن تبرہ باز کا تسبیح ہاتھ میں لے کر جانے یا علی، یا علی مدد ناد علی، علی علی علی کے ورد بجالانا کھلا شرک نہیں ہے؟ کیا ذکر اللہ عبادت نہیں؟ اور اس میں حضرت علیؓ اور حسینؓ کو شریک کرنا گناہ عظیم نہیں ہے؟ بیٹو!

سوال ۳۰:- کیا عزاداری سے متعلقہ تمام رسوم آئمہ اہل بیت سے قولاً و عملاً ثابت ہیں؟ اگر نہیں اور سہرگز نہیں بلکہ ذاکرون اور مجتہدوں نے بطور قیاس، حضرت حسینؓ کی یاد اور غم کو زندہ رکھنے کے لیے ایجاد کی ہیں تو آج ان بدعات کو کار ثواب اور جزو دین ماننا اور بنائے والوں کی تعلیم کرنا۔ کیا نبوت اور امامت کے منصب میں کھلا شرک نہیں ہے اور شریعت سازی کا حق دے کر غیر شعوری طور پر ان کی عبادت نہیں ہے جس کی تردید سوال نمبر ۲۱ میں مذکور آیت کریمہ اور ارشاد امام میں موجود ہے۔

سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کا المیہ

سوال ۳۱:- سیدنا حسینؓ مظلوم رضی اللہ عنہ از خود کر بلا گئے یا غدار شیطان کو فذ کے اصرار پر گئے۔ امر اقل باطل ہے، اگر امر ثانی در پیش نہ آتا اور آپ نہ جاتے تو کیا آپ کے زندہ سلامت رہنے سے اسلام مڑا ہو جاتا۔ نیز تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ آپ میدان کربلا سے دمشق جانے اور یزید سے تصفیہ اور درست در دست دینے کو تیار تھے مگر کوفیوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔ ملاحظہ ہو شیعہ کتاب الامامۃ والسیاستہ ص ۴۰ اور تلخیص شافی ص ۴۰۔

فرمائیے س احسن تجویز پر عمل ہو جاتا اور سبط پیغمبر کی جان بچ جاتی تو کیا اسلام پھر مڑا ہو جاتا۔ ادھ کیا افسوسناک المیہ ہے کہ خود ہی بلا کر شیعہ کے ایک طرف ماتم کو دین بنایا تو دوسری طرف اپنا جرم اور سازش چھپانے کے لیے اسلام زندہ کر دکھایا، کالعرہ ایجاد کیا۔

سوال ۳۲:- تیر و تلوار کی ضربوں سے آپ کے بدن آفتاب کو سرخ کر کے جب

دنیا سے غروب کر دیا تو کیا آپ کے تابع داروں کو خلافت ملنے اور تمام ظالموں کے تباہ ہو جانے سے اسلام زندہ ہوا یا لوگوں میں ایمان و اتباع کی لہر دوڑنے سے ہوا؟ یا یہ تصور ہی دسویں صدی میں عہد صفوی کی یادگار ہے کہ جب امام باڑے بن گئے اور یزید پر تبرہ و نفیرین عام ہو گیا۔ گویا خون حسینؓ کی قیمت امام باڑہ، مرثیہ گو ذکر کا وجود اور تبرہ بر یزید تجویز ہوئی۔

سوال ۳۳:- اگر شہادت حسینؓ (علیہ السلام) کے لیے الناک اور ناقابل تلافی نقصان ہونے کے بجائے اسلام کے لیے فائدہ اور حیات کا سبب بنی تو فرمائیے کہ لوگ مرتد کیوں ہو گئے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ارتد
اناس بعد قتل الحسین صلوات اللہ علیہ
الآن ثلاثہ ابو خالد کابلی، یحییٰ بن ام طویل
جسیر بن مطعم۔
حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت
حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۳ آدمیوں کے
سوا سب لوگ مرتد ہو گئے۔ پھر لوگ رفتہ رفتہ واپس آنے
لگے۔ (در مال کشی ص ۱۷)

حضرت زین العابدین اس تصور سے کیوں ہر وقت روتے اور غم میں ڈوبے بستے تھے کہ...
دیکشتن او عالمیاں گمراہ شدند و دین خدا
ضائع شد و سنن رسول خدا بر طرث شد و
بدعت بنی امیہ ظاہر گردید (جلال العیون ص ۵۳)
آپ کی شہادت سے اہل جہاں گمراہ ہو گئے۔ خدا
کا دین ضائع ہو گیا اور رسول خدا کی سنتیں معطل
ہو گئیں۔ بنو امیہ کی بدعتیں ظاہر ہو گئیں۔

ماتم اور رسوم عزاداری کی تحقیق

سوال ۳۴:- قرآن پاک میں جگہ جگہ صبر کی تلقین اور لاناخزوا سے بے صبری کی ممانعت موجود ہے۔ انصاف سے بتلائیے از روئے لغت و شرع بین سے رونا، پٹینا، ہائے ہائے کرنا، ران، سینہ، منہ پٹینا، کالا لباس پہننا وغیرہ۔ بے صبری اور جزع فزع میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر داخل ہے تو ایمان کے ساتھ بالیقین بتلائیے کہ وہ کونسی سنت نبوی قولی و فعلی کتب طرفین میں ثابت ہے جس میں حضرت حسینؓ کے لیے تمام امور ممنوعہ کا جواز و استثناء مذکور ہو؟

سوال ۳۵:- قرآن و سنت میں اگر ایسی کوئی استثنا نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو کسی شیعہ مجتہد و عالم کو یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن و سنت اور ارشادات آئمہ کے خلاف صرف نیاں فاسد سے حضرت حسینؑ پر ماتم و نوحہ کو جائز بتائے۔

سوال ۳۶:- رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرمت ماتم و نوحہ میں یہ ارشاد فرمائے ہیں:
۱۔ وفات کے وقت جب صحابہ بے قابو ہو کر رونے لگے تو حضورؐ نے فرمایا: ممبر گردن ماتم کو مٹا کرے اور رونے و نالہ سے مجھے تکلیف مت دو۔ (جلال العیون ص ۵۷۹ حیات القلوب ص ۶۹۵)
۲۔ ارشاد قرآنی ولا یعیسینک فی معرکک کی تشریح میں مومن عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا "مصیبت میں اپنے منہ پر تھپڑ نہ مارنا اپنا منہ نہ نوجنا، بال نہ اکھڑنا، اپنا گریبان چاک نہ کرنا، کالے کپڑے نہ پہننا، ہائے نہ کرنا پس ان شرطوں پر حضورؐ نے بیعت لی۔ (حیات القلوب ص ۶۹۵)
۳۔ حضرت فاطمہؑ کو وصیت میں حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ پیغمبر پر گریبان چاک نہ کرنا چاہیے منہ نہ نوجنا چاہیے، ہائے نہ کرنا چاہیے لیکن تو وہی کہ جو تیرے باپ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر کہا۔ دل غمناک ہے۔ آنکھ اشکبار ہے مگر اے ابراہیمؑ! ایسی باتیں ہم نہیں کہتے جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ (حیات القلوب ص ۶۹۵)

۴۔ ابن بابویہ نے معتبر سند سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا چار بری عادتیں تاقیامت میری امت میں رہیں گی، اپنے خاندان پر فخر کرنا، لوگوں کے نسب میں طعن کرنا، بارش بند لیم نجوم ماننا، بین کرنا، یقیناً اگر میں کرنے والی توبہ سے پہلے مر جائے تو قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گی کہ گندھک اور تار کول کا لباس پہنے ہوگی (حیات القلوب ص ۶۹۵) کیا ان ارشادات حرمت کے مقابلے میں جواز پر بھی ارشاد نبویؐ موجود ہے؟

سوال ۳۷:- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ماتم کے متعلق یوں فرمایا ہے کہ حضورؐ کو غسل دیتے وقت فرما رہے تھے آپ کی وفات تمام لوگوں کے لیے دردناک مصیبت ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ نے صبر کا حکم دیا اور رونے پٹنے سے روکا تو ہم یقیناً سب اپنے آنسو آپ پر بہا دیتے آپ کی مصیبت کے درد کا علاج نہ کرتے۔ (حیات القلوب، جلال العیون، منہج البلاغہ)

۲۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بین کرنے اور سننے سے منع فرمایا ہے۔ (الفقیہ ص ۶۶۶)

۳۔ نیز حضرت امیرؑ نے فرمایا کالاباس نہ پہنا کر دیکھو کہ وہ فرعون کا لباس ہوگا۔ (الشیعہ: باب العیون ص ۶۹۵)
۴۔ مصائب کربلا کی پیش گوئی کے وقت حضرت علیؑ نے فرمایا اپنے دشمنوں سے ڈرتے اور بچتے رہنا اور اس وقت صبر اور حوصلہ رکھنا۔ (جلال العیون ص ۶۹۵)

کیا اس کے برعکس ماتم کے جواز پر بھی شیعہ خدا کا کوئی فرمان موجود ہے؟
سوال ۳۸:- حضرت حسنؑ نے اپنی شہادت کی اطلاع جب بہن کو دی اور وہ بے قرار ہوئیں تو آپؑ نے فرمایا اے محترمہ بہن! ہدایت و عذاب تیرے لیے نہیں تیرے دشمنوں کے لیے ہے صبر کر اور فی الفور دشمنوں کو ہم پر خوش نہ کر۔ (جلال العیون ص ۶۹۵)
نیز فرمایا امی جان کی طرح پیاری بہن علم اور بردباری اختیار کر شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کر اور حق تعالیٰ کی قضا پر صبر کر، نیز فرمایا اگر یہ مجھے چھوڑتے تو میں کبھی اپنے آرام کو ہلاکت میں نہ ڈالتا۔ (جلال العیون ص ۶۹۵)

نیز صبر کے سلسلہ میں آسمان و زمین کے فنا اور باپ دادا کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اے بہن! تجھے وصیت میں قسم دیتا ہوں کہ جب میں ظالموں کی تلوار سے عالم بقا کو رحلت کروں تو گریبان چاک نہ کرنا، منہ نہ پھینا اور ہائے نہ کرنا (ایضاً ص ۶۹۵)
صاحبزادی سکینہ سے فرمایا خدا کی قضا پر صبر کر دیکھو کہ دنیا جلد ہی ختم ہو جائے گی اور آخرت کی ابدی نعمت ختم نہ ہوگی۔ (ایضاً ص ۶۹۵)

کیا اس کے برخلاف ماتم و بین کی بھی امام حسینؑ نے اپنے اعزہ کو وصیت کی تھی؟
سوال ۳۹:- حضرت امام صادقؑ نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ مصیبت کے وقت مسلمان کا ران و دغیرہ، کاپیتا اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا سخت بے صبری یہ ہے چیخ پکار سے رونا، منہ اور سینہ پٹینا، بال نوجنا، جس نے ماتمی مجلس قائم کی تو صبر چھوڑ دیا اور بے صبری میں لگا اور جس نے صبر کیا انا للہ پڑھی خدا اس پر رحم کرے تو وہ اللہ کی رضا پر راضی رہا اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ایسا نہ کیا نہ اسے اس کا ثواب ضائع کر دیا۔ (درخ کافی ص ۶۲۳)

نیز فرمایا میت پر ردنا ٹھیک نہیں ہے نہ منا۔ ب ہے لیکن لوگ یہ بات نہیں جانتے

کہ صبر ہی بہتر ہے (ذوق کافی مش ۲۳)

نیز فرمایا کہ جب تم کو اپنی ذات اور اولاد کے متعلق مصیبت درپیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اپنے صدمے کو یاد کر دو کیونکہ لوگوں کو اتنی بڑی مصیبت کبھی نہ پہنچی (ذوق کافی مش ۲۴)
کیا ان ارشادات کی ضد میں امام باقر و جعفر کا ایسا ارشاد ہے جس نے ماتمی مجالس و نوحہ کی اجازت دی ہو؟

سوال ۴۰۔ ذرا انصاف سے بتائیے امام باقرؑ، معین تاریخوں میں ماتمی محافل قائم کرنا، موسیقاری اور سوز خوانی کرنا، تعزیه، شبیہ روضہ ضریح بنانا، علم اور دلدل نکالنا، کس امام معصوم کی سنت اور ایجاد ہیں؟ کیا آپ کا معصوم امام دنیا کا بدترین ظالم تیمور لنگ تو نہیں جس نے یہ سب کام کیے۔ شبیہ رسالہ ماہنامہ العرفۃ حیدرآباد محرم ۱۳۸۹ء مدیر حشمت علی ممتاز لافائل کے قلم سے ملاحظہ ہو؟ تعزیه داری کے متعلق ابھی تک پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی ابتدا کہاں سے ہوئی البتہ اس کے آغاز کے بارے میں ایک روایت مزور مشہور ہے کہ سب سے پہلا تعزیه صاحب قرآن امیر تیمور نے رکھا تھا۔۔۔۔۔ بہر حال جہاں تک عزاداری کا تعلق ہے اس کی ابتدا ایران میں صفوی عہد سے ہوئی اس کے بعد ہندوستان میں جب خاندان تغلق کا زوال شروع ہوا اور سلطنت کا شیرازہ منتشر ہوا تو جنوبی ہندوستان میں ایک شخص جس گنگو نامی نے بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ یہ ایران کے بہمنی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سلطنت کے سلاطین میں شبیہ اور سنی دونوں عقائد کے بادشاہ گزرے ہیں اور امرائے دربار میں بھی ملکی و غیر ملکی مصاحبین اور وزرا شامل رہے ہیں اس لیے شمالی ہند میں تعزیه داری رائج ہونے سے پہلے تعزیه داری کا آغاز ان سے ہوا۔ جب چودھویں صدی کے آخر میں سلطنت بہمنی کو زوال ہوا اور وہ پانچ چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم ہو گئی۔۔۔۔۔ تو بالخصوص عادل شاہی سلطنت میں یوسف عادل شاہ اور قلی قلیب شاہ نے تعزیه داری کو باقاعدہ طور پر رواج دیا۔ ان ریاستوں میں باقاعدگی کے ساتھ دس روز تک یعنی یکم محرم سے دس محرم تک عزاداری ہوتی تھی اور تعزیه رکھے جاتے تھے۔

اب جہاں تک تعزیوں کی اقسام کا تعلق ہے اس کی آٹھ قسمیں ہیں جن کی شبیہ بنا کر

واقعہ ربلا کی یاد تازہ کر کے سوگ منایا جاتا ہے (۱۱) تعزیه (۱۲) ضریح (۱۳) مہندی (۱۴) ذوالجناح (۱۵) تابوت (۱۶) براق (۱۷) تخت (۱۸) علم۔ اس شعبی تحقیق سے معلوم ہوا کہ عزاداری تمام اقسام و آلات سمیت ظالم امراء کی ایجاد و بدعت ہے۔ ان امور میں شبیہ کے امام ہی ظالم امراء میں اہل بیت ہرگز نہیں ورنہ اس ارشاد امام صادقؑ کا کیا مطلب ہے؟ "من جد قبرا ان مثل مثالا فقد خرج من الاسلام" جس نے کسی قبر و مزار کو از سر نو بنایا یا اس کا کوئی مجسمہ بطور یادگار بنایا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ (من لایحضرہ الفقیہ مش ۴۸)

سوال ۴۱۔ کیا نماز سب سے بڑا فرض ہے اور امام صادقؑ نے الفقیہ مش ۵۵ پر عمداً تارک نماز کو زانی سے بدتر اور کافر بتایا ہے؟ کیا راگ اور موسیقی حرام ہے اس کے سننے سنانے والے پر لعنت برستی ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو ذرا بتائیے عشرہ محرم میں خصوصاً اور بقیہ سال میں عموماً بدعات عزاداری اور مرثیہ گوئی و سوز خوانی میں راگ و موسیقی کے حرام کام میں پڑ کر نماز کو کیوں ترک کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ مشاہدہ ہے کہ پابند قسم کے لوگ بھی جماعت تو کجا بروقت علیحدہ بھی نماز نہیں پڑھ سکتے کیا شرعی اصول میں ترک واجب کا سبب بننے والا امر مباح بھی ناجائز نہیں ہو جاتا۔ چہ جائیکہ حرام کام فرض چھڑا دے؟

سوال ۴۲۔ کیا اسلام میں عورت کی آواز بھی عورت ہے کہ اذان، اقامت، تکبیر، بالہ نہیں کہہ سکتی؟ کیا عورت کا بدون حاجات ضروریہ گھر سے نکلنا ممنوع ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ و عیدین میں شرکت اس پر لازم نہیں، کیا غیر مردوں کے ساتھ اختلاط اور مصاحبت حرام ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو خالص بدعات، ماتمی مجالس و جلو سوں میں عورتیں رقص رقی کالے لباس میں ملبوس ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ کیوں ہوتی ہیں۔ سوز خوانی، مرثیہ گوئی اور بین و دادیلا کیوں کرتی ہیں؟ بے پردگی میں تنگ و تاریک مقامات پر فساق و فجار کے مجمع سے ان کی عزت و ناموس کا دیوالیہ کیوں نکالا جاتا ہے؟ کیا ذکر و مجتہد کی عزاداری شریعت میں یہ سب حرام حلال ہو گئے اور فرائض معاف ہو گئے؟ بتیو!

ایمان بالرسول کی حقیقت اور اس پر شیعہ شکوک و شبہات

سوال ۴۳ :- ذرا بتائیں ایمان بالرسول کی کیا حقیقت ہے؟ کیا آپ کو امین سچا اور نیک پارسا ماننا کافی ہے؟ یہ تو ابوجہل بھی مانتا تھا، یا جو کچھ آپ خدا کی طرف سے لائے ہیں اور قول و عمل سے امت تک پہنچایا اس سب کی تصدیق ضروری ہے؟ اگر سب کی تصدیق ضروری ہے تو شیعہ اس تفریق کے کیوں قائل ہیں کہ (بقول ان کے) حضور نے حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہی اخذ کیا جائے اور احکام شرع میں شیعہ حضور کے محتاج نہیں نہ آپ سے حاصل کرنا ضروری ہیں وہ عالم لدنی و مسلمان ازلی امام اہل حضرت علیؑ سے لینا ضروری ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؑ کا یہ فرمان اصول کافی ہے! لکن پر موجود ہے۔

ما جاء به علی آخذہ وما نفی عنہ
جو احکام شرع علی لائے ہیں میں وہ لیتا ہوں اور جس سے
انقضی جبرئیلہ من الفضل ماجری لمجد وہ رد کیں رکھتا ہوں آپ کی وہی منصب ہے جو محمد کا ہے۔

سوال ۴۴ :- کیا خدا کی طرف سے پیدائشی عالم و فاضل شیعہ کے امام و معلم اہل حضرت علیؑ کتاب اللہ اور شرع سیکھنے میں حضور کے محتاج تھے؟ جمہور شیعہ اس کے منکر ہیں اور حضرت علیؑ کی توہین جانتے ہیں کیونکہ حضرت علیؑ کے علم لدنی کا انکار اور جاہل و غیر مسلم ہونا لازم آتا ہے، خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی لکھتے ہیں: "کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے حضرت ابراہیمؑ و نوحؑ کے صحیفے حضرت موسیٰؑ کی تورات فرز ایسے زبانی سنا دیں کہ ان پیغمبروں سے بھی زیادہ یاد تھیں جن پر نازل ہوئیں۔ پھر انجیل کی تلادت کی اگر حضرت عیسیٰؑ حاضر ہوتے تو اقرار کرتے کہ یہ مجھ سے بہتر تورات اور انجیل کا عالم ہے پس وہ قرآن جو مجھ پر نازل ہوا سب پڑھ سنا یا بغیر اس کے کہ مجھ سے کچھ سنا، میں نے اس سے بات کی اس نے مجھ سے کی جیسے کہ پیغمبر اور ادھیاء ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں" (جلال العیون ص ۱۶۹)

جب حضرت علیؑ از خود قرآن کے حافظ و عالم تھے اور صاحب انجیل کی طرح صاحب قرآن سے بھی بڑے عالم ہوں گے تو آپ حضور کے کسی بات میں قطعاً شاگرد و محتاج نہ بنے تو شیعہ سلسلہ اسلام بواسطہ آئمہ براہ راست (بلا واسطہ نبوت) خدا تک پہنچ گیا۔ اس حقیقت کے باوجود شیعہ

کا ایمان بالرسالت کا دعویٰ کیا سنگین جھوٹ اور فراڈ نہیں ہے؟

سوال ۴۵ :- کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے جو کچھ ظاہر ہوتا وہ بنی حقیقت اور قابل تصدیق ہوتا تھا یا نہ اگر ہر فعل و ارشاد حقیقت کا ترجمان تھا تو شیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تفتیہ کا الزام شیعہ کیوں لگاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بات آپ نے ظاہر کی وہ حق نہ تھی جو کچھ دل میں چھپایا وہ حقیقت ہوتا تھا اس صورت میں نبوت کے ارشادات و اعمال سے یقین اٹھ جانے کا۔ امام صادقؑ کا یہ فرمان کہ حضور آیت بلغ ما انزل کے نازل ہونے سے پہلے کبھی کبھی تفتیہ کرتے تھے۔ نیز یہ کہ حج کی احادیث مختلفہ تفتیہ پر محمول ہیں۔ نیز حضرت علیؑ کی ولایت اور امامت کا حکم خدا پہنچانے میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور خدا نے ڈنٹ کر تاکید دی وحی اتاری نیز یہ کہ لشکر اسامہؓ کو بھیجنے سے متعصوب و جہاد نہ تھا بلکہ مدینہ کو منافقوں سے قالی کرانا تھا تاکہ حضرت علیؑ کی خلافت میں کوئی نزاع نہ کر سکے ملاحظہ ہو: حیات القلوب ص ۱۱۸، ص ۲۴۷، ص ۲۴۸، ص ۲۴۹، ص ۲۵۰، ص ۲۵۱، ص ۲۵۲، ص ۲۵۳، ص ۲۵۴، ص ۲۵۵، ص ۲۵۶، ص ۲۵۷، ص ۲۵۸، ص ۲۵۹، ص ۲۶۰، ص ۲۶۱، ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، ص ۲۶۴، ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، ص ۲۶۹، ص ۲۷۰، ص ۲۷۱، ص ۲۷۲، ص ۲۷۳، ص ۲۷۴، ص ۲۷۵، ص ۲۷۶، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸، ص ۲۷۹، ص ۲۸۰، ص ۲۸۱، ص ۲۸۲، ص ۲۸۳، ص ۲۸۴، ص ۲۸۵، ص ۲۸۶، ص ۲۸۷، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰، ص ۱۰۰۱، ص ۱۰۰۲، ص ۱۰۰۳، ص ۱۰۰۴، ص ۱۰۰۵، ص ۱۰۰۶، ص ۱۰۰۷، ص ۱۰۰۸، ص ۱۰۰۹، ص ۱۰۱۰، ص ۱۰۱۱، ص ۱۰۱۲، ص ۱۰۱۳، ص ۱۰۱۴، ص ۱۰۱۵، ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۷، ص ۱۰۱۸، ص ۱۰۱۹، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۲۱، ص ۱۰۲۲، ص ۱۰۲۳، ص ۱۰۲۴، ص ۱۰۲۵، ص ۱۰۲۶، ص ۱۰۲۷، ص ۱۰۲۸، ص ۱۰۲۹، ص ۱۰۳۰، ص ۱۰۳۱، ص ۱۰۳۲، ص ۱۰۳۳، ص ۱۰۳۴، ص ۱۰۳۵، ص ۱۰۳۶، ص ۱۰۳۷، ص ۱۰۳۸، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، ص ۱۰۴۱، ص ۱۰۴۲، ص ۱۰۴۳، ص ۱۰۴۴، ص ۱۰۴۵، ص ۱۰۴۶، ص ۱۰۴۷، ص ۱۰۴۸، ص ۱۰۴۹، ص ۱۰۵۰، ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۵۲، ص ۱۰۵۳، ص ۱۰۵۴، ص ۱۰۵۵، ص ۱۰۵۶، ص ۱۰۵۷، ص ۱۰۵۸، ص ۱۰۵۹، ص ۱۰۶۰، ص ۱۰۶۱، ص ۱۰۶۲، ص ۱۰۶۳، ص ۱۰۶۴، ص ۱۰۶۵، ص ۱۰۶۶، ص ۱۰۶۷، ص ۱۰۶۸، ص ۱۰۶۹، ص ۱۰۷۰، ص ۱۰۷۱، ص ۱۰۷۲، ص ۱۰۷۳، ص ۱۰۷۴، ص ۱۰۷۵، ص ۱۰۷۶، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، ص ۱۰۷۹، ص ۱۰۸۰، ص ۱۰۸۱، ص ۱۰۸۲، ص ۱۰۸۳، ص ۱۰۸۴، ص ۱۰۸۵، ص ۱۰۸۶، ص ۱۰۸۷، ص ۱۰۸۸، ص ۱۰۸۹، ص ۱۰۹۰، ص ۱۰۹۱، ص ۱۰۹۲، ص ۱۰۹۳، ص ۱۰۹۴، ص ۱۰۹۵، ص ۱۰۹۶، ص ۱۰۹۷، ص ۱۰۹۸، ص ۱۰۹۹، ص ۱۱۰۰، ص ۱۱۰۱، ص ۱۱۰۲، ص ۱۱۰۳، ص ۱۱۰۴، ص ۱۱۰۵، ص ۱۱۰۶، ص ۱۱۰۷، ص ۱۱۰۸، ص ۱۱۰۹، ص ۱۱۱۰، ص ۱۱۱۱، ص ۱۱۱۲، ص ۱۱۱۳، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، ص ۱۱۱۶، ص ۱۱۱۷، ص ۱۱۱۸، ص ۱۱۱۹، ص ۱۱۲۰، ص ۱۱۲۱، ص ۱۱۲۲، ص ۱۱۲۳، ص ۱۱۲۴، ص ۱۱۲۵، ص ۱۱۲۶، ص ۱۱۲۷، ص ۱۱۲۸، ص ۱۱۲۹، ص ۱۱۳۰، ص ۱۱۳۱، ص ۱۱۳۲، ص ۱۱۳۳، ص ۱۱۳۴، ص ۱۱۳۵، ص ۱۱۳۶، ص ۱۱۳۷، ص ۱۱۳۸، ص ۱۱۳۹، ص ۱۱۴۰، ص ۱۱۴۱، ص ۱۱۴۲، ص ۱۱۴۳، ص ۱۱۴۴، ص ۱۱۴۵، ص ۱۱۴۶، ص ۱۱۴۷، ص ۱۱۴۸، ص ۱۱۴۹، ص ۱۱۵۰، ص ۱۱۵۱، ص ۱۱۵۲، ص ۱۱۵۳، ص ۱۱۵۴، ص ۱۱۵۵، ص ۱۱۵۶، ص ۱۱۵۷، ص ۱۱۵۸، ص ۱۱۵۹، ص ۱۱۶۰، ص ۱۱۶۱، ص ۱۱۶۲، ص ۱۱۶۳، ص ۱۱۶۴، ص ۱۱۶۵، ص ۱۱۶۶، ص ۱۱۶۷، ص ۱۱۶۸، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، ص ۱۱۷۲، ص ۱۱۷۳، ص ۱۱۷۴، ص ۱۱۷۵، ص ۱۱۷۶، ص ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۸، ص ۱۱۷۹، ص ۱۱۸۰، ص ۱۱۸۱، ص ۱۱۸۲، ص ۱۱۸۳، ص ۱۱۸۴، ص ۱۱۸۵، ص ۱۱۸۶، ص ۱۱۸۷، ص ۱۱۸۸، ص ۱۱۸۹، ص ۱۱۹۰، ص ۱۱۹۱، ص ۱۱۹۲، ص ۱۱۹۳، ص ۱۱۹۴، ص ۱۱۹۵، ص ۱۱۹۶، ص ۱۱۹۷، ص ۱۱۹۸، ص ۱۱۹۹، ص ۱۲۰۰، ص ۱۲۰۱، ص ۱۲۰۲، ص ۱۲۰۳، ص ۱۲۰۴، ص ۱۲۰۵، ص ۱۲۰۶، ص ۱۲۰۷، ص ۱۲۰۸، ص ۱۲۰۹، ص ۱۲۱۰، ص ۱۲۱۱، ص ۱۲۱۲، ص ۱۲۱۳، ص ۱۲۱۴، ص ۱۲۱۵، ص ۱۲۱۶، ص ۱۲۱۷، ص ۱۲۱۸، ص ۱۲۱۹، ص ۱۲۲۰، ص ۱۲۲۱، ص ۱۲۲۲، ص ۱۲۲۳، ص ۱۲۲۴، ص ۱۲۲۵، ص ۱۲۲۶، ص ۱۲۲۷، ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، ص ۱۲۳۰، ص ۱۲۳۱، ص ۱۲۳۲، ص ۱۲۳۳، ص ۱۲۳۴، ص ۱۲۳۵، ص ۱۲۳۶، ص ۱۲۳۷، ص ۱۲۳۸، ص ۱۲۳۹، ص ۱۲۴۰، ص ۱۲۴۱، ص ۱۲۴۲، ص ۱۲۴۳، ص ۱۲۴۴، ص ۱۲۴۵، ص ۱۲۴۶، ص ۱۲۴۷، ص ۱۲۴۸، ص ۱۲۴۹، ص ۱۲۵۰، ص ۱۲۵۱، ص ۱۲۵۲، ص ۱۲۵۳، ص ۱۲۵۴، ص ۱۲۵۵، ص ۱۲۵۶، ص ۱۲۵۷، ص ۱۲۵۸، ص ۱۲۵۹، ص ۱۲۶۰، ص ۱۲۶۱، ص ۱۲۶۲، ص ۱۲۶۳، ص ۱۲۶۴، ص ۱۲۶۵، ص ۱۲۶۶، ص ۱۲۶۷، ص ۱۲۶۸، ص ۱۲۶۹، ص ۱۲۷۰، ص ۱۲۷۱، ص ۱۲۷۲، ص ۱۲۷۳، ص ۱۲۷۴، ص ۱۲۷۵، ص ۱۲۷۶، ص ۱۲۷۷، ص ۱۲۷۸، ص ۱۲۷۹، ص ۱۲۸۰، ص ۱۲۸۱، ص ۱۲۸۲، ص ۱۲۸۳، ص ۱۲۸۴، ص ۱۲۸۵، ص ۱۲۸۶، ص ۱۲۸۷، ص ۱۲۸۸، ص ۱۲۸۹، ص ۱۲۹۰، ص ۱۲۹۱، ص ۱۲۹۲، ص ۱۲۹۳، ص ۱۲۹۴، ص ۱۲۹۵، ص ۱۲۹۶، ص ۱۲۹۷، ص ۱۲۹۸، ص ۱۲۹۹، ص ۱۳۰۰، ص ۱۳۰۱، ص ۱۳۰۲، ص ۱۳۰۳، ص ۱۳۰۴، ص ۱۳۰۵، ص ۱۳۰۶، ص ۱۳۰۷، ص ۱۳۰۸، ص ۱۳۰۹، ص ۱۳۱۰، ص ۱۳۱۱، ص ۱۳۱۲، ص ۱۳۱۳، ص ۱۳۱۴، ص ۱۳۱۵، ص ۱۳۱۶، ص ۱۳۱۷، ص ۱۳۱۸، ص ۱۳۱۹، ص ۱۳۲۰، ص ۱۳۲۱، ص ۱۳۲۲، ص ۱۳۲۳، ص ۱۳۲۴، ص ۱۳۲۵، ص ۱۳۲۶، ص ۱۳۲۷، ص ۱۳۲۸، ص ۱۳۲۹، ص ۱۳۳۰، ص ۱۳۳۱، ص ۱۳۳۲، ص ۱۳۳۳، ص ۱۳۳۴، ص ۱۳۳۵، ص ۱۳۳۶، ص ۱۳۳۷، ص ۱۳۳۸، ص ۱۳۳۹، ص ۱۳۴۰، ص ۱۳۴۱، ص ۱۳۴۲، ص ۱۳۴۳، ص ۱۳۴۴، ص ۱۳۴۵، ص ۱۳۴۶، ص ۱۳۴۷، ص ۱۳۴۸، ص ۱۳۴۹، ص ۱۳۵۰، ص ۱۳۵۱، ص ۱۳۵۲، ص ۱۳۵۳، ص ۱۳۵۴، ص ۱۳۵۵، ص ۱۳۵۶، ص ۱۳۵۷، ص ۱۳۵۸، ص ۱۳۵۹، ص ۱۳۶۰، ص ۱۳۶۱، ص ۱۳۶۲، ص ۱۳۶۳، ص ۱۳۶۴، ص ۱۳۶۵، ص ۱۳۶۶، ص ۱۳۶۷، ص ۱۳۶۸، ص ۱۳۶۹، ص ۱۳۷۰، ص ۱۳۷۱، ص ۱۳۷۲، ص ۱۳۷۳، ص ۱۳۷۴، ص ۱۳۷۵، ص ۱۳۷۶، ص ۱۳۷۷، ص ۱۳۷۸، ص ۱۳۷۹، ص ۱۳۸۰، ص ۱۳

کا انکار نہ کر سکیں تو بھلا اپنے عقیدہ کی رُو سے سچ بتائیں۔ پیغمبر کی صاحبزادیوں کا کیوں انکار ہے کہ العیاذ باللہ پیغمبر سے رشتہ ابوت کاٹ کر ایک بھول کو والد بناتے ہیں۔ حضور کے ننھے صاحبزادوں کی نواسوں کی طرح محافل ذکر خیر کیوں منعقد نہیں ہوتیں۔ اہمات المؤمنین ازواج مطہرات کو اہل بیت نبوی اور گھرانہ رسول سے کیوں غاصب کیا جاتا ہے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ و خیر البقیاتؓ و خواہر معاویہؓ وغیرہا سے کیوں شدید دشمنی اور ان پر تبرا بازی ہے حضور کی سگی بہو بھی حضرت صفیہؓ خواہر سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور آپ کے صاحبزادے زبیر بن العوام سے کیوں نفرت اور ان کے ذکر خیر سے پڑ ہے۔ آپ کے دوہرے داماد ذوالنورین عثمان بن عفان اور حضرت ابوالعاصؓ زوج زینبؓ سے کیوں دشمنی ہے۔ آپ کے مکرم چچا حضرت حمزہؓ سے "سید الشہداء" کا تمغہ نبوی کیوں چھین کر حضرت حسین بن علیؓ کو دے دیا گیا۔ آپ کے محترم چچا حضرت عباسؓ کو کیوں ضعیف الایمان ذیل النفس، خوار دحیات القلوب ص ۶۱۷ کے الفاظ سے گالیاں دی جاتی ہیں۔ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ جبر امت و ترجمان القرآن کی امانت و دیانت پر کیوں حملہ کیا جاتا ہے (رجال کشی ص ۳۵) ان دونوں باپ بیٹے کے متعلق یہ آیت کیوں پڑھی جاتی ہے "جو انس دنیا میں اندھلے وہ آخرت میں بھی اندھا اور زیادہ گمراہ ہے۔"

(حیات القلوب ص ۶۱۷) والد کی طرح محترم حضور کے مثالی خسر، حضرت ابوبکر و عمر و البقیات رضی اللہ عنہم جیسے عظیم مسلمانوں سے کیوں شدید دشمنی ہے اور ان پر لعنت (العیاذ باللہ) بھیجی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ کے سالوں، سالیوں، خوشدامنوں بلکہ ابوالعاصؓ و عثمانؓ کی اولاد و عبداللہؓ، علیؓ، امامؓ بنی کے نواسوں سے بھی نفرت کی جاتی ہے حضور کا بہن بھائی کوئی نہ تھا اگر ہوتا تو چچا زاد بھائی سے افضل مقام یقیناً ان کو ملتا اور شیعہ کا ان پر شتم ہونا یقینی تھا بظاہر والدین پیغمبر کا احترام کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی شیعہ کی روایات صحیحہ کے خلاف ہے حضرت علیؓ نے حضور سے رشتہ نامٹہ مانگتے وقت فرمایا تھا:

وان الله هداني لملك وعلی یدیک و
استنقذنی مماکان علیہ اباوی واعمای
اللہ نے مجھے آپ کے ذریعے آپ کے ہاتھ پر ہدایت دی اور مجھے اس گمراہی اور شرک سے چھڑا لیا

من الحیرۃ والشرک۔ جس پر میرے باپ دادے اور چچے حضور (کشف الغم ص ۳۷ و جلاء العیون ص ۱۵۱ وغیرہ) کے والد تھے۔

ذرا بتلائیے پیغمبر خدا کے رشتہ داروں سے شیعہ کی دشمنی میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے؟ سوال ۴۸: ذرا غور سے سچ سچ بتلائیں، شیعہ کے دینی پیشوا کسی ذاکر و مجتہد کے مندرجہ بالا سب رشتہ دار زندہ یا مردہ ہوں اور مسلمان ہوں کیا ان کی بدگوئی اور تبرا بازی کو وہ ذاکر و مجتہد سن کر برداشت کر لے گا؟ یا ان کی عام بدگوئی سے اس ذاکر و مجتہد کی ہتک عزت نہیں ہوگی؟ کیا وہ ذاکر اپنے قریبی رشتہ داروں کے بدگو اور لاعن پر غم و غصہ کا اظہار نہ کرے گا اور اسے اپنا دشمن نہ سمجھے گا۔ اگر سب امور کا جواب اثبات میں ہے تو کس قدر غضب کی بات ہے کہ ایک شیعہ اپنے فاسق و بے دین پیشواؤں کے رشتہ داروں کا گلہ نہیں سن سکتا نہ وہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کی ہتک عزت ہوتی ہے ایسا شخص ان کا شدید دشمن ہے مگر وہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں، بیٹیوں، دامادوں، خسر، پھوپھیوں، چچاؤں، مائوں اور سب رشتہ داروں پر معاندانہ حملے کرتے اور تبرے بکتا ہے۔ فضائل اور ذکر خیر کو دبا تلے یہ کام اس کے نزدیک کفر کے بجائے عین اسلام، توہین کے بجائے عزت رسول ہے اور ایسا تبرائی خواہ چڑا چا اور سے نوش ہی کیوں نہ ہو۔ پیغمبر اسلام کا دشمن نہیں دوست و محب کہلائے گا۔

والعیاذ باللہ! العیاذ باللہ! کیا شیعہ کے دشمن رسول اور مودی رسول ہونے میں کوئی شک ہے؟ کہ ایک ذاکر و مجتہد جتنا اکرام بھی آپ کا نہیں کر سکتے۔

سوال ۴۹: اب آئیے اہل بیت مرتضوی کے گھر میں۔ ذرا بتلائیے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی کتنی اولاد ہوئی۔ ۳۵ عدد تک مذکر و مؤنث اولاد علما انساب نے لکھی ہے۔ ۱۵ صاحبزادیاں بتائی گئی ہیں جو اولاد اور شوہروں والی بنیں۔ اس پاکیزہ گھرانہ میں کن کن افراد سے آپ کو اُلفت و محبت ہے کیا حضرات حسنینؓ، زینبؓ و ام کلثومؓ کے سوا اور کسی کا نام بھی مجالس میں لیا کرتے ہو اور لوگوں میں ان کی تشہیر کرتے ہو اگر نہیں تو کیا وہ حضرت علیؓ کے مذہب سے پھر گئے تھے یا ان کے نام حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہ

صحابہ کرامؓ کے نام پر تھے آخر کوئی وجہ تو ہے کہ شیعہ کے شبہ ثالث فوراً اللہ شوستری نے اولاد و احفاد علیؑ سے جل کر یہ رباعی لکھی ہے۔ (مجالس المؤمنین ص ۳۴۶ مطبوعہ ایران)

اذ العلوی تابع ناصبیا بمذہب فناء ہومن ابیہ
وکان الکلب خیر امنہ طبعاً لان الکلب طبع ابیہ فیہ داعیاً بالذہم
جب حضرت علیؑ کی اولاد دُستی مذہب والے کی تابعداری کرے تو وہ اپنے باپ کا جنا ہو انہیں ہے اس سے تو کتنا بھی خاندانی طور پر بہتر ہے کیونکہ کہتے ہیں اپنے باپ کی عادت تو پائی جاتی ہے۔ اگر یہ لفظ ہم شوستری پر لبل دیں تو کیا متعہ خانہ سے لے کر امام باڑے تک ہمارے خلاف جلوس نہ نکل پڑے گا۔

سوال ۵۰: کیا جگر گوشہ رسول، سید الامۃ مصلح اعظم حضرت حسن المجتبیٰؑ سے بھی کچھ نفرت اور دشمنی شیعہ کو نہیں ہے؟ ورنہ حضرت حسینؑ کی طرح خاص محفل ذکر و ماتم حضرت حسنؑ کے لیے عام شیعہ کیوں نہیں کرتے۔ آپ کا صلح با معاویہؓ کا کارنامہ اور شیعہ کے مشتعل ہو کر قاتلانہ حملے کا ذکر کیوں نہیں کرتے آپ کے فضائل خاصہ کی تشہیر کیوں نہیں کرتے آپ کو لا ولد ابتر کیوں کہتے ہیں۔ امامت آپ کی اولاد میں کیوں نہیں مانتے، آپ کی اولاد کو واقعی سید کیوں نہیں مانتے۔ علامہ کلینی نے کافی ج ۴ کتاب الزیارات میں دیگر ائمہ اہل بیت کی طرح آپ کی قبر و مدینہ اور صلاۃ و سلام کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ آپ نے خلافت حضرت معاویہؓ کو دے دی اور برسر عام بیعت کر کے مذہب شیعہ کی جڑیں کاٹ دیں جو آج تک تشرشدار کر بلا کے خون سے آبیاری کے باوجود پنبہ نہ سکا۔

منصب نبوت و ہدایت کا ایک گونہ انکار

سوال ۵۱: شیعہ کے دعویٰ حُب آل رسولؐ کی یہ حقیقت معلوم ہو چکنے کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بانیان تشیع نہ صحابہ کرامؓ کے کچھ بگتے تھے نہ رسولؐ و اہل بیت رسولؐ کے محب تھے صرف چار حضرات کی محبت کا دعویٰ کر کے پورے اسلام کو ختم کرنا۔ صحابہؓ و اہل بیتؓ کے گھر گھر اور ایک ایک فرد کے درمیان نفاق و دشمنی کو مشہور کرنا تھا تاکہ حضرت محمد رسول اللہ

کی تعلیم و تربیت کی ناکامی آشکارا کر کے قرآن پاک اور دعویٰ نبوت کی تغلیط ذہنوں میں بٹھا دی جائے، کیا ایسے شخص کی بات غلط ہوگی؟ دلائل سے واضح کریں۔

سوال ۵۲: قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کو مبشر، نذیر، ہادی، داعی الی اللہ، سراج منیر، رؤف رحیم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، سب لوگوں کی طرف مرسل، مطاع بین وغیرہ اوصاف سے نوازا اور یہ اسناد دے کر آپ کو پیغمبر، معلم، مژکی، رہبر غلامی کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔

اتنے عظیم الشان امام الانبیاء و معلم الکائنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے لوگوں کو مسلمان کیا، قرآن و حکمت کی تعلیم دی، کتنوں کا تزکیہ نفس کیا، کتنے گم گشتگان کو خدا سے ملایا، تعلیم و تربیت کے کیا ائمہ نقوش چھوڑے اور پھر دنیا سے کوئٹہ فرمایا؟ چند ہی لوگوں کے نام بتلائیے۔ اگر بواسطہ علیؑ تین چار حضرات کے علاوہ کسی کا نام نہیں لے سکتے کیونکہ دعوت ایمان و اتباع کو وسیع مانتے سے شیعہ مذہب کا خاتمہ ہو جائے گا تو کیا بلا واسطہ حضورؐ کے ہاتھ پر دس صحابہؓ کو بھی کامل مومن و مسلمان نہ ماننا انکار پیغمبر کے مترادف نہیں ہے؟ سوال ۵۳: جن چار حضرات کو صحابی رسولؐ مان کر مومن تسلیم کیا اس میں بھی دھوکہ بڑی ہے کیونکہ وہ حضرات حسب شیعہ اعتقاد شاگرد علیؑ ہونے کی وجہ سے مومن تھے جنہوں نے تو حضرت علیؑ کا مدرسہ ان کو بتایا تھا جیسے کشف الغمہ ص ۱۶ پر ہے۔ صحابہؓ میں زاہدوں کی جماعت جیسے ابوالدرداءؓ، ابوذرؓ، سلمان فارسیؓ۔ یہ سب حضرت علیؑ کے شاگرد تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہنائی پا کر حضرت علیؑ کی پیروی کی۔

نیز وہ چار حضرات کامل الایمان و تابعدار نہ تھے۔ کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ تیرا علم مقدادؓ کو بتایا جائے تو وہ کافر ہو جائے اور اے مقدادؓ اگر تیرا علم سلمانؓ کو بتایا جائے تو وہ کافر ہو جائے دحیات القلوب ص ۶۳۳، ۶۳۶

شیخ کشی نے بسند حسن امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ تین کے سوا سب صحابہ کرامؓ بعد وفات رسولؐ مرند ہو گئے۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ۔ راوی نے حضرت عمارؓ کا پوچھا تو حضرت

نے فرمایا اس نے بھی کچھ میلان بیسوسے کفر یعنی بیعت صدیق کیا مگر جلدی بدل گیا۔ پھر فرمایا اگر تو ایسا چاہتا ہے جس نے کوئی شک نہ کیا ہو اور اسے شبہ نہ پڑا ہو تو وہ مفقود نہیں۔ حضرت سلمان کے دل میں یہ شبہ بیٹھ گیا تھا کہ امیر المؤمنینؑ کے پاس اسم اعظم ہے اگر وہ منہ سے نکالیں تو زمین منافقوں کو نکلے پس آپ کیوں اس طرح لمن کے ہاتھوں مظلوم ہو چکے ہیں (اس شبہ کی آپ کو سزا بھی ملی) رہے ابوذرؓ تو حضرت امیرؑ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ چپ رہے مگر وہ ملامت کی پروا نہ کئے بغیر اپنے موقف سے نہ ہٹا اور حضرت کی بات قبول نہ کی۔ الخ۔

وحیات القلوب متعین۔ انصاف سے بتائیے کیا درج ذیل آیت میں مذکور حضورؐ کے تمام مناسب کا شیعہ سے انکار نہیں کر دیا؟

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث بلائنا الله نے مومنوں پر بڑا ہی احسان کیا جبکہ ان فیہم رسولاً من انفسہم يتلو عليهم میں انہی میں سے ایک عظیم پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیاتہ ویزکیہم وعلیہم الکتاب آیتیں پڑھ کر سنا رہا ہے اور انکو ہر قسم کی برائی سے پاک والحکمة وان كانوا من قبل لفی کرتا ہے اور کتاب سکھاتا ہے اور حکمت (سنت نبوی) ضللی مبین (آل عمران ع ۱۷) سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ گمراہی میں تھے۔

سوال ۵۴:- ہر چیز کی صحبت رنگ لاتی ہے برے کی محفل میں بُرائی کا، نیک کی محفل میں نیکی کا اثر بالمشاہدہ محسوس ہوتا ہے۔ فرمائیے صحبت رسولؐ اور تربیت پیغمبرؐ میں کیا خامی تھی کہ بیس۔ تیس سال تک ہمہ وقت آپؐ کی خدمت میں رہنے والوں اور فسرہ بی رشتہ داروں پر بھی ایمان، اخلاص اور اعمال کا رنگ نہ چڑھا۔

قرآن پاک کے متعلق شیعہ عقیدہ

سوال ۵۵:- حیات القلوب، اصول کافی وغیرہ کتب شیعہ میں یہ صراحت ہے: "حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے وفات رسولؐ کے بعد تمام قرآن پاک جمع کیا کیسے میں ڈالا، مہاجرین و انصار کے مجھ میں مسجد میں لے آیا۔۔۔ جب اس قرآن میں اس قوم کے منافقوں کے نفرو نفاق کے متعلق آیات تھیں اور خلافت علیؑ و خلافت اولاد علیؑ کی اس میں صراحت

تھی مٹانے سے قبول نہ کیا۔ سید اوصیان اراض ہو کر عبرہ پاک میں واپس ہو گئے اور فرمایا اس قرآن کو تم میرا قائم آل محمدؐ کے ظاہر ہونے تک نہ دیکھ سکو گے۔ شیعہ کا یہی وہ اصل قرآن ہے جو اماموں سے ہوتا ہوا امام غائب کے پاس ہے۔ ذرا واضح کریں کہ حضرت علیؑ پر یہ بہتان عظیم نہیں کہ حضرت عمرؓ کے انکار پر قرآن چھپا دیا اور خلق خدا کو ہدایت سے محروم کر دیا جب کہ کتاب اللہ کو چھپانا اور ہدایت سے امت کو محروم کرنا قرآن میں بہت بڑا عزم بتایا گیا ہے (بقیہ)

سوال ۵۶:- کیا اس سے یہ بھی واضح نہ ہو گیا کہ شیعہ اس موجودہ قرآن کو صحیح نہیں مانتے ناقص اور محرف بدلا ہوا مانتے ہیں اور کیا یہ بھی معلوم نہ ہو چکا کہ اس قرآن میں شیعہ کی تائید میں کچھ بھی نہیں حتیٰ کہ مسئلہ امامت بھی نہیں، اب جو شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے سٹول پر قرآن پڑھتے ہیں وہ قرآن پاک سے تمسخر اور اس پر ظلم کرتے ہیں۔

سوال ۵۷:- کیا شیعہ کو یقین ہے کہ ان کا مذہب واقعی وحی الہی کے مطابق ہے تو درمندانہ ذیل حدیث کا مطلب سمجھائیں:- امام جعفر صادقؑ نے شاگرد زرارہ سے کہا کہ تو میرے اور میرے باپ کے اختلافی احکام سے دل تنگ نہ ہونا۔ جب تمہیں ابو بصیر ہمارے حکم کے خلاف سنائے۔ خدا کی قسم ہم نے اپنی اور تمہاری طائفت کے موافق تم کو متفاد ملے بتائے ہیں۔ ہر بات کا ہمارے پاس یہی پیر پیر ہے اور کئی معنی ہیں جو حق ہیں۔ یہاں تک فرمایا تم مانتے جاؤ اور معنوم ہمارے حل لے کر دو۔ ہمارے اور اپنے اقتدار اور آزادی کا انتظار کرو۔ پھر جب ہمارا قائم آئے گا اور ہمارا تکلم دہدی ہوئے گا تو وہ تم کو از سر نو قرآن، شریعت اور احکام و فرائض کی ٹھیک اسی طرح تعلیم دے گا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ نے اتارے۔ کیونکہ آج اگر تم پر اصل دین ظاہر کر دیا جائے تو تمہارے سمجھ دار بھی بالکل انکار کر دیں گے۔ تم اللہ کے دین اور اس کے طریقے پر ثابت نہ رہو گے حتیٰ کہ تم پر تلوار رکھی جائے (اصلی اسلام کے ضائع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگ پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلے تو انھوں نے دین میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کر دی):

فما من شیء علیہ الناس الیوم الا دھو آج کوئی چیز ایسی نہیں جس پر سب لوگ (شیعیہ) منحرف عمارتوں پر رہے۔

پس اسے زرارہ تجھ پر اللہ رحم کرے ہم جو کہیں مانتے جاؤ تا آنکہ وہ ہستی آجائے جو تم کو ازہر نواز اللہ کا صبح دین پڑھائے (رجال کشی ص ۹۳، مجالس المؤمنین ص ۳۴) کیا اس سے یہ کمال معلوم نہ ہو چکا کہ امام باقرؑ و جعفرؑ نے جی بھر پھر سے کام لیا۔ صبح دین خدائی وحی والا لوگوں کو نہ بتایا یا شیعہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بھی وحی الہی کے بر خلاف ہے۔ صبح دین صرف حضرت مہدیؑ پیش کریں گے؟

توہین اہل بیت کرامؑ

سوال ۵۸ :- جلا اعیون وغیرہ شیعہ تاریخوں میں ہے کہ ان کافروں نے (صحابہ کرامؑ، اعیان اللہ) حضرت امیرؑ کے گلے میں سی ڈالی اور مسجد کی طرف (برائے بیعت ابوبکرؓ) گھسیٹ کرے گئے۔ جب حضرت کے گھر سے گزرے تو حضرت فاطمہؑ نے رد کیا۔ تنقذ نے بروایت دیگر حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کو تازیانہ مارا پھر جی آپ نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ انھوں نے دروازہ حنہ بت پرگرا دیا اور دانت اور پٹیلیاں آپ کی ٹوڑیں جو آپ کے بطن میں محسن نامی فرزند تھا اسے شہید کر دیا اور وہ کیا گر گیا۔ فاطمہؑ اسی ضرب سے دنیا سے رخصت ہوئیں۔۔۔۔ پھر حضرت علیؑ کو مسجد میں کھینچ لائے وہ جفا کار آپ کے پیچھے تھے کوئی بھی مدد نہ کرتا تھا۔ سلمان، ابوذر، مقداد، عمار، بریدہ فریاد کر رہے تھے کہ تم نے کتنی جلد خیانت کی (اسی سلسلہ میں ہے) کہ انھوں نے ہر چند کوشش کی کہ حضرت، دست بیعت نہ بڑھائیں آپ نے ہاتھ لبا نہ کیا پس انھوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا، ابوبکرؓ نے سنا پنا منوس ہاتھ لبا کر کے حضرت کے ہاتھ تک پہنچا دیا (شرط بیعت پوری ہوئی)۔

(جلا اعیون ص ۱۴۵، ملفظہ) کیا یہ وہ شیعہ کا مایہ ناز لڑیچہ اور مظالم کی تاریخ ہے جس پر ان کے داعی و موسیقار ہزاروں روپے وصول کرتے ہیں؟ کیا اس میں شیر خدا کی انتہائی تذلیل اور توہین نہیں ہے؟ حضرت خاتونِ جنتؑ کی ناگفتہ بہ توہین نہیں۔ ایسے سواتج پر چڑھے چار بھی جان قربان کر دیتے ہیں مگر سیدہ کے مثالی خاوندؑ کی عیبت ایمانی اور اور شجاعت شیری نامعلوم کہاں غائب ہو گئی تھی کیا اس میں ان پانچ صحابہ مومنینؑ

کی انتہائی توہین نہیں جو اپنے امامؑ کا یہ ہولناک تماشہ دیکھ کر وادیا تو کر رہے ہیں مگر شیر خدا مشکل کشاؑ و گار شیعان کی امداد نہیں کرتے جس بیعت صدیقیؑ کے انکار کے لیے یہ داستان کر یہ تراشی ہے وہ بالآخر ہو ہی گئی کیا اس سے یہ معلوم نہ ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کو بدنام کرنے کے لیے شیعہ حضرات اہل بیتؑ کی عزت و توقیر کو بھی قربان کر دیتے ہیں؟

سوال ۵۹ :- کیا شیعہ کے بیشتر آئمہ باندیوں کی اولاد ہیں؟ ذرا نمونہ ملاحظہ ہو۔

- ۱۔ حضرت زین العابدینؑ شربانوں، ایرانی باندی کے بطن سے تھے۔ جلا اعیون ص ۴۹۔
- ۲۔ موسیٰ کاظمؑ کی ماں باندی تھی جس کا نام حمیدہ بربرہ یا اندسیہ تھا۔ ص ۵۲۴۔
- ۳۔ علی بن موسیٰؑ رمنہ کی ماں باندی تھی جس کا نام نکتم یا رومی وغیرہ تھا۔ ص ۵۲۳۔
- ۴۔ امام تقیؑ کی ماں باندی تھی اس کا نام سبکیہ یا خیزران دریمانہ تھا۔ ص ۵۶۔
- ۵۔ امام علی نقیؑ کی ماں باندی تھی جس کا نام سمانہ مغربہ تھا۔ ص ۵۴۴۔
- ۶۔ امام حسن عسکریؑ کی ماں باندی تھی جس کا نام حدیث یا سلیل تھا۔ ص ۵۴۴۔
- ۷۔ لوڈیوں کی منڈی میں ایک باندی کہتی تھی ہائے میری عفت کا پردہ چاک کر دیا گیا۔۔۔۔ حضرت حسن عسکریؑ کے خادم اسے خرید لائے آپ غائبانہ اس کی تعریف کر رہے تھے امام کی بہن علیہ خاتون نے اسے گود میں لیا اور حکم امام اسے اسلام اور واجبات شرع سکھائے (کیونکہ یہ پہلے مجوسیہ اور مشرک تھی اہل سنت کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی)۔ یہ امام حسن عسکریؑ کی بیوی اور امام العصرؑ کی ماں ہیں (جلا اعیون ص ۵۸۳/۵۸۴) فرمائیے! کیا سادات کی مستورات ختم ہو گئی تھیں یا ان کا حسن و جمال نہ تھا کہ اماموں نے باندیوں سے گھر کو رونق دیکر امام زادے جنوائے اور ان کے نسب میں دنیوی داغ لگایا؟
- یا کیا شیعوں نے اپنے آباؤ اصلی ایرانیوں کو آئمہ کا نانا ثابت کرنے کے لیے یہ حربے کھیلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ننھیالی رشتہ کاٹ کر دم لیا۔ (سبحان اللہ)

سوال ۶۰ :- شہادت تو غیر اختیاری چیز ہے اور اللہ کے قبضے میں ہے۔ خود زہر کھا کر مصنوعی شہادت بنانا کیا خودکشی اور حرام نہیں ہے۔ پھر آئمہ جان بوجھ کر کیوں زہر کھاتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ حضرت حسنؑ کی زہر خورانی کا قصہ بھی اسی مصنوعی شہادت کے لیے اختراع کیا گیا ہے۔ مؤلف
۲۔ امام موسیٰ جعفر کے سامنے جب زہر ملا کھانا رکھا گیا تو جانتے ہوئے یہ دعا کی اسے اللہ اگر
آج سے پہلے میں یہی کھانا کھاتا تو اپنی ہلاکت میں معین (خودکشی کا مرتکب) ہوتا۔ آج میں یہ
کھانا کھانے میں مجبور و معذور ہوں جب وہ کھانا کھایا تو زہر سے بخار ہوا اور انتقال فرما گئے
(جلال العیون ص ۵۳۱)

۳۔ حضرت موسیٰ کاظمؑ نے زہر آلود کھجوریں کھائیں، خادم نے کہا اور کھائیں۔ حضرت نے
فرمایا جو کچھ نہیں نے کھایا اس سے تیرا مطلب پورا ہو جائے گا۔ زیادہ کی حاجت نہیں۔ (الایضام ص ۵۲۲)
۴۔ حضرت علی تقیؑ کو ان کی بیوی ام الفضل نے زہر لیے انگور دیئے آپ نے جب وہ کھائے اور حالت
خیر ہو گئی وہ رونے لگی تو فرمایا اے ملعونہ ابھی تو نے مجھے مارا ہے اب روتی ہے؟ (جلال العیون ص ۵۲۵)
۵۔ ماموں رشید نے امام رضاؑ سے امر کیا کہ میرے سامنے یہ انار کھائیں اس کے اصرار اور
جبر سے آپ نے چند ڈلیاں کھائیں۔ ایک رات گزار کر صبح ریاض رضوان میں انتقال فرما
گئے۔ (جلال العیون ص ۵۵۴)

۶۔ حضرت حسن عسکریؑ نے زہر کھا کر وفات پائی۔ (جلال العیون ص ۵۷۶)

واضح رہے اصول کافی کی تصریح کے مطابق امام اپنے اختیار سے متراجعتا ہے وہ
عالم الغیب اور کھانے کی ماہیت سے واقف ہوتا ہے دھوکے سے اسے کوئی زہر نہیں کھلا
سکتا۔ کیا شیعہ نے مصنوعی شہادت ظاہر کرنے کے لیے اپنے آئمہ پر خودکشی کے الزامات
نہیں لگائے؟

فضائل خلفائے راشدینؑ

سوال ۶۱: ذرا بتلائیں مقام نصرت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبرؑ کو
”صاحبہٴ پیغمبر کا ساتھی“ فرما کر آپ کی افضلیت کو نمایاں نہیں کر دیا کیا کسی اور کا بھی اللہ تعالیٰ
نے اس مدحیہ لفظ قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے جیسے سورت توبہ رکوع ۶ میں اذ یقول
لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ہے پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتا تھا میرا غم نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ

ہمارے ساتھ ہے۔

سوال ۶۲: فرمائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری ایام مرض میں جب آپ
مسجد نہ جاسکتے تھے۔ آپ کا مصطفیٰ خالی بنایا کسی نے باہر نمازیں پڑھائیں؟ اگر پڑھائیں تو کس
بزرگ نے۔ کیا دنیا کی کسی کتاب میں حضرت علیؑ کے بھی مصطفیٰ نبوتی پر نماز پڑھانے کا
ذکر ہے اگر نہیں ہے اور تاریخ و سیرت کتب شیعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کا نام بتاتی ہیں
تو پھر آپ کو کیوں صند ہے؟ انھیں خلیفہ بلا فصل کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ کیا حضورؐ کا فیصلہ
اور عمل نص جلی سے کم ہے؟

سوال ۶۳: اگر بقول منتصب ملا باقر علی حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ از خود نمازیں
پڑھانے لگے تو صحابہؓ رسولؐ نے اس پر دوا دیا کر کے ان کو پیچھے کیوں نہ ہٹایا؟ آج جب کسی
معمولی داعظ امام کے منبر و مصطفیٰ پر دوسرا جرات نہیں کر سکتا نہ مقتدی اسے تسلیم کرتے ہیں
تو امام الانبیاءؑ کے مصطفیٰ پر خلاف مرضی کیسے ایک شخص قابض ہو گیا۔ کسی نے مخالفت نہ کی۔
نہ امام الانبیاءؑ نے کچھ ڈانٹ ملامت کی اگر ایسا کچھ ذرا بھی ہوتا تو متواتر منقول ہوتا۔

سوال ۶۴: کیا صدیق اکبرؑ کے بجائے خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰؑ بختہ توشیحہ
عقائد کی رُو سے آپ کو کامیابی ہوتی؟ ذرا غور کریں شیعہ عقائد میں حضرت علی المرتضیٰؑ
صحابہ کرامؓ کے دل میں بسنے والے محبوب اور ہر دلعزیز ہرگز نہ تھے سب لوگوں کو آپ سے
حسد اور دشمنی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ڈر کی وجہ سے فضائل مرتضیٰؑ صراحتہً
بیان نہیں فرماتے تھے اور مسئلہ امامت کو تاکید وحی کے باوجود بیان نہ کرتے تھے تاکہ لوگ
مرتد نہ ہو جائیں حتیٰ کہ اللہ پاک کو ”بلغ ما انزل الیک“ سے تنہید دینی پڑی اور تبلیغ رستہ
کی نفی کا حکم لگایا۔ (حیات القلوب وغیرہ)۔ بالفرض آپ اگر چند ساتھیوں کی بیعت سے
خلیفہ بن جاتے تو عام پبلک دشمنی کی وجہ سے آپ کی مطیع نہ ہوتی، آپ جنوں اور ملائکہ
کی مدد سے لشکر کشی کرتے تو پوری امت کا صفایا ہو جاتا۔ اللہ کی تقدیر میں امت کی
فلاح و نجات اسی میں تھی کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بالترتیب خلیفہ ہوں
اندرونی مخالفت کا تصور ہی نہ ہو مسلمان سب دنیا کو فتنہ کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو

ہائیں اگر عمد رابع میں منافقانہ سازش سے اسی ہزار مسلمان کام بھی آئیں تو مجموعی طور پر ان کی قوت مضحل نہ ہو۔ "ان ربک علیم حکیم"

سوال ۶۵ :- ذرا انصاف سے بتلائیں کیا حضرت علی المرتضیٰ اور حسینؑ کا حضرت عمر فاروقؓ نے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا اور کیا آپؑ نے قبول فرمایا تھا اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ کی فتوحات جہاد اور خلافت راشدہ برحق ہوئی کیونکہ آئمہ حرام خوری اور مفاد پرستی سے بالاتر تھے۔ حضرت شہر بانوں کی آمد اور حضرت حسینؑ سے نکاح اسی قبیل سے ہے۔ جو کتب شیعہ میں مشہور ہے۔

سوال ۶۶ :- کیا حضرت علیؑ خلافت فاروقیؓ میں مشیر تھے اور کئی مشورے نبی البلاغہ میں مذکور ہیں۔ کیا آپؑ دور ثانی میں حج بھی تھے۔ کیا آپؑ کئی امور میں حکومت کے ساتھ تعاون بھی کرتے تھے اور حکومت آپؑ کو مالی وظیفہ دیتی تھی اگر یہ تاریخ سے ناقابل انکار حقائق ہیں تو عمرؓ برحق خلیفہ تھے۔ ظالم و جائز ہرگز نہ تھے کیونکہ عامل بالقرآن علیؑ ظالموں کے معادن اور ان کے ہم مشرب و ہم کاسہ نہ بن سکتے تھے۔ ارشاد خداوندی ان کے سامنے تھا۔

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار ظالموں کی طرف تم جھکو بھی نہیں در نہ تم کو آگ گھیرے گی۔ سوال ۶۷ :- کیا حضرت عمرؓ حضرت علیؑ کے لاثانی داماد اور سیدہ اُم کلثوم بنت نافعؓ کے شوہر تھے؟ اگر آپ کو انکار ہے تو کیا تسلیم کرنے والے مندرجہ ذیل شیعہ علماء آپ سے کم تر جانتے تھے یا ان میں انصاف کا کچھ شائبہ تھا؟

۱۔ صاحب کافی نے کن گندے لفظوں میں اس حقیقت کو ادا کیا ہے :-

ان هذا اول فرج غصبتا ؛ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم سے چھین لی گئی۔

۲۔ علامہ شوستر ی لکھتے ہیں :- "اگر نبی دختر عثمان داد ولی دختر بمر فرستاد" اگر نبی نے دختر عثمان کو دی تو حضرت علیؑ نے عمرؓ کو دے دی۔

۳۔ علامہ ابو جعفر طوسی الاقبصار ۱۸۵ میں فرماتے ہیں "جب حضرت عمرؓ فوت ہو گئے تو حضرت علیؑ اُم کلثوم کو عدت گزارنے کے لیے گھر لے آئے۔ نیز تہذیب میں یہ روایت

نی ہے کہ اُم کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اُم کلثوم کا بیٹا ریز بن عمر بن الخطاب ایک ہی ساعت میں مدفون ہوئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرے گا اور کون مرے گا وارث نہ ہوا۔

۴۔ سید مرتضیٰ علم الہدی المتوفی ۱۳۵۵ھ نے شافی میں لکھا ہے کہ حضرت امیر نے اپنی بیٹی کا نکاح حبیب خاطر نہیں کیا بلکہ یہ عقد بار بار کی درخواست پر ہوا۔ نکاح تو بہر حال ہو گیا۔ اگر حضرت عمرؓ مومن نہ تھے تو حضرت علیؑ نے اپنی محنت جگر سے نلکم کیا اور ناجائز کام کرایا؟

سوال ۶۸ :- کیا یہ تاریخ حقیقت نہیں کہ سرب عبدالرحمن بن عوفؓ تین دن، تین راتیں بہستور حضرت عثمانؓ و علیؑ کے انتخاب کے سلسلے میں متفکر رہے گھر گھر جا کر لوگوں سے پوچھا پردہ دار خوانین سے بھی رائے لی بالآخر مسجد نبوی میں ہزاروں صحابہ کرامؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا "حضرت عثمانؓ کے برابر لوگ کسی اور کو نہیں جلتے" تبھی تو اس حقیقت کا اظہار حضرت مقدادؓ نے بقول شیعہ ان الفاظ سے کیا ہے کہ لوگوں نے عزت خاندان اہل بیت سے پانی مگسب نے اتفاق کر لیا کہ خلافت ان کے بجائے دوسروں کو ملے۔ (حیات القلوب ص ۲۴)۔ فرامیہ جنت و رضا کی سندیں پانے والے تمام مہاجرین و انصار کا حضرت عثمانؓ پر اتفاق آپ کے حضرت علیؓ سے افضل ہونے پر شاہد و برہان نہیں اور اس بھرے مجمع میں حضرت علیؓ کا بیعت عثمانؓ کر دینا آپ کی خلافت حق پر مہر تصدیق نہیں؟ نبی البلاغہ کے یہ الفاظ بھی اسی رکشن و بیعت کا پتہ دیتے ہیں :- "وان ترکتمونی فانما کا حدکم و علی اسمکم و اطو عکم لمن ولیستم و امرکم" اگر تم مجھے خلیفہ نہ چنو گے تو میں تمہاری طرح رعایا کا ایک ذہوں گا اور شاید میں تم سے زیادہ طمع اور فرماں بردار اس خلیفہ کا ہوں گا جسے تم خلافت کے لیے چنو گے۔

سوال ۶۹ :- کیا داماد رسول ہونا ایک شرف و اعزاز ہے اگر ہے اور واقعی ہے تو حضرت عثمانؓ حضور کے دوہرے داماد، ذوالنورین سے ملقب، کیسے حضرت علیؓ سے افضل نہ ہوں جب کہ حضرت علیؓ نے ان کو خود فرمایا "ونلت من سہرہ ما لم یزالا" (نبی البلاغہ) آپ نے حضور کی دامادی کا وہ شرف پایا ہے جو ابو بکرؓ و عمرؓ نے بھی نہیں پایا۔ حضرت عثمانؓ کی دامادی رسولؐ کتب شیعہ میں بھی متواتر ہے :-

- ۱۔ نور اللہ شوری جیسا متعصب بھی آپ کو ذوالنورینؑ لکھتا ہے (مجالس المؤمنین ص ۱۵۸)
- ۲۔ مجلس لکھتا ہے کہ مہاجرین حبشہ میں حضرت عثمانؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ دختر پیغمبرؐ نہیں۔

(حیات القلوب ص ۲۵)

- ۳۔ اپنی بیٹی ام کلثومؓ حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو بیاہ دی۔ وہ رخصتی سے پہلے فوت ہو گئی تو آپ نے رقیہؓ بیاہ دی (حیات القلوب ص ۲۵)
- ۴۔ ام کلثومؓ و رقیہؓ نبیؐ کی بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ سیدہ رقیہؓ کے بطن سے حضرت عثمانؓ کا ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو چار سال کی عمر میں مریغ کی چوپچ مارنے سے فوت ہو گیا۔ (نخبۃ الاخبار ص ۳۷)

سوال ۴۰ :- کیا آپ کو تسلیم ہے کہ حدیبیہ کے نازک موقع پر حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو سفارت کا ذمہ دار منصب سونپا تھا آپؐ بخوشی قبول کر کے مکہ گئے کفار کے اصرار کے باوجود کعبۃ اللہ کا طواف نہ کیا، کفار نے جب بند کر دیا اور قتل کی افواہ مشہور ہو گئی تو حضورؐ نے ۵۰۰ صحابہ کرام سے بدلہ عثمان میں جان قربان کرنے کی بیعت لی۔ اللہ نے اسے قبول کر کے ان کو جنت درصوان کی بشارت دی حضورؐ نے اپنا دایاں ہاتھ عثمانؓ کی طرف سے بائیں ہاتھ پر مارا اور غائبانہ بیعت کی تاکہ وہ اس شرف سے محروم نہ رہیں۔ (ملاحظہ ہو حیات القلوب قصہ حدیبیہ) کیا حضرت عثمانؓ کے فضائل اور ایمان پر یہ روشن برہان نہیں ہے؟ جس دوہا کی خاطر ۵۰۰ اہل بیتوں کو ایمان و رضا کا تحفہ کیا وہ دوہا دولت ایمان و رضا کے تحفہ سے محروم رکھا جائے گا؟

سوال ۴۱ :- کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کا رشتہ مانگنے پر کس نے آمادہ کیا، آپؐ کی مالی کمزوری کے عذر میں تعاون کی ڈھارس کس نے بند ہائی۔ ۴۰۰ درہم حق مہر کس کی مائی تھی، جہیز کا سامان خریدنے بازار کون گیا تھا۔ گواہوں میں اہم شخصیتیں کون تھیں اگر تاریخ و سیرت اور علما شیعہ شادی فاطمہؓ کے سلسلے میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور سعدؓ بن معاذ کا نام لیتے ہیں (جلاء العیون و کشف الغم، قصہ تزویج) تو کیا یہی محبین دشمن اہلبیت ہو گئے اور عجب ہو سنہ کی سند آپؐ کو الٹ ہو گئی؟

انتخاب خلیفہ کا اسلامی طریقہ

سوال ۴۲ :- حضرت علی المرتضیٰؓ کس طرح خلیفہ قرار پائے شیعہ کی معتبر کتاب کشف الغم ص ۱۳ پر ہے سعید بن السیبؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آئے اور گھر میں داخل ہو کر کہنے لگے آپؓ ہاتھ بڑھائیں ہم آپؓ کی بیعت کر سکتے ہیں لوگوں کے لیے امیر ضرور ہونا چاہیے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اسکا اختیار تم کو نہیں۔ و انما ذالک لاهل بدر فمن رضو اس کا اختیار صرف بدریوں کو ہے وہ جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہو گا۔

فرمائیے! اگر آپ پہلے سے منصوص خلیفہ تھے تو یہ کیوں فرمایا۔ اہل بدر و مہاجرین کو انتخاب کا حق کیوں بخشا اور ان کے منتخب شخص کو خلیفہ برحق کیوں بتلایا؟

سوال ۴۳ :- اگر شوری سے انتخاب برحق نہیں ہوتا تو حضرت علیؓ نے یہ کیوں فرمایا مسلمانوں کی خلافت کا معاملہ باہمی مشورے سے ہو گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر ایسا ہو کہ امامت و خلافت اس وقت تک قائم نہ ہو جب تک عامۃ الناس حاضر نہ ہوں پھر تو انتخاب ناممکن ہو گا۔ اگر سب لوگوں کا اجتماع محال ہے، لیکن (حق یہ ہے) کہ خلافت کے حل و عقد والے جس کے انتخاب کا فیصلہ کر دیتے ہیں وہ غیر موجود پر بھی لاگو ہوتا ہے پھر نہ شاید کورجوع کا اختیار ہے نہ غائب کو نئے انتخاب کا۔ (منہج البلاغہ ص ۱۴)

سوال ۴۴ :- اگر لھول شیعہ یہ الزامی بات ہے تو آپؐ نے حصر کے یوں کیوں فرمایا: انما الشوری ثم مہاجرین والانصار اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ شوری سے انتخاب کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر کسی شخص کا ان ذلک باللہ رضی۔ (منہج البلاغہ) پر اتفاق کر لیں اور اسے امام نامزد کر دیں تو یہی انتخاب اللہ کو پسند ہوتا ہے۔

پس اگر ان کے اتفاق سے کوئی شخص کسی طعن یا بدعت کے ذریعے علیحدگی اختیار کرے تو یہ اسے واپس لائیں گے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کریں گے کیونکہ اس نے

مومنین کا راستہ چھوڑ کر غیر راستہ اختیار کیا ہے۔

سوال ۵۵ :- اگر بقول مفسرین بر تفضلی یہ الزامی کلام ہے اور اپنے اعتقاد کے موافق آپ ان جمہور لوگوں کے انتخاب سے خلیفہ نہیں بنے تو فرمائیے آپ کو ان سے استحکام خلافت میں مدد لینے کا کیا حق تھا آپ نے ان کو ساتھ لے کر عظیم خونِ معرکے اپنے سیاسی مخالفین سے کیوں سر کیے؟ شیعہ کی مزعومہ منصوبہ خلافت حسب سابق اب بھی باقی تھی پھر ۷ ہزار مسلمانوں کے کشت و خون کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی؟ کیا خلافت کو غیر جمہوری ملنے پر شیعہ حضرت علیؑ سے یہ سنگین الزام دُور کر سکتے ہیں؟ کس قدر مقامِ حیرت و استعجاب ہے کہ شیر خدا تو جمہوری انتخاب کو برحق اور جزوِ ایمان سمجھ کر ستر ہزار کشتگان کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہیں مگر آج آپ کا نادان دوست اس انتخاب کو ناجائز اور خلافِ عقیدہ و ایمان بتاتا ہے۔

سوال ۵۶ :- فرمائیے اگر جنگِ جمل مؤرخین کے اتفاق کے مطابق قاتلانِ عثمانؓ بائیل کی سازش کا نتیجہ نہ تھی بلکہ بقول شیعہ حضرت عائشہؓ و علیؑ ماں بیٹے میں دیرینہ عداوت کا کرشمہ تھی تو حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؑ کے حق میں یہ بیان کیوں دیا تھا؟ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے خارجی (سابق شیعہ) میری امت کے بدترین لوگ ہیں ان کو میری امت کے بہترین لوگ (اصحابِ علیؑ) قتل کریں گے۔ میرے اور آپؐ کے درمیان کوئی بات نہ تھی سوائے اسکے جو ایک عورت اور سُمرال کے مابین ہو جاتی ہے۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۴) نیز حضرت علیؑ نے کیوں ان کو اس عزت کے ساتھ رخصت کیا کہ لوگو! یہ تمہارے پیغمبرؐ کی اہلیہ محترمہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! ولہا حرمتہا الاولیٰ! اور ان کو وہی پہلی عزت حاصل ہے۔ پھر جن دو شخصوں نے آپؐ کے حق میں گستاخی کی ان کو سو سو دُڑے لگائے۔ (تاریخ طبری وغیرہ)

حضرت علیؑ کی خلافت و امامت

سوال ۵۷ :- اصول کافی ص ۱۱ پر بروایت جعفر صادقؑ یہ مرفوع حدیث ہے کہ امامت صرف اس آدمی کی درست ہوتی ہے جس میں تین خصلتیں ہوں۔ گناہوں سے مانع تقویٰ

ہو غصہ کے وقت بردباری ہو، ماتحت رعایا پر مہذب حکومت ہو۔ جیسے باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ جمل وصفیں پر بغلیں بجانے والے حضرات کیا تاریخ اور اپنی کتب کی روشنی میں تیسری خصلت کو ایام مرتضوی میں تلاش کر کے دکھلا سکتے ہیں کہ کس قدر لوگوں کو رحمت اور سکھ پہنچا؟ کیا خلفائے ثلاثہؓ کے زمانوں کے ساتھ عشرِ عشر نسبت بھی ہے۔ (یہ الزامی اور خصمہ ماند کو خاموش کرنے کے لیے ہے ورنہ ہمارے عقیدہ میں حضرت علیؑ کی خلافت برحق تھی اور مفقود رہا آپ رعایا پر مہربان بھی تھے۔) پھر کیوں لوگ حضرت معاویہؓ کے طرف دار ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ کی خلافت عراق و حجاز میں محدود رہ گئی۔ (تاریخ)

سوال ۵۸ :- اصول کافی ص ۱۱ پر امام جعفر صادقؑ کی حدیث ہے کہ زمین کسی وقت امام سے خالی نہیں ہوتی تاکہ اگر مومنین دین میں کی بیشی کریں تو وہ اس کی تلافی کرے نیز یہ کہ امام حلال و حرام کو پہچانتا اور لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف بلاتا ہے۔ فرمائیے بقول شیعہ اعتراف حضرت علیؑ در روضہ کافی ص ۱۵۵ وغیرہ) خلفائے ثلاثہؓ نے دین میں بہت کمی بیشی کی تو حضرت علیؑ نے اس کی تلافی کر کے شیعہ اسلام کو کیوں نافذ نہ کیا۔ متنعہ کیوں نہ چلایا۔ شیعہ نے کیوں آپ پر تقیہ کی تہمت لگائی۔ دو باتیں لازم ہیں یا تو آپؐ سنی تھے یا پھر امامت کے قابل نہ تھے اور خلیفہ برحق ثابت نہ ہوئے۔ بتینوا۔

سوال ۵۹ :- ذرا غور فرمائیے مسئلہ امامت کی ایجاد سے دین اسلام اور مسلمانوں کو کیا نفع پہنچا؟ مجلسی نے لکھا ہے کہ حضرت پیغمبرؐ ولایت علیؑ کی تبلیغ سے اس لیے ڈرتے اور تاخیر کرتے تھے مبادا امت میں اختلاف پیدا ہو جائے اور بعض دین سے مُرتد ہو جائیں۔ (حیات القلوب ص ۵۴) پھر جب آپؐ نے اعلان کیا تو فرمایا جو علیؑ کا انکار کرے کافر ہے، جو جمعیت میں دوسرے کو شریک کرے۔ وہ مشرک ہے جو خلافت بلا فصل میں شک کرے وہ جاہلیتِ اولیٰ کی طرح کافر ہے۔ (بات القلوب ص ۵۳) کیا اس مسئلے کا حاصل مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ شیعہ آئمہ میں سے زیادہ سے زیادہ لشکر اور تابعدار حضرت علیؑ کو صرف ملے تھے مگر ان میں ۵۰ سے بھی کم مسلمان تھے کیونکہ اس عقیدہ سے جہالت و انکار کی وجہ سے سب کافر ہوئے۔ رجال کشی ص ۱ پر ہے کہ

حضرت علیؑ کے ساتھی عراق میں دشمن سے لڑنے والے (بکثرت تھے) مگر ان میں ایسے کچھ بھی نہ تھے جو آپ کی امامت کو کا حق پہچانتے ہوں۔ باقی آئمہ کے شیعہ مومنین کی تعداد سوال نمبر ۱۲ میں ملاحظہ کریں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ مسئلہ تفتیشی باز منافقوں کی خانہ ساز ایجاد ہے۔

سوال ۷۹: جب امامت رسالت کی طرح منصوص عہدہ ہے۔ امام واجب التبع اور معصوم بھی ہوتا ہے۔ وہ حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے اور ہر امام کو اپنے اپنے زمانے کے لیے الگ الگ کتاب بھی ملی ہے (کافی الکافی و جلاء العیون) تو ہر امام کا مذہب و شریعت دوسرے سے جدا ثابت ہوئی جو پچھلے امام کے شیعہ کے لیے حجت نہیں جیسے سابق پیغمبر کی شریعت پچھلے کی امت کے لیے حجت نہیں۔ بنا بریں آج امام مہدی کے شیعہ حضرت باقرؑ و جعفرؑ کے اقوال سے کیوں تمسک کرتے ہیں کیا اس سے امام مہدی کا انکار نہ ہو گیا جب کہ ان کو فقط حضرت مہدی سے شریعت سیکھنے کا حق ہے۔

حضرت حسنؑ و معاویہؓ کی خلافت

سوال ۸۰: جلاء العیون میں حضرت حسنؑ کے حالات میں ہے کہ حضرت معاویہؓ سے صلح و بیعت کے وقت یہ مضمون لکھوایا "حسن بن علی بن ابوطالب نے معاویہ بن ابوسفیان سے صلح کی ہے کہ وہ ان سے تعرض و جنگ نہ کریں گے بشرطیکہ وہ معاویہؓ لوگوں میں حکومت کریں کتاب خدا، سنت نبویؐ اور خلفاء راشدین کی سیرت کے مطابق اور کسی کو اپنے بعد نامزد نہ کریں اور حضرت علیؑ اور آپؐ کے ساتھی ہر جگہ محفوظ رہیں گے۔ الخ۔ فرمائیے کیا خلفاء راشدین کی سیرت کا برحق اور قابل اتباع ہونا حضرت حسنؑ تے واضح نہ کر دیا اور کیا حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ کو اس عہد پر پابند رکھا؟ اگر وہ کتاب سنت اور خلفاء راشدین کی سیرت کے پابند رہے اور ضرور رہے تبھی تو حضرت حسنؑ نے مخالفت اور جنگ نہ کی تو آپؐ کی خلافت کی حقانیت پر اس سے بڑا ثبوت کیا چاہیے۔ کیا اس سے شیعہ علیؑ پر مظالم کی وضعی داستانیں بھی کا فر نہ ہو گئیں اور ولیعہدی بھی اپنی طرف سے نہ تھی بلکہ اہل مل و عقد نے کرائی تھی۔

سوال ۸۱: اگر آپؐ کی خلافت جائز اور برحق نہ تھی تو حضرات حسنینؑ معاہدہ میں مذکور خراج و غیرہ کے علاوہ اگر انقدر عطیات اور رقوم کیوں قبول کرتے تھے کیا ظالموں سے بدایا وصول کرنا جائز ہیں؟ ملاحظہ ہو! ابن اثرب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت حسنؑ معاویہؓ کے پاس شام گئے۔ اسی دن حضرت معاویہؓ کے پاس بہت کچھ مال آیا تھا۔ معاویہؓ نے وہ سب مال حضرت کے پاس چھوڑ کر آپؐ کو بخش دیا۔ (جلاء العیون)

۲۔ نیز روایت ہے کہ معاویہؓ جب مدینہ آئے دربار عام میں بیٹھ کر سب معززین مدینہ کو بلا یا ہر کسی کو اس کے مرتبے کے مطابق ۵ ہزار سے ایک لاکھ تک عطیات دیتے رہے حضرت امام حسنؑ آفریں آئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا آپؐ دیر سے آئے ہیں تاکہ مال ختم ہونے کی وجہ سے اپنے منصب کے مطابق عطیہ نہ پا کر کچھ بخیل رہیں۔ پھر معاویہؓ نے فاذن کو کہا جس قدر میں نے سب کو دیا ہے اتنا صرف امام حسنؑ کو دے دے میں ہندہ کا بیٹا ہوں۔ حضرت حسنؑ نے فرمایا یہ سب تجھے میں نے بخش دیا میں فرزند فاطمہؑ بنت محمدؐ ہوں۔

(جلاء العیون)

۳۔ قطب راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ نے حضرت حسینؑ و عبداللہ بن جعفرؑ سے فرمایا معاویہؓ کے عطایا تم کو یکم تاریخ کو پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ حسب فرمودہ حضرت وہ اموال پہنچ گئے۔ حضرت حسنؑ مقروض تھے۔ اپنے قرضے ادا کیے باقی مال اپنے اہل بیت اور ساتھیوں میں بانٹا حضرت امام حسینؑ نے بھی قرض ادا کر کے باقی تقسیم کر دیا اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال کو بھیجا۔ عبداللہ بن جعفرؑ نے اپنا قرض ادا کر کے باقی مال حضرت معاویہؓ کی خوشنودی کے لیے معاویہؓ کے قاسد کو واپس کر دیا جب معاویہؓ کو اس کا پتہ چلا تو اس نے بہت سامان اور ہدیہ پیرا پیکر بھیجا۔ (جلاء العیون ص ۲۳)

لفظ آل اہل بیت کا شرعی معنی و مصداق

سوال ۸۲: ذرا انصاف سے بنائیے قرآن پاک کے محاورہ و استعمال میں "آل" اہل بیت۔ تا بعد از ماننے والوں اور بیوی کو کہتے ہیں؟ اگر نہیں تو جگہ جگہ قرآن پاک آل

فرعون اور آل موسیٰ و ہارون کا لفظ تابعداروں پر کیوں استعمال کرتا ہے۔ کیا اس حقیقت کے پیش نظر آل محمد و آل ابراہیم آپ کے پیرکاروں کو کہنا صحیح نہیں ہے۔

اگر اہل بیت سے زرجہ پیغمبر خارج ہے تو کیوں حضرت سارہ زرجہ حضرت ابراہیم پر فرشتوں نے یہ درود پڑھا،

رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اے ابراہیم کے اہل بیت (سارہ) تم پر اللہ کی اہل بیت۔ اے حمید مجید۔ (پ. ۱۱) رحمت اور برکتیں ہوں وہ بلاشبہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اگر زرجہ اہل بیت کے مفہوم سے بقول شامی خارج ہے تو کیوں قرآن پاک نے حضرت لوطؑ کے قبۃ میں: انا منجوك واهلك الا امرتک؟ دہم آپ کو ار آپ کے گھرانے کو بجز بیوی کے بچائیں گے) میں استثناء متصل کے ذریعہ آپ کی زرجہ کو انسانی کی وجہ سے اہل سے خارج فرمایا۔

سوال ۸۳:- جب زرجہ ابراہیمؑ آل ابراہیمؑ اور سختی درود و سلام ہیں تو سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کی ازدواج مطہرات اور امہات المؤمنین کیوں آل محمدؐ نہیں ہیں اور سختی درود و سلام نہیں جبکہ سورت احزاب کے پورے رکوع میں ان کو براہ راست اللہ نے خطاب کر کے اہل بیت کے تحفہ سے نوازا ہے۔

وَ اٰمَنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنَ اور ناز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو، خدا اور رسول اللہ و رسولہ، انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت و لیطہرکم بیو اللہ تم سے گندگی و درگزر آدم کو پورا پاک بنا دیتا ہے۔ (سورۃ احزاب - ۳۳) تطہیراً۔

عنکم اور مذکور کے سینے اسی طرح درست ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اہلیہ سے فرمایا تھا:

فقال لاہلہم امکشوا انی انت ناراً اپنی بیوی سے فرمایا تم محروم مجھے آگ دکھائی دیتی لعلی آتیکم منها بقبس (طہ ۱۶) پارہ ۱۶ ہے شاید تمہارے پاس کچھ انگارے لے آؤں۔

سوال ۸۴:- اگر مومن متقی پر ہیزگار آل محمد و اہل بیت میں داخل نہیں تو حضورؐ نے

یہ معیار کیوں بنایا: لوگوں نے آپ سے پوچھا، حضرت آپ کا اہل بیت کون ہے؟ تو فرمایا ان میں سے جو بھی میری دعوت قبول کرے اور میرے قبلے کی طرف منہ کرے اور وہ بھی جسے اللہ نے میرے گوشت اور خون سے پیدا فرمایا ہے (یعنی اولاد) تو وہ سب صحابہؓ کہنے لگے ہم اللہ، اس کے رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ سے محبت رکھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا! بس اس وقت تم ان اہل بیت سے ہو، اہل بیت سے ہو۔ (کشف الغم ص ۵۵)

سوال ۸۵:- اگر ازدواج مطہرات اہل بیت نبویؐ و آل محمدؐ نہیں تو حضرت جعفر صادقؑ نے ان کو اور حضرت ام سلمہؓ زوجۃ الرسولؐ نے کیوں اپنے آپ کو آل محمدؐ کہا ہے؟ روضہ کافی و حیات القلوب ص ۲۴ سے ملاحظہ ہو:

حضرت جعفر صادقؑ کہتے ہیں ایک انصاری عورت ہم اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اور بہت آتی جاتی تھی ایک مرتبہ جب وہ ہمارے پاس آرہی تھی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا! اے بڑھیا کہاں جاتی ہے وہ کہنے لگی میں آل محمدؐ کے پاس جاتی ہوں تاکہ ان کو سلام کر کے ایمان تازہ کروں اور ان کا حق ادا کروں..... پھر جب ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ کے پاس پہنچیں تو آپؐ نے تاخیر کا سبب پوچھا، اس نے حضرت عمرؓ سے ملاقات اور گفتگو کا ذکر کیا تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا اس نے غلط کہا دیہ ملنے از خدمت گفتگو شعی بہتان ہے، آل محمدؐ کا حق مسلمانوں پر تاقیامت واجب ہے۔ (فروع کافی ص ۱۵۶)

سوال ۸۶:- اگر زرجہ پیغمبر اہل بیت کا مصداق اولیٰ نہیں تو سرور کائنات حضرت خدیجہؓ پر کیوں یوں سلام کرتے تھے السلام علیکم یا اہل البیت خدیجہؓ فرمائیں اے میری آنکھوں کے نور تجھ پر بھی ہو۔ (حیات القلوب ص ۲۴)

سوال ۸۷:- کیا اصول کافی میں ایسا کوئی واقعہ ہے کہ کافر مشرک بھی توبہ کر لینے کے بعد اس نبی کے اہل بیت میں داخل ہو جاتا ہے؟ اگر یقین نہ آئے تو ملاحظہ کریں کہ ایک آدمی نے چالیس دن تک دعا قبول نہ ہونے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی تو وحی آئی کہ اس کے دل میں شک ہے تو اس نے کہا ہاں یا روح اللہ ایسا تھا آپؐ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ مجھ سے شک دور کر دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا

بھی تو اللہ نے اس پر توبہ فرمائی، توبہ قبول فرمائی اور وہ آپ کے اہلبیت میں سے ہو گیا۔
سوال ۸۸:- کیا غیر اہلبیت غلامت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ اگر شیعہ خیال میں درست
 نہیں تو مندرجہ ذیل حدیث کا مطلب بتائیں۔ امام جعفر صادقؑ نے معاویہ بن وہب (معاویہ
 نامی آپ کے شیعہ بھی ہوتے تھے) کے سامنے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا کیا کرنے
 یہ دائیں جانب کالا پاٹ دیکھا ہے جو بیچ در بیچ ہے۔ یہاں اسی ہزار آدمی قتل ہوں گے
 ان میں اسی آدمی نڈال کی نسل سے ہوں گے ہر ایک غلامت کی اہلیت رکھے گا ان کر
 عجیوں کی اولاد قتل کرے گی۔ رومہ کافی مکہ محشی نے حضرت عباسؑ کی اولاد مقتول
 بتائی ہے جو شیعہ کے ہاں غیر اہلبیت ہیں۔

چند اختلافی فقہی مسائل

سوال ۸۹:- ذرا بتائیے آپ کی اذان کب سے شروع ہوئی اور کس لوگوں
 نے ایجاد کی شیخ صدوق اس پر ناراض کیوں ہیں وہ اہلسنت کی پوری اذان نقل
 کر کے فرماتے ہیں۔ یہی اذان صحیح ہے اس میں نہ کچھ بڑھایا جائے نہ کم کیا جائے۔
 پھر فرماتے ہیں مفسومہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مفسومہ وہ فرقہ ہے جو خدا اور رسول کے
 کاموں اور ذمہ داریوں کو اماموں کے سپرد مانتے ہیں۔ اس دور میں سب اثناعشری
 مفسومہ ہیں۔ انہوں نے روایات گھڑی ہیں اور اذان میں "مُحَمَّدٌ أَلِ مُحَمَّدٍ خَيْرٌ الْبَرِيَّةِ"
 دو دفعہ بڑھایا ہے ان کی بعض روایات میں "اشھدان محمد رسول اللہ" کے بعد اشھد
 ان علی امیر المؤمنین دو دفعہ آیا ہے۔ الخ... میں نے یہ اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ
 اس زیادتی کے ساتھ وہ لوگ پہچانے جائیں جو تہمت زدہ ہیں اور ہم شیعوں میں چپکے سے
 گھس آتے ہیں ذمہ لایحضرہ الفقہ مہم نیز شروع کا کافی مہم اور روضہ البہیہ فی
 شرح لمعة الرقیۃ مہم میں اس اضافہ کی تردید ہے۔

تحفۃ العوام مہم میں ہے کہ شہادت ولایت امیر علیہ السلام اقامت و اذان کا
 جزو نہیں ہے۔ شرائع الاسلام مہم میں ہے اذان میں ۱۸ کلمے ہیں۔ شہادت رست

کے بعد حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح رکھے۔

سوال ۹۰:- ذرا بتلائیں قرآن پاک کے برخلاف آپ نے وضو کب سے ایجاد
 کیا ہے۔ کتب شیعہ میں بھی سنی وضو کا ذکر ہے۔ الاستبصار میں ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے
 ہیں میں وضو کرنے بیٹھا حضور تشریف لائے فرمایا کھلی کر دو، ناک میں پانی ڈالو اور جھاڑو،
 پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، دودنہ بھی دھونا کافی ہو جائے گا۔ میں نے بازو دھوئے اور سر کا
 مسح کیا دو مرتبہ، آپ نے فرمایا ایک دفعہ کافی ہو گا پھر میں نے پاؤں دھوئے تو حضور نے مجھ
 سے فرمایا اے علی انگلیوں کا خلال بھی کیا کر دو ورنہ کی آگ کا خلال نہ ہو گا۔

یہ فہرہاہل سنت کے موافق ہے، بطور تفسیر آئی ہے (سبحان اللہ) (الاستبصار مہم)
سوال ۹۱:- ذرا بتلائیں آپ اپنی صحاح اربعہ سے باقاعدہ سند اور اسکی تعدیل کے ساتھ ایک
 حدیث رسول یا عمل مرتضیٰ ثابت کر سکتے ہیں جس میں نمازیں ہاتھ کھلے چھوڑنے کا ذکر ہو۔
 ہماری کتب میں تو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں امامت کراتے تو دایاں
 ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے۔ (رداۃ السرمذی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ مہم)

ہاتھ ناف پر باندھنے کے سلسلے میں حنفیہ کی دلیل ہی حضرت علیؑ کا قول و فعل ہے۔ (دہلوی)
 کتب شیعہ میں اگر عورت کو ہاتھ باندھنے کا حکم ہے تو مرد کے لیے یہ بے ادبی کیسے ہو گیا؟
سوال ۹۲:- ذرا بتلائیں ۲۰ رکعت تراویح سنت نبویؐ سے آپ کو کیوں منہ ہے؟ آپ کی کتاب
 الاستبصار میں سے کئی روایات ۲۰ تراویح کی کتاب "تحفہ امامیہ" کے آخر میں ذکر کی جا چکی ہیں مثلاً
 امام باقر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی راتوں میں نماز زیادہ پڑھتے
 تھے یکم رمضان سے بیسویں تک روزانہ شب کو ۲۰ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (الاستبصار مہم)

سوال ۹۳:- ذرا بتلائیں نماز کے بعد ذکر اللہ اور انبیاء خصال پر درود و سلام افضل
 ہے یا شیطان و کفار پر لعنت بازی؟ اگر پہلی بات افضل ہے اور شیطان و کفار پر لعنت بازی
 لغو ہے تو نماز کے بعد حضور کی ازواج مطہرات، اہمات اہلبیت (حضرت عائشہؓ و حفصہؓ)
 اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و پیغمبر و جد اہلبیت، داماد رسول حضرت عثمانؓ، بلوہیستی حضرت معاویہؓ اور
 چند دیگر قریبہ اراکین پیغمبر (العیاذ باللہ) لعنت اور تبرا کا درجہ نماز کیوں کیا جاتا ہے اور امام جعفر طبرانی

ہے۔ (۲) تقیہ مومن کی ڈھال اور جائے پناہ ہے تقیہ نہ کرنے والا بے ایمان ہے۔ (۳)
اے شیعو! ہمارے مذہب کو مت پھیلاؤ، ہماری امامت کو مت شرت دو۔ (۴)
اے شیعو! تمہارا مذہب وہ ہے جو اسے چھپائے گا عزت پائے گا، جو پھیلائے گا یا ظاہر
کرے گا، ذیل ہوگا۔ (۵) ہماری امامت کا ہمید معنی رہا۔ غداروں، مکاروں، بناوٹی
شیعوں کے ہاتھ لگ گیا تو انہوں نے بستیوں اور سڑکوں پر کہنا شروع کر دیا۔ (۶) اے معنی
ہماری امامت چھپاؤ اور شرت مت دو کیونکہ جو ہمارا مذہب چھپائے گا اور مشہور نہ
کرے گا اللہ اسے دنیا میں عزت دے گا اور آخرت میں اس کی آنکھوں میں وہ نور رکھے
گا جو جنت تک پہنچائے گا۔ اے معنی جو ہماری امامت ظاہر کرے گا اور نہ چھپائے گا اللہ
اسے دنیا میں ذیل کرے گا اور آنکھوں سے آخرت میں نور سلب کر کے اندھیرا کر دے گا جو
جہنم میں پھینکے گا۔ اے معنی تقیہ میرا مذہب ہے۔ میرے باپ دادا کا مذہب ہے تقیہ نہ کرنے
والا بے دین ہے۔ اے معنی ہماری امامت مشہور کرنے والا منکر امامت کی طرح ہے۔

(دکانی باب تقیہ و باب کتمان)

کسی قسم کے عنوان اور طرز سے مسئلہ امامت یا مذہب تشیع کو فروغ دینے والے
دوست غور فرمائیں کیا امام نے انکو بے دین، بے ایمان، جنت سے محروم، قیامت
میں نابینا اور جہنمی اور امامت و مذہب کا منکر نہیں بتلادیا؟ جب کہ آج تقیہ اور
اخفاء مذہب کی زیادہ ضرورت ہے۔ ارشاد امام ہے۔ جوں جوں امام مہدی کے نکلنے کا
زمانہ قریب ہوگا تقیہ کی زیادہ تر حاجت ہوتی جائے گی۔ اگر آج کثرت کے زعم میں آپ
نے تقیہ چھوڑ دیا ہے تو یہاں ارشادات ائمہ جھوٹے ثابت ہوئے یا آپ شیعیت سے
فارج ہو گئے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

سوال ۹۶:- آپ کی کتابوں میں متعہ کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہیں فرمائیے
عزت رسول مقبول ہیں کون کون سے حضرات اس فضیلت سے مشرف ہوئے اور کتنے کتنے متعہ کیے۔

سوال ۹۷:- مجلسی نے حق البیقین میں متعہ کو ضروریات دین میں سے لکھا ہے
جس کا تارک فاسق اور منکر کافر ہوتا ہے۔ الاستبصار میں متعہ نہ کرنے والے کو ناقص

بھی منسوب کیا گیا ہے (فروع کافی ص ۳۴۳)۔ نیز یہ بھی واضح کریں شیعہ حضرات کو قاتل علی ابن ابی طالب سے
اور قاتل حسینؑ سنن یا شمر سے کیوں اُلفت و عقیدت ہے کہ ان کو اس صف میں شمار کر کے
لعنتوں سے نہیں نوازا جاتا۔ کیا محض اس لیے کہ شیعہ کتب تاریخ میں وہ شیعہ عقائد کے حامل تھے؟

ایمان الوطالب، تقیہ، متعہ وغیرہ

سوال ۹۴:- کیا حضرت ابو طالب مسلمان ہوئے تھے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلانیے
حضرت صادقؑ نے یہ کیوں فرمایا ابو طالب کی مثال اصحاب کف کی سی ہے ایمان چھپاتے تھے اور ظاہر
مشترک تھے تو اللہ نے ان کو دہرا اجر دیا۔ دمالانکہ اصحاب کف پر یہ بتان ہے قرآن پاک صراحتہً
ان کا ظاہر و باطن مسلمان ہونا بیان کرتا ہے۔ (شیعہ تفسیر البرہان ص ۲۳۱) نیز اسی تفسیر میں ہے کہ
آیت ”انک لا تہدی من احببت و لکن اللہ یدہدی من یشاء“ (بلاشبہ آپ جس کے لیے پسند کریں
ہدایت نہیں دے سکتے۔ لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے) ابو طالب کے حق میں اُتری جب حضورؐ
نے ان کو کہا اے چچا لا الہ الا اللہ! پڑھو میں اس کے طفیل آپ کو نفع پہنچاؤں گا کہنے لگے:
”بھتیجے! میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں جب (بغیر کلمہ پڑھے) فوت ہو گئے تو حضرت عباسؑ نے فرمایا
موت کے وقت انہوں نے کلمہ پڑھا تھا۔ حسرت نہ فرمایا میں نے قرآن سے نہیں سنا
تھا۔ تاہم امید ہے کہ میں قیامت کو نفع پہنچاؤں گا۔

سوال ۹۵:- ذرا بتلائیں آپ کے محرم و حہلم وغیرہ کے موقع پر مام و عزارازی
کے نام سے لمبے چوڑے فرومباہات کے جلو سوں اور جہنوں سے کیا مقصد ہے؟ اگر
مقصد غم حسین اور تذکرہ مصائب ہے تو وہ گھر میں انفرادی طور پر اور امام باڑوں میں بہتر
طور پر حاصل ہوتا ہے اور اگر مقصود اپنی طاقت، شوکت و کثرت کا دکھانا ہے تو یہ یا کاری
کھلا نفاق اور عزاداری کی صند ہے جو قابلِ نفرت ہے اگر مقصد امامت حسینؑ اور آپ کے
سلسلہ کی تشہیر یا مذہب تشیع کو فروغ دینا ہے تو تعلیمات ائمہ کی رُو سے یہ سراسر حرام
اور ملعون کام ہے اس کا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں۔ چند ارشادات جعفریؑ ملاحظہ
ہوں۔ (۱) بلے حصے دین کو چھپانا واجب ہے جو تقیہ کر کے مذہب نہیں چھپاتا وہ بے

الایمان اور قیامت میں مشاہدہ اٹھنے والا بتایا ہے۔ فرمائیے آپ تمام مردوزن یہ کارِ خیر کر کے ایمان کامل کرتے ہیں یا نہ اور معمولی مدت کے لیے عقدِ متہ علانیہ کیا جاتا ہے یا خفیہ اگر علانیہ ہے تو مثال پیش کریں۔ اگر خفیہ ہے تو زنا اور اس میں کیا فارق ہے جب کوئی جوڑا پکڑا جائے۔

سوال ۹۸۔ اجتماع طبری سے مراد العقول ص ۳۸۸، فتاویٰ حیدری ص ۶۲ ضمیمہ ترجمہ قبول ص ۴۱ میں ہے کہ صدیق اکبر کے پیچھے حضرت علیؑ نے ناز پرچی اور صف میں کھڑے ہو کر پرچی کیا صدیق اکبر کا امام برحق ہونا دانیخ نہ ہوا۔

سوال ۹۹: جس خلافت پر صدیق اکبر متمکن ہوئے وہ وہی تھی جس کا وعدہ حضرت علیؑ سے تھا یا حضرت علیؑ کی موجودہ خلافت کوئی اور تھی اگر وہی تھی تو حضرت علیؑ سے وعدہ خداوندی غلط ہوا اور اگر کوئی اور تھی تو حضرت صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم غاصب اور ظالم کیسے ٹھہرے۔

سوال ۱۰۰: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک سید ہیں یا نہ اگر ہیں تو ان کی ساری اولاد سید کیوں نہیں۔ اگر عاذا اللہ سید نہیں تو سیدہ فاطمہ جنت کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہوا۔

تمت بفضل اللہ دعونه الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

آئے رسولہ محمد رآلہ راسما بد و از راجہ و جمیع امتہ اجمعین۔

۱۵ شعبان ۱۳۹۶ ھ یوم الاحد مطابق ۱۳ اگست ۱۹۷۶ء

الحمد للہ

مسئک اہل سنت کا مبلغ و محافظ یہ رسالہ انڈیا میں اور عربی ایڈیشن مکہ مکرمہ میں چھپ چکا ہے انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے اردو کے سوا ملکی غیر ملکی ہر زبان میں اس کا ترجمہ شائع کرنے کی اجازت ہے، مصنف۔